۷۱۶
۹۲

یا اللہ جل جلالہ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

تواریخ حبیب الٰہ

یعنی

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند اور مکمل حالات

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز

کشمیری بازار لاہور | اردو بازار لاہور | بندر روڈ کراچی ۲

PRICE

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انک لعلیٰ خلق عظیم

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

سوانحعمری حضرت رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسمیٰ بہ

تواریخ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جل جلالہ

یعنی سوانحعمری سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ غلام علی اینڈ سنز

تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

(شیخ نیاز احمد پرنٹر پبلشر نے علمی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کے شائع کی)

فہرست کتاب مستطاب تواریخ حبیب الٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مضمون	صفحہ
بیان سبب تالیف	۷
باب اول حال نور مبارک اور ولادت باسعادت اور	
طفولیت اور شباب اور آغاز نبوت سے تا ہجرت کے بیان میں۔	۸
فصل ۱ بیان حال نور مبارک تا ولادت باسعادت	"
قصہ ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل کی تعظیم کا عبدالمطلب جد آنحضرت ؐ	۹
چاہ زمزم نکالنا عبدالمطلب کا اور ذبیح ہونا عبداللہ	
آپ کے والد ماجد کا	"
ذکر وفات عبداللہ والد ماجد آنحضرت ؐ	۱۰
احوال آپ کے حمل میں رہنے کا	"
فصل ۲ بیان حال ولادت باسعادت میں	۱۱
بیان خوارق جو بوقت ولادت باسعادت ظہور میں آئے۔	"
نکتہ عجیبہ متعلقہ بہ معجزات ولادت شریفہ	۱۲
نکتہ لطیفہ آپ کے پیدا ہونے میں بروز دوشنبہ	"
ذکر محفل میلاد شریف	"
شاہ ولی اللہ محدث کا انوار دیکھنا محفل میلاد شریف میں	۱۳
بیان ذکر منع وفات شریف محفل میلاد شریف میں	"
فصل ۳ بیان حال رضاعت و دیگر حالات زمانہ طفولیت میں	"
ذکر تخفیف عذاب ابولہب بسبب خوشی میلاد شریف	"
ذکر دودھ پلانے حلیمہ سعدیہ رضی کا	۱۴
ذکر شق صدر شریف کا	"

مضمون	صفحہ
ذکر شق صدر شریف چار بار ہونے کا اور نکتہ ہر بار کا	۱۵
ذکر وفات والدہ شریفہ و کفالت عبدالمطلب	"
ذکر وفات عبدالمطلب و کفالت ابوطالب	"
معجزہ استسقاء ابوطالب ببرکت آنحضرت ؐ	"
گواہی بحیرہ راہب کی واسطے آپ کی نبوت کے	"
فصل ۴ بیان حالات شباب تا نبوت	۱۶
مال خدیجۃ الکبریٰ کا لیکے آپ کا تجارت کو جانا اور	"
سفر کے معجزات سن کے انکا خواہاں نکاح آپ سے ہونا	"
بیان نسطورا راہب کی گواہی کا	"
نکاح آپ کا بی بی خدیجہ کے ساتھ	۱۶
بنانا قریش کا ازسر نو خانہ کعبہ کو اور لڑتے ہونا نزاع رکھنے	۱۷
حجر اسود کا آپ کے فیصلہ سے	"
فصل ۵ بیان حالات زمانہ نبوت میں تا معراج	"
جانا آپ کا پاس ورقہ کے	۱۸
بیان مومن اور جنتی ہونا ورقہ کا	"
بیان نزول سورہ فاتحہ کا	"
قصہ حضرت بلال کا اور خرید کرکے حضرت ابوبکر کا آزاد کرنا	۱۹
اور سورہ واللیل حضرت ابوبکر کی شان میں استدلال	"
استدلال لطیف بر فضیلت ابوبکر صدیق	۱۹
نزول سورہ تبت یدا ابی لہب کے بیان میں	۲۰

مضمون	صفحہ
حال عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب کا	۲۰
بیان ہجرت حبشہ کا ۵؁ھ	۲۱
اقرار نجاشی بادشاہ نصاریٰ بہ نبوت آنحضرت	"
ارادہ کرنا حضرت ابوبکر صدیق کا واسطے ہجرت کے	۲۲
بیان اسلام حضرت عمر فاروق رض ۶؁ھ	"
ذکر شعب بنی ہاشم ۷؁ھ	۲۴
ذکر وفات ابوطالب "	۲۵
ذکر وفات حضرت خدیجہ ۱۰؁ھ	"
تشریف لے جانا آنحضرت کا طائف کو ۱۰؁ھ	۲۶
عداس نصرانی کا آپ کی نبوت پر ایمان لانا	"
مسلمان ہونا جنوں کا	"
فصل ۱ معراج کے بیان میں	۲۷
ذکر بیت المعمور	"
ذکر سدرۃ المنتہیٰ	"
ذکر رفرف	۲۸
ذکر حصول شرف دیدار و کلمات التحیات	۲۹
نکتہ کلمات التحیات	۳۰
سبب تخصیص التحیات کا بحالت قعود و صلوٰۃ	۳۰
نکتہ لطیف در باب گنہ گاراں	"
ذکر فرضیت نماز پنجگانہ	۳۱
پیش ہونا پیالوں کا شب معراج میں	۳۲
مشاہدہ عجائبات کا	"

مضمون	صفحہ
بیان اس بات کا کہ معراج میں آپ کا تشریف لیجانا از قبیل عالم آخرت ہے۔	۳۴
باب ۲ احوال ہجرت کے بیان میں تا وفات	۳۵
فصل مقدمات حضرت اور حالات ان کے بیان میں	"
ذکر ہجرت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا	"
مجتمع ہونا کفار قریش کا دار الندوہ میں واسطے مشورت کے آپ کے امر میں	۳۶
وجہ تسمیہ شیطان شیخ نجدی	"
بیان حال حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا	۳۸
آپ کا غار ثور میں تشریف لیجانا اور وہاں کے معجزات	"
فضیلت حضرت ابوبکر و حضرت علی قصہ ہجرت میں	۳۹
نکتہ عجیبہ متعلق بآیہ لا تحزن ان اللہ معنا	"
روانہ ہونا آپ کا غار ثور سے	۴۰
وارد آپ کا خیمہ ام معبد پر	"
سراقہ بن مالک کا آپ کے پیچھے جانا اور زمین کا نگل جانا	۴۱
و دھنسنا سراقہ کے گھوڑے کو تا بہ شکم	"
قصہ خسف قارون	۴۲
لفظ ثنیات الوداع	۴۳
فصل ۲ بیان رونق افروزی حضرت مدینہ منورہ میں تا غزوہ بدر	۴۴
بیان اسلام عبداللہ بن سلام کا جو یہود میں عالم تھے۔	۴۵
لانا دین اسلام سلمان فارسی کا	۴۶

مضمون	صفحہ
ذکر خرید کرنے حضرت عثمان کا بیر رومہ کو اور اس لئے مبشر بہ جنت ہونا ان کا	۴۷
فصل ۳ غزوہ بدر کے بیان میں	۴۸
صحابہ کا تقریرات جاں نثاری کرنے بوقت گفتگو فرمانے آپ کے امر جنگ میں	۴۹
بیان علو مقام عبدیت	۵۰
دو نوجوان انصار کا حضرت عبدالرحمن بن عوف سے حال ابو جہل کا پوچھنا اور جھپٹ کے اس لعین کو قتل کرنا۔	۵۲
اسیر کرنا فرشتے کا حضرت عباس کو	۵۳
پھینکنا آپکا مشت خاک اور کنکریوں کا اور بسبب اسکے شکست کھانا کفار کا	〃
و کلام کرنا آپ کا کفار مقتولین بدر سے ۔	۵۵
بیان وفات بی بی رقیہ بنت رسول اللہ اور نکاح میں حضرت عثمان کے آنا حضرت بی بی ام کلثوم کا	〃
بیان اس بات کا کہ پیغمبر کی دو بیٹیوں کا ایک امتی کے نکاح میں آنا ایسا شرف ہے کہ سوا حضرت عثمان کے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔	۵۶
مشورت کرنا آپ کا اصحاب سے معاملہ اسیران بدر میں اور بموجب رائے حضرت ابوبکر کے سب کو فدیہ لیکر چھوڑ دینا اور نازل ہونا آیات قرآنی کا باستحسان رائے حضرت عمر کے کہ مقتضے قتل اسیران تھی	۵۷
فضیلت اصحاب بدر	۵۸
فصل پنجم نکاح حضرت بی بی فاطمہ زہرا کے بیان میں ۔	〃

مضمون	صفحہ
ذکر حضرت غوث اعظم رح	۶۰
ذکر پیدا ہونے امام مہدی کا امام حسن کی اولاد میں اور بیان حکمتوں کا اسباب میں	〃
فصل ۴ غزوہ احد کے بیان میں	۶۱
ذکر مبشر بہ جنت ہونے حضرت طلحہ رض کا	۶۲
ذکر شہادت حضرت حمزہ کا	〃
بیان مقتول ہونے ابی بن خلف کافر کا حضور اقدس کے ہاتھ سے ۔	۶۳
بیان بطن رابع کا	〃
بیان فضیلت شہدائے احد کا ۔	۶۵
ذکر اس بات کا کہ شب برات کے دن ہونا غزوہ احد کا جو مشہور ہے غلط ہے	۶۶
ذکر غزوہ حمراء الاسد یعنی آپکے تشریف لیجانیکا متعاقب	〃
ابو سفیان کے یہ سن کر کہ وہ پھر آتا ہے اور چلا جانا ابو سفیان کا	〃
فصل ۶ غزوہ بدر ثانی کے بیان میں ۔	۶۷
فصل ۷ سریہ رجیع کے بیان میں	〃
ذکر قتل سفیان بن خالد لعین	۶۸
فصل (۸) قصہ بیر معونہ کے بیان میں	۷۱
فصل (۹) غزوہ بنی نضیر کے بیان میں	۷۴
فصل (۱۰) غزوہ خندق کے بیان میں سنہ ۵ھ	۷۶
ذکر غزوہ خندق بمشورہ سلمان رض کا	〃
چمکنا برق کا پتھر سے اور پیشینگوئی آپ کی در باب یمن و شام	۷۷

مضمون	صفحہ
قصہ عجیب نوجوان انصاری کے	۷۸
بیان ہونے قضا چار نمازوں کا	۷۹
حال مقتول ہی عمرو بن پہلوان بدست حیدر کرار	۸۰
حسن تدبیر نعیم سے نفاق ہو جانا فیمابین قریش اور بنی قریظہ کے۔	۸۱
فصل ۱۱ غزوہ بنی قریظہ کے بیان میں	۸۳
ستون میں باندھنا ابو لبابہ کے واسطے توبہ کے حال	〃
جان دینے ایک یہودیہ کا محبت شوہر میں	۸۴
فصل ۱۲ قتل کعب بن اشرف یہودی کے بیان میں	۸۵
فصل ۱۳ قتل ابو رافع یہودی کے بیان میں	۸۶
فصل ۱۴ قصہ افک کے بیان میں	۸۸
فصل ۱۵ آیت تیمم کے بیان میں	۹۱
فصل ۱۶ قصہ حدیبیہ کے بیان میں	〃
ذکر بیعت رضوان کا	۹۴
قصہ ابو بصیر اور ان کے یاروں کا	۹۷
فصل ۱۷ غزوہ خیبر کے بیان میں	۹۸
حضرت علی کا اکھاڑنا دروازہ قلعہ خیبر کا	۹۹
ذکر فدک	۱۰۰
ذکر داخل ہونا حضرت صفیہ کا ازواج مطہرات میں	〃
آنا حضرت جعفرؓ اور دیگر مہاجرین حبشہ کا	〃
ذکر زہر دینے یہودیہ کا آنحضرتؐ کو	〃
ذکر تحریم گوشت خر و متعہ	۱۰۱

مضمون	صفحہ
فصل ۱۸۔ عمرة القضا کے بیان میں	۱۰۱
فصل ۱۹۔ عثمانؓ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ کے بیان میں	〃
فصل ۲۰ تحریر مکاتیب کے بیان میں	۱۰۲
بیان حال ہرقل بوقت وصول نامہ مبارک	۱۰۳
بیان حال ضغاطر عالم نصاریٰ کہ آپکی خبر سنتے ہی مسلمان ہوگیا	۱۰۵
بیان حال نجاشی بوقت وصول نامہ مبارک	〃
فصل ۲۱ سریہ حضرت ابو عبیدہؓ کے بیان میں جس میں سمندر نے عنبر ماہی لشکر کو توشے کے لئے دی تھی	۱۰۷
فصل ۲۲ غزوہ موتہ کے بیان میں	〃
فصل ۲۳ غزوہ فتح مکہ کے بیان میں قصہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کے بیان میں	۱۱۰
قصہ عجیب	۱۱۳
بیان استدلال شیعہ در باب فضیلت حضرت علیؓ	۱۱۵
بیان ان کا جنکے لئے آپ نے حکم فرمایا تھا جہاں پاؤ مار ڈالو حال عکرمہ بن ابی جہل کا	۱۱۶
بیان اسلام وحشی	۱۱۷
بیان اسلام عبداللہ بن سعد ابی سرح کا	〃
فائدہ نافعہ	〃
بیان اسلام کعب بن زہیر کا	۱۱۸
بیان اسلام ہبار بن اسود کا	۱۱۹

مضامین	صفحہ
بیان اسلام ہندہ عورت کا	۱۱۹
بیان اسلام قرتناوہ قتل دیگر زناں	"
فصل ۲۴ غزوہ حنین کے بیان میں	۱۲۰
ذکر غزوہ اوطاس کا	۱۲۱
فصل ۲۵ وفود کے بیان میں	۱۲۲
ذکر مسیلمہ کذاب	"
فصل ۲۶ - غزوہ تبوک کے بیان میں	۱۲۳
بھیجنا آپ کا حضرت خالد کو مع لشکر کے دومتہ الجندل	
کو اور گرفتار ہونا اکیدر حاکم دومتہ الجندل	۱۲۴
حال مسجد ضرار	۱۲۵
قصہ تین اصحاب مخلصین کا کہ بعذر ہمراہی سے رہ گئے تھے	۱۲۶
فصل ۲۷ - فرضیت حج اور امیر الحاج حضرت	"
ابوبکر کے بیان میں	۱۲۹
قصہ منادی بعض امور	"
فصل ۲۸ مباہلہ کے بیان میں	۱۳۰
بیان (مضمون) مباہلہ	"
فصل ۲۹ حجۃ الوداع کے بیان میں	۱۳۱
بیان احرام حضرت علی رض	۱۳۲
بیان افراد و قرآن و تمتع کا	"
فصل ۳۰ وفات شریف کے بیان میں	۱۳۳
توجیہ کلام حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز دربار شہادت آنحضرت	۱۳۵

مضامین	صفحہ
ارادہ فرمانا آنحضرت کا واسطے لکھنے عہد خلافت کے ابوبکر کو	۱۳۸
بیان خوبی مسواک اور خاتمہ بخیر ہونے ملتزم مسواک کا	۱۴۰
بیان تاکید نماز و رعایت غلام و کنیزہ	۱۴۱
ماتم پرسی کے واسطے آنا حضرت خضر کا بعد وفات حضرت رسول کے	۱۴۳
ذکر سقیفہ بنی ساعدہ	۱۴۳
ذکر غسل جسد اطہر - ذکر دفن جسد اطہر	۱۴۴
بیان شرف زیارت قبر شریف	۱۴۵
باب ۳ حلیہ شریفہ اخلاق کریمہ و معجزات کے بیان میں	۱۴۶
فصل ۱ حلیہ شریف کے بیان میں	"
نکتہ ملاحت رنگ مبارک	"
بیان نورانیت جسم شریف و سر عدم سایہ	۱۴۷
بیان خوشبوئے عرق شریف	"
بیان ان چیزوں کا جو دنیا میں آپ کو پسند تھیں	۱۴۸
سر اسباب کا کہ آپکو روزہ طے کا رکھنا جائز تھا امت کو منع نہیں	۱۴۹
فصل ۲ اخلاق کریمہ کے بیان	"
بیان یہودی کا کہ بسبب آپ کے حلم کے مسلمان ہو گیا	۱۵۰
حکایت زاہر دہقان (۵) مسئلہ قیام برائے تعظیم	۱۵۲
ذکر شجاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۳
بیان سخاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	"
فصل (۳) معجزات کے بیان میں	۱۵۴
خاتمہ شفاعت کبرےٰ کے بیان میں	۱۶۶

اور عمدہ سستی کتابیں ملنے کا پتہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہزاراں ہزار حمد جناب رَبُّ العِزّت کو جس نے سب سے پہلے نور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کیا۔ اور سارے عالم کو اس نور سے ہویدا کیا اور درود لامعدود بسیار جناب محبوب رب العالمین سید المرسلین کو جن کی ہدایت سے گم گشتگاں بادیہ ضلالت راہ پر آئے۔ اور ان کی آل و اصحاب پر جن کی سعی و کوشش سے دین قوی ہُوا اور اکاسرہ[۱] اور قیاصرہ[۲] ٹھرائے۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے نیاز مند درگاہ رب الصمد المعتصم بذیل سید الانبیا محمد عنایت احمد غفرلہ الاحد کو مطلع ہونا احوال برکت اشتمال جناب حبیب خدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر موجب سعادت و ہزاراں برکت ہے۔ جیسا کہ وارد ہے عند ذکرِ اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ اولیاء اللہ کے ذکر کے وقت بہت زیادہ رحمت نازل ہوتی ہے۔ پس سید الانبیاء علیہ اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت بہت زیادہ رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور بھی خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ یعنے کہہ اے محمد اگر دوست رکھتے ہو تم خدا کو میری راہ پر چلو اور میری تابع ہو تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے۔ اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بہت بخشنے والا ہے نہایت مہربان اور ظاہر ہے۔ کہ پیغمبر صاحب کی اتباع اور آپ کے طریقے پر چلنا بغیر اطلاع کے آپ کے حالات سے ممکن نہیں۔ پس مطلع ہونا آپ کے حالات پر سبب ہے بندے کے مقبول اور محبوب خدا ہونے کا اور سبب ہے۔ گناہوں کے بخشے جانے کا لہٰذا راقم حروف کہ بنیرنگ تقدیر فی الحال جزیرہ پورٹ بلیر انڈے مین میں وارد[۳] ہے۔ اور کوئی کتاب کسی طرح کی پاس اپنے نہیں رکھتا بپاس خاطر شفیق غمگسار مصدر عنایت برحال زار حکیم محمد امیر خاں صاحب نیٹو ڈاکٹر کے یہ رسالہ بیان تاریخ حبیب الٰہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ۱۲۷۵ھ ہجری میں لکھتا ہے اور نام تاریخی اس کا **تواریخ حبیب الٰہ** ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّكَ[۴]

---

۱ اکاسرہ جمع ہے کسریٰ کے بمعنی بادشاہ پارس ۲ قیاصرہ جمع ہے قیصر کی بمعنے بادشاہ روم ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۳ بعد ازیں بہ برکت جناب مستطاب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کتاب کے مولف نے اس بلا سے نجات پاکے وطن میں پہنچ کے سارے مضامین کتاب کے حرف بحرف کتاب حدیث و سیر سے مطابق کر دئے۔ ۴ اے رب ہمارے قبول فرما ہم سے بے شک تو سننے والا ہے ۱۲ منہ

اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ط۔ یہ رسالہ مشتمل ہے تین باب اور ایک خاتمہ پہ **باب اول** میں حالات نور مبارک اور ولادت باسعادت اور طفولیت اور شباب اور آغاز نبوت سے تا ہجرت کا بیان ہے۔ **باب دوم** میں ہجرت سے تا وفات کے حالات کا بیان ہے۔ باب سوم میں حلیہ شریفہ اور اخلاق کریمہ اور معجزات کا بیان ہے خاتمہ میں شفاعت کبریٰ کا بیان ہے۔ اور ہر باب کو فصلوں پر منقسم کیا ہے اور ہر حال کے شروع میں لفظ حال لکھ دیا ہے۔

باب اوّل

احوال نور مبارک اور ولادت باسعادت اور طفولیت اور شباب سے آغاز نبوت سے تا ہجرت کے بیان میں

فصل اول بیان حال نور مبارک میں تا ولادت باسعادت

حدیث میں وارد ہے اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوۡرِیۡ یعنے سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے میرے نور کو پیدا کیا اور کتب اخبار میں وارد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اور سارے عالم کو اس نور سے جلوہ ظہور میں لایا۔ آسمان اور زمین اور ستارے اور چاند اور سورج اور سب انبیاء اور اولیاء پرتو اسی نور کے ہیں۔ اور حقیقت محمدی سب کا منشا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا میں پیغمبر تھا۔ اس وقت میں کہ آدمؑ پانی اور مٹی میں تھے۔ یعنی خدا تعالےٰ نے سب سے پہلے پیغمبری جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کی اگرچہ ظہور آپ کا اس عالم میں سب سے بعد ہوا۔ بعد پیدائش آسمان و زمین وغیرہ کے جب خدا تعالےٰ کو منظور ہوا کہ زمین میں اپنا ایک خلیفہ جاننے والا یعنی نائب رکھے اور زمین کو اس سے آباد رکھے۔ اور نور محمدی کی روشنی دنیا میں پھیلاوے۔ تب اللہ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور نور محمدی ان کی پیشانی میں چمکایا۔ پھر آدم علیہ السلام سے وہ نور منتقل ہوا۔ طرف شیث علیہ السلام کے کہ اشرف اولاد آدم تھے۔ اور بعد حضرت آدم کے ان کے جانشین اور پیغمبر ہوئے۔ بعد ازیں وہ نور اصلاب[1] اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا چلا آیا۔ یہاں تک کہ عبد اللہ والد ماجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا۔ انبیاء میں سے حضرت ادریس اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل آپ کے اجداد میں ہیں۔ اور

۱؎ اصلاب طاہرہ پشتیں پاک ارحام طیبہ شکم پاک مراد ہے۔ کہ آپکے نسب میں آپ کے باپ بھی پاک تھے اور سب مائیں آپ کی پاک تھیں

ہمیشہ اجداد آپ کے بہ برکت نور مبارک رئیس عظیم اور مکرم رہے۔ اور عظمت اور برکت اس نور کی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے۔

قصہ اصحاب فیل کی تعظیم کا عبد المطلب جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

حال: جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل کا خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ پر چڑھ آیا تھا۔ عبد المطلب جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند آدمی قریش کے ساتھ لے کر جبل ثمیر[1] پر چڑھے۔ اس وقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود کے خوب درخشاں ہوا۔ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی۔ عبد المطلب نے یہ بات دیکھ کر قریش سے کہا۔ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکا یہ دلیل اس بات کی ہے۔ کہ ہم لوگ غالب رہیں گے۔ عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ کر لے گئے۔ ان اونٹوں کے چھڑانے کو اس کے پاس گئے۔ ان کی صورت دیکھتے ہی اس نے بایں جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی ان کے چہرے سے نمایاں تھی۔ ان کی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اتر بیٹھا اور ان کو اپنے برابر بٹھا لیا۔ اور ان سے پوچھا کہ کس مطلب کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے اپنے اونٹوں کے واسطے کہا اس نے فوراً حکم دلادینے اونٹوں کا دیا۔ اور کہا تمہاری عزت اور عظمت میرے دل میں ایسی آئی ہے۔ کہ اگر خانہ کعبہ کے محفوظ رکھنے کے واسطے تم کہتے تو میں اس کو منہدم نہ کرتا عبد المطلب نے کہا کہ اس گھر کا خدا آپ ہی محافظ ہے کہ میرے کہنے کی حاجت نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب لشکر اس بادشاہ کا مع ہاتھیوں کے خانہ کعبہ کے ڈھانے کو چلا۔ اللہ تعالے نے طیراً ابابیل کو بھیجا کہ سارے لشکر کو کنکریوں سے ہلاک اور تباہ کر دیا۔ بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اس کے بادشاہ ہیبت میں آجاتے تھے۔ اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔

چاہ زمزم نکالنا عبد المطلب کا اور ذبح ہونا آپ کے والد ماجد کا

حال:۔ عبد المطلب نے خواب میں جگہ چاہ زمزم کی دیکھی تھی چاہ زمزم کی اصل تو حضرت اسمٰعیل سے ہے۔ جب ان کی ماں ہاجرہ کو اور انہیں حضرت ابراہیمؑ اس جنگل میں کہ بے آب و دانہ تھا۔ بحکم خدا چھوڑ گئے تھے اور ایک مشک پانی کی اور تھوڑے چھوہارے دے گئے تھے۔ بعد ختم ہوجانے کے جب حضرت اسمٰعیل بے قرار ہوئے۔ تب حضرت جبرائیلؑ کے پر مارنے سے یہ پانی نکلا اور حضرت ہاجرہ

---

[1] ثمیر بفتح ثائے مثلثہ و کسرہ میم موحدہ کی پہاڑ میں مکہ معظمہ میں کہ اعانت سے انکی شمشیر ہوتی ہے بنصر الظہر تیر النصح ذبح وغیرہ کرتی:۔

نے اس کو گھیر دیا تھا۔ کہ صورت کنوئیں کی ہوگئی ۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر ہاجرہ پانی کو نہ گھیر دیتیں تو سارا عالم اس کا پانی پیتا۔ بعد زمانہ اسمٰعیلؑ کے ایک مدت تک وہ کنواں رہا۔ پھر بھر گیا تھا۔ اور جگہ اس کی معلوم نہ تھی۔ عبدالمطلب نے وہ جگہ خواب میں دیکھ کے ارادہ کھودنے کا کیا۔ قریش مانع ہوئے۔ اور لڑنے کو تیار ہوئے اور عبدالمطلب کا کوئی معین نہ تھا۔ اور اولاد بھی ان کی ایسی نہ تھی جو کام آوے صرف ایک بیٹا ان کے تھا۔ تاہم عبدالمطلب قریش سے لڑے اور بفضلہ تعالےٰ غالب آئے اور چاہ زمزم کھودنا شروع کیا۔ اس دن بہ سبب نہ ہونے زیادہ اولاد کے عبدالمطلب کو رنج ہوا۔ تب انہوں نے منت کی کہ جو میرے بیٹے دس ہوں اور چاہ زمزم بھی عبداللہ کے کھودنے سے نکل آیا۔ تب انہوں نے چاہا کہ ایک بیٹے کی قربانی کریں۔ تعیین کے لئے قرعہ ڈالا عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے۔ اور چاہا کہ قربان کریں۔ سب قریش مانع ہوئے اور عبداللہ بسبب ہونے نور محمدی کے ان کی پیشانی بہت خوبصورت تھی۔ سب انہیں چاہتے تھے۔ بھائی بھی نہیں چاہتے تھے کہ عبداللہ ذبح ہوں ایک کاہن کے پاس اس قصہ کو لے گئے اس نے کہا کہ قرعہ اس طرح ڈالو۔ کہ دس اونٹوں کا نام لکھو اگر اونٹوں کا نام نہ نکلے تو دس اونٹ اور بڑھاؤ۔ اور بڑھاتے جاؤ۔ یہاں تک کہ اونٹوں کے نام پہ قرعہ نکلے۔ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا۔ ہر بار عبداللہ کا نام قرعہ میں نکلتا تھا۔ یہاں تک کہ نوبت سو اونٹوں کی پہنچی تب اونٹوں کا نام نکلا۔ عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کر کے نذر سے ادا ہوئے۔ حدیث میں جو آیا ہے۔ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْن میں بیٹا دو ذبیحوں کا ہوں۔ ایک ذبیح سے مراد حضرت اسمٰعیل ہیں۔ اور دوسرے عبداللہ والد ماجد آپ کے ؀

وفات عبداللہ والد ماجد حضرت رسول صلعم

حال:۔ جب نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبداللہ سے منتقل ہو کر آمنہ والدہ ماجدہ آپ کی میں آیا اور آپ حمل سے ہوئیں۔ بہت خیر و برکت اس سال میں شامل حال قریش کے ہوئی۔ قحط نہ واقع ہوا۔ مینہ برسا زمین سرسبز ہوئی۔ حتیٰ کہ قریش نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا۔ یعنی سال فتح اور خوشی کا اور دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبداللہ آپ کے والد کا مدینہ میں انتقال ہوا۔ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے۔ وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں آپ نے ماموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے۔ کہ وفات پائی۔

احوال آپ کے حمل میں رہنے کا

ایام حمل میں آپ کی والدہ شریفہ کو کوئی تکلیف اور گرانی جیسے حمل والی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے معلوم نہیں ہوئی۔ اور ان ہی ایام آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے پیٹ میں سردار عالم کا جب پیدا ہو نام اس کا محمد رکھیو اور بوقت ولادت آپ کے یہ آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا۔ جس سے انہیں مکانات شام کے نظر پڑے۔ **حدیث** صحیح میں آیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں دعا ہوں ابراہیم کی اور بشارت عیسٰے کی اور جو دیکھا میری ماں نے سو ماں کے دیکھنے سے یہی نور مراد ہے۔ اور دعا ابراہیمؑ سے وہ دعا مراد ہے جو سورہ بقر میں موجود ہے۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط ترجمہ اے رب ہمارے اور قائم کر ان میں ایک پیغمبر ان میں سے کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھادے انہیں کتاب اور حکمت اور پاکیزہ کرے انہیں بیشک تو ہے زبردست حکمت والا۔ جب حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے خانہ کعبہ مکہ میں بنایا۔ بعد فراغت کے اس کی بنا سے یہ دعا مانگی تھی۔ اور بشارت عیسٰی علیہ السلام سے وہ بشارت مراد ہے۔ جو انجیل میں ہے اور سورہ صف میں اس کا ذکر آیتہ مُبَشِّرًا[1] بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ج میں ہے۔

فصل دوسری بیان ولادت باسعادت میں

بارھویں تاریخ ربیع الاول کی اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل واقع ہوا تھا بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور سارا عالم آپ کے نور سے روشن ہوا اور بہت سے عجائب و خوارق عادات اس رات ظہور میں آئے۔ از انجملہ یہ کہ فاطمہ بنت عبداللہ والدہ عثمان بن ابی العاص نے بیان کیا کہ شب ولادت باسعادت میں پاس آمنہ والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھی۔ میں نے دیکھا ستارے آسمان سے لٹک آئے تھے اور زمین حرم سے ایسا قریب ہو گئے تھے۔ کہ گمان ہوتا ہے۔ زمین پر گر پڑیں گے۔ اور از انجملہ یہ کہ سارے بت روئے زمین کے اس وقت سرنگوں ہو گئے۔ اور یہ

[1] خوش خبری دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی کہ آویں گے۔ بعد میرے کہ نام ان کا احمد ہے۔ ۱۲ منہ

بات سوائے اہل اسلام کے زرتشتیوں کی تاریخ میں بھی لکھی ہے زرتشتی مجوسی ہیں۔ کہ زرتشت کو پیغمبر جانتے ہیں اور ازانجملہ یہ کہ آگ فارس کی کہ گبران آتش پرست نے باہتمام تمام ہزار برس سے روشن کر رکھی تھی بجھ گئی۔ اور ازانجملہ یہ کہ نوشیرواں بادشاہ فارس کا ایوان زلزلے میں آیا اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔

نکتہ عجیبہ متعلقہ معجزات ولادت شریفہ

نکتہ:۔ ستاروں کے متصل ہونے میں زمین سے اشارہ اس بات کی طرف تھا۔ کہ سب انوار زمین کی طرف بسبب آپ کی ولادت کے متوجہ ہوئے اور زمین روشنی سے مالامال ہو جائے گی اور بتوں کا سرنگوں ہونا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ بسبب اس مولود مسعود کے بت پرستی موقوف ہو جائے گی۔ اور آگ کا بجھ جانا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آتش پرستی بسبب آپ کے باطل ہو جائے گی۔ اور نوشیرواں کے محل میں زلزلہ آنا اور چودہ کنگروں کا گرنا اشارہ اس کی طرف ہے۔ کہ سلطنت خاندان نوشیرواں کی کہ اس زمانہ میں اتنی بڑی سلطنت زمین پر کوئی نہ تھی جاتی رہے گی۔ اور چودہ بادشاہ اس کے خاندان میں اور ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور سب ملک نوشیروانیوں کا حضرت عمرؓ کے عہد میں اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ اور یزدجرد اس خاندان کا بادشاہ حضرت عثمانؓ کے وقت میں ہلاک ہوا۔ پھر ان میں کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ نکتہ۔ پیدا نہ ہونا آپ کا روز جمعہ یا ماہ رمضان یا کسی اور دن میں جو متبرک مشہور ہیں۔ اس میں نکتہ یہ ہے۔ کہ یہ بات نہ کہی جاوے کہ آپ کو برکت دن اور مہینے سے حاصل ہوئی۔ بلکہ ایسے دن اور مہینے میں پیدا ہوئے کہ اس کو برکت آپ کے سبب حاصل ہوئی۔ ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ کو آپ کے سبب سے شرف عظیم حاصل ہوا۔

ذکر محفل میلاد شریف

حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے۔ کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب ہے زیادہ محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارھویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد میں ہوتی ہے۔ اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرتؐ میں۔

شاہ ولی اللہ کا انوار دیکھنا محفل میلاد شریف میں

شاہ ولی اللہ محدث نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے۔کہ میں حاضر ہوا۔اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے ان انوار میں تامل کیا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الٰہی کے انتہیٰ مسلمانوں کو چاہیئے کہ مقتضائے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفل شریف کیا کریں اس میں شریک ہوا کریں مگر شرط یہ ہے کہ بہ نیت خالص کیا کریں۔ ریا اور نمائش کو دخل نہ دیں۔اور بھی احوال صحیح اور معجزات کا حسب روایات معتبرہ بیان ہوا۔ اکثر لوگ جو اس محفل میں فقط شعر خوانی پر اکتفا کرتے ہیں یا روایات واہیہ نامعتبر سناتے ہیں۔خوب نہیں ہے۔اور بھی علماء نے لکھا ہے۔کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف کا نہ چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس میں محض نازیبا ہے۔حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر وفات کی نہیں ہے۔

فصل تیسری بیان حال رضاعت ودیگر حالات زمان طفولیت میں

سات روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ اپنی والدہ ماجدہ کا پیا بعد اس کے ثویبہؓ نے دودھ پلایا ثویبہ لونڈی ابولہب کی تھی۔کہ ابولہب نے اسے وقت پہنچانے خبر ولادت شریف کے آزاد کیا تھا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابولہب کو بعد موت کے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔اس نے کہا۔کہ عذاب شدید میں مبتلا ہوں مگر ہمیشہ شب دوشنبہ کو درمیان انگشت شہادت اور وسطیٰ سے کہ اشارہ ہے اس سے کہ میں نے ثویبہ کو بسبب پہنچانے بشارت ولادت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کیا تھا۔کچھ پانی مجھے چوسنے کو مل جاتا ہے کہ اس سے ایک گونہ عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ علمائے محدثین نے بعد لکھنے اس روایت کے لکھا ہے کہ جب ابولہب سے کافر کو جس کی مذمت قرآن شریف میں بتصریح وارد ہے ولبسبب خوشی ولادت شریف یہ تخفیف ملی۔خیال کرنا چاہیئے کہ مومن کو کیسا ثواب عظیم ہوگا اور کیا کیا برکات شامل حال اس کے ہوں گے۔بعد ثویبہ کے حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔قریش کا دستور تھا کہ لڑکوں کو دودھ پلانے والیوں کو دے دیا کرتے تھے۔اور وہ اپنے گھر لے جاکر دودھ پلایا کرتی تھیں۔ اور بعد ختم ایام رضاعت کے پاس ماں باپ کے پہنچا دیا کرتی تھیں۔ اور ماں باپ لڑکوں کے دودھ پلانے والیوں کو نقد جنس دے کر رضامند کرتے تھے۔سو

حضرت حلیمہ اپنے وطن سے کہ نواح طائف میں تھا۔ ساتھ اور عورتوں کے مکہ کو واسطے لینے لڑکوں کے آئیں اور
عورتوں نے آپ کو یتیم سمجھ کر نہ لیا یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ کے ہوئی اور بہت برکتیں بسبب آپ کے
شاحل حلیمہ کے ہوئیں۔ مادہ خر اسواری حلیمہ کی، بسبب لاغری کے چل نہیں سکتی تھی۔ جب آپؐ ساتھ حلیمہ کے شامل
اس پر سوار ہوئے۔ ایسی تیز رفتار ہوگئی۔ کہ سب قافلہ کی سواریوں سے آگے جاتی تھی۔ اور جب حلیمہ کے گھر
آپ پہنچے تو بہت فراخی و عیش حلیمہ کو ہوگئی۔ بکریاں ان کی خوب تازہ فربہ ہوگئیں۔ اور قوم قحط میں مبتلا تھی
ان کے مویشی جنگل سے بھوکے آتے تھے۔ اور لاغر تھے۔ وہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے تھے کہ تم بھی
بکریوں کو وہیں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں دیکھو وہ کیسی سیر آتی ہیں۔ اور تازہ و فربہ ہیں۔

حال:۔ آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے تھے۔ اور پستان چپ آپ بھائی رضاعی حلیمہ کے
بیٹے کے لئے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسی عدالت آپ کی جبلّت میں تھی۔ اور لڑکپن میں کبھی بول و براز
کپڑے میں نہیں کیا۔ بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے۔ کہ اسی وقت رکھنے والے آپ کو جا ضرور پیشاب کرا لیتے
تھے۔ اور کبھی ستر عورت آپ کا برہنہ نہیں ہوتا تھا۔ اور جو کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے تھے۔

حال:۔ چاند آپ کے اشارے کے موافق جھک جاتا اور آپ کو رونے سے بہلاتا۔ چنانچہ کتب
احادیث میں بروایت حضرت عباس ثابت ہے۔ اور صابونی محدث نے اس حدیث کو حسن باب معجزات میں
لکھا ہے۔ چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں: کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا:
اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر شق صدر شریف کا

حال:۔ جب آپ کے پاؤں چلنے لگے اور دو برس کے ہوئے حضرت حلیمہؓ کے لڑکوں کے ساتھ
جنگل کو جہاں مویشی ان کے چرتے تھے۔ تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دن آپ وہیں تشریف رکھتے تھے۔
کہ دو فرشتے آئے۔ اور انہوں نے آپ کو چت لٹا کے سینہ مبارک کو ناف تک چاک کیا۔ اور دل مبارک کو نکال
کر دھویا اور سینہ کو کہ ایک چیز عالم قدس کی خوبصورت پسی ہوئی مثل دوا کے تھی پُر کیا اور پھر اپنی جگہ رکھ کے
شگاف سینہ کو سی دیا۔ اور مطلق تکلیف آپ کو معلوم نہ ہوئی یہ حال دیکھ کے بیٹا حلیمہؓ کا گھبرا کے پاس حلیمہؓ
کے گیا۔ اور کہا کہ ہمارے بھائی مکے والے کا دو آدمیوں نے آکر پیٹ چاک کیا۔ یہ سن کا حلیمہ
جلدی سے وہاں پہنچیں دیکھا۔ کہ آپ بیٹھے ہیں۔ اور رنگ مبارک کا ہیدہ اور متغیر ہو گیا ہے۔ آپ سے
حال پوچھا آپ نے بیان کیا۔ پھر اپنے ساتھ آپ کو گھر لے آئیں۔

ذکر اس بات کا کہ شق صدر شریف چار بار ہوا ہے۔ اور نکتہ ہر بار کا

مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تفسیر الم نشرح میں لکھا ہے کہ شق صدر مبارک چار بار واقع ہوا۔ اول جب آپ حلیمہ کے گھر تھے۔ دوسرے بار قرب زمانہ جوانی میں جب آپ دس برس کے ہوئے تیسری بار قبل نزول وحی کے چوتھی بار شب معراج میں اور نکتہ اس میں یہ لکھا ہے۔ کہ پہلی بار شق کرنا اس لئے تھا کہ آپ کے دل سے لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے نکال ڈالیں اور دوسری بار اس لئے کہ جوانی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو مقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی کے سرزد ہوتی ہے نہ رہے۔ اور تیسری بار اس لئے کہ آپ کے دل کو قوت تحمل وحی کی ہو۔ اور چوتھی بار اس لئے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم الملکوت اور لاہوت کی ہو۔ فقط حلیمہ سعدیہ احوال شق صدر شریف کا دیکھ کے ڈریں اور آپ کو مکہ میں آپ کے گھر پہنچا دیا۔

ذکر وفات والدہ شریف و کفالت عبد المطلب

جب آپ چھ برس کے ہوئے۔ آپ کی والدہ شریف نے انتقال کیا۔ پاس آپ نے اقارب کے مدینہ کو گئی تھیں۔ وہاں سے پھرتے ہوئے ہوئے موضع ابوا[1] میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ عبد المطلب دادا آپ کے پرورش کے کفیل ہوئے اور بیٹوں سے زیادہ چاہتے تھے۔ ہزار جان سے آپ پر عاشق تھے۔ آپ کے صغر سن میں ہی کہ آپ آٹھ برس کے تھے ان کا بھی انتقال ہوا[2] ابو طالب چچا آپ کے متکفل ہوئے اور بہت محبت اور تعظیم سے آپ کو رکھتے تھے۔ آپ نے کمال رشد اور تہذیب سے نشو و نما پایا۔

حال:۔ آپ کے صغر سن میں ایک بار مکہ معظمہ میں خشک سالی ہوئی۔ ابو طالب آپ کو اپنے ساتھ میدان میں لے گئے۔ اور بہ[3] برکت آپ کے استسقا کیا یعنی مینہ برسنے کی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی برکت سے خوب مینہ برسایا۔ کہ عالم سیراب ہو گیا۔ اور قحط دفع ہو گیا۔ اسی باب میں قصیدہ ہے ابو طالب کا جس کا یہ شعر ہے۔

وابیض یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی وَعِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

یعنی سفید رنگ گورا گویا پانی مانگتا ہے اپنے منہ سے جائے پناہ ہے یتیموں کی اور عصمت ہے بیوہ عورتوں کی یہ قصیدہ بہت بڑا ہے اور بہت مدح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں مذکور ہے۔

حال:۔ ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے راہ میں

---

[1] ابوا بفتح الف و سکون بائے موحدہ الف و ہمزہ در آخر نام ایک موضع کا ہے۔ کذا فی القاموس ۱۲ منہ [2] ذکر وفات عبد المطلب و کفالت ابو طالب ۱۲ [3] معجزہ ذکر استسقائے برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ منہ

بحیرہ راہب[۱] نصاریٰ کے صومعہ کے پاس اتفاق قیام آپ کا ہوا۔ راہب مذکور نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں۔ اور اہل کتاب یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں۔ ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ۔ مبادا ان کے ہاتھ سے انہیں گزند پہنچے سو ابوطالب نے مال تجارت وہیں بیچا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے۔

ترجمہ: مشکوٰۃ شریف میں بروایت ترمذی اور حاکم لکھا ہے کہ ان دنوں سات آدمی منجملہ نصاریٰ نے شام کے یہ حال دریافت کر کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر اس راہ سے ہوگا۔ واسطے قتل آپ کے اس طرف آئے تھے۔ بحیرہ نے ان سے کہا کہ وہ پیغمبر برحق ہیں تم ان کی اطاعت کرو۔ اور جب خدا کو منظور ہے کہ ان کو زندگی دے۔ تمہارے ٹالنے سے نہیں ٹلے گا۔ اور تم انہیں مار نہیں سکتے۔ تب اس ارادے سے باز رہے۔

فصل چوتھی بیان حالات شباب تا نبوت

جب آپ جوان ہوئے ان امور سے جو جوانوں میں خلاف تہذیب ہوتے ہیں۔ منزہ تھے۔ اور صدق و امانت و دیانت و جملہ صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے اور قریش آپ کو محافل لہو و لعب میں بلاتے تو آپ ہرگز شریک نہ ہوتے تھے۔ اور سب قریش کو آپ کے صدق و امانت کا اقرار تھا۔ یہاں تک کہ آپ کو محمدؐ امین کہتے تھے۔

نکاح آپ کا بی بی خدیجہ کے ساتھ ہونا

حال: پچیس برس کی عمر میں مال[۲] بی بی خدیجہ کا کہ ایک عورت مالدار قریش میں تھیں لے کے آپ واسطے تجارت کے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں سطورا[۳] راہب نے آپ کو پہچانا اور بیان کر دیا کہ یہ پیغمبر آخرالزمان ہیں۔ جن کا ذکر پچھلے انبیاء کی کتابوں میں ہے۔ میسرہ غلام خدیجہؓ کا آپ کے ساتھ تھا۔ اس نے بہت معجزات آپ کے سفر میں دیکھے اور آ کر خدیجہ سے بیان کئے اور خدیجہ نے کہا جس وقت کہ آپ سفر سے پھرے ہوئے آتے تھے۔ وہ بالاخانہ کے غرفہ میں بیٹھی تھیں۔ وہاں سے آپ آتے نظر پڑے۔ آپ پر دو فرشتے سایہ کئے تھے۔ میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے سارے سفر میں ایسا ہی حال دیکھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ

---

[۱] گواہی بحیرہ راہب کی واسطے آپ کی نبوت کے [۲] مال خدیجہ رضی اللہ عنہا کا لے کے آنحضرت کا تجارت کو جانا اور سفر کے معجزات سن کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خواہاں ہونا۔ [۳] بیان سطورا راہب کی گواہی کا ۱۲ منہ

عنہا نے یہ حال سن کے خواہش نکاح کی آپ کے ساتھ کی اور ابو طالب اسبات سے مطلع ہوئے بعد تقریر نکاح کے اشراف اور اعیان قریش کو ساتھ لے کے حضرت خدیجہ کے مکان پر گئے۔ ان کی جانب سے مہتمم نکاح ورقہ بن نوفل برادر عم زادان کے تھے ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا اور فضائل اور مناقب آنحضرت صلعم کے بہت سے بیان کئے اور نکاح منعقد کیا۔

بنانا قریش کا از سر نو خانہ کعبہ کو اور طے ہونا نزاع حجر اسود کا آپ کے فیصلے سے

حال:۔ قریش نے خانہ کعبہ کو کہ بسبب صدمات سیل و باران وغیرہ کے بنا اس کی ضعیف ہوگئی تھی۔ از سر نو بنا کیا۔ آپس میں ان کے تنازعہ ہوا کہ حجر اسود کو خانہ کعبہ میں اس کی جگہ کون رکھے اور بخیال حصول فخر اور شرف کے ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ حجر اسود کو میں رکھوں قریب تھا کہ ان میں ہتھیار چلے۔ آخر سب کی رائے اس بات پر قرار پائی۔ کہ کل صبح کو سب سے پہلے جو مسجد حرام میں آوے اس کے حکم کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔ صبح کو سب سے پہلے آپ وہاں تشریف لائے قریش آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہی امین ہیں۔ جو یہ حکم دیں اس پر ہم سب راضی ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو عقل بہت کامل عنایت فرمائی تھی۔ آپ نے بمقتضائے عقل سلیم ایسا فیصلہ کیا کہ سب قریش نہایت رضامند ہوئے آپ نے فرمایا کہ جس جگہ اب حجر اسود رکھا ہے۔ وہاں سے ایک چادر میں رکھ کے اسے اٹھاویں اور اس چادر کو ہر قبیلہ قریش کا ایک آدمی تھام لے اس طرح اٹھا کے متصل دیوار کعبہ معظمہ کے جہاں رکھنا منظور ہے۔ رکھیں۔ پس اٹھانے میں سب شریک ہوئے اور ہر ایک کو شرف حاصل ہوا۔ بعد ازاں سب آدمی مجھے واسطے رکھنے حجر اسود کے اپنے موقع پر وکیل کر دیں چونکہ فعل وکیل بمنزلہ فعل موکل کے ہوتا ہے اس طرح شرف رکھنے حجر اسود کا اپنے موقع پر بھی ہر ایک کو حاصل ہوگا۔ قریش نے بدل و جان اس فیصلہ کو قبول کیا اور مطابق اس کے عمل میں لائے۔

فصل پانچویں بیان حالات زمان نبوت میں تا معراج

جب عمر شریف قریب چالیس برس کے پہنچی اور زمانہ نبوت قریب ہوا آپ کو خواب صحیح نظر آتے جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے مانند سپیدہ صبح کے ظہور میں آتا۔ اور خلوت آپ نے اختیار کی کہ کئی روز کا توشہ ساتھ لیکے غار حرا[1] میں جا بیٹھتے۔

---

[1] حرا بجائے مہملتین ہمزہ ور۔ آخر در وزن کتاب وہم با فتح حا بغیر ہمزہ آخر حرار وزن علی کہ این کوہ در مکہ واقع است کذا فی القاموس ۱۲ منہ

اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے دوشنبہ کے دن آٹھویں ربیع الاول کو غارِ حرا میں جبرائیل آپ کے پاس آئے اور وحی الٰہی لائے آپ سے کہا۔ کہ پڑھو۔ آپ نے کہا میں پڑھا نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے آپ سے معانقہ کرکے آپ کو خوب بھینچا۔ بقدر غالب طاقت آپ کے اور چھوڑ کے آپ سے کہا۔ کہ پڑھو آپ نے پھر کہا۔ کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ پھر آپ کو بھینچا اسی طرح تین بار کیا۔ پھر اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ تا مَا لَمْ يَعْلَمْ پڑھا بسبب نزول وحی کے آپ کے بدن کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور آپ دولت خانے میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ حضرت بی بی خدیجہ نے آپ کو اوڑھا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا کہ خدائے تعالےٰ تمہیں ضائع نہ کرے گا۔ اور آپ کے صفات بیان کرکے کہا کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو۔ مفلس بے مالوں کے لئے مال کی سبیل کر دیتے ہو۔ ثواب حق یعنے ایسے کاموں میں جن سے حق کی تائید ہو مدد کرتے ہو۔ پھر آپ[۱] کو پاس ورقہ بن نوفل کے کہ برادر عم ان کے تھے لے گئیں۔ وہ کتب سابقہ پڑھے تھے۔ ان سے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہی فرشتہ ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ تم اس امت کے پیغمبر ہو۔ کاش میں جوان ہوتا ان دنوں میں جب کفار تمہیں نکال دیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا کہ ہاں اور اسی طرح جو ایسی بات لاتا ہے جیسی تم پر نازل ہوئی لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں پھر ان ہی دنوں ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ کا حال پوچھا۔ اور کہا کہ اس نے تصدیق تو آپ کی کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام کو نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسے سفید کپڑے پہنے خواب میں دیکھا۔ اگر نجات[۲] اس کی نہ ہوتی۔ اور مسلمانوں میں محجوب نہ ہوتا۔ تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا۔

حال: ابتدائے نبوت میں سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ ایک دن حضرت جبرئیل نے آکر سورہ فاتحہ آپ کو سکھا دی اور بھی طریقہ وضو و نماز کا بتایا اور زمین میں پر مارکر پانی نکالا اور وضو کیا اور آپ نے بھی وضو کیا اور دو رکعت نماز آپ نے حضرت جبرائیل کے ساتھ پڑھی۔

حال: سب سے پہلے جوانان احرار میں ایمان لائے۔ ابو بکر صدیق رضؓ اور عورتوں میں حضرت خدیجہ اور لڑکوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت بلال اور غلامان آزاد میں حضرت زید بن حارثہ بعد ازیں حضرت عثمان اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ اور عبدالرحمان رضؓ بن عوف ایمان لائے۔ اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

---

[۱] یہ روایت ابن معد اکبر نے اختیار کی ہے۔ ۱۲ [۲] لے جانا آپ کا پاس ورقہ کے ۱۲۔

[۳] مومن اور جنتی ہونا ورقہ کا ۱۲ منہ

حال: پہلے آپ دعوت اسلام پوشیدہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ نازل ہوئی۔ یعنی جو تمہیں حکم ہے اس کو صاف کھُلے کھُلے باعلان بیان کرو۔ تب آپ نے دعوت اسلام آشکارا شروع کی۔ اور جب کفار نے مذمت بتوں کی سُنی نہایت دشمن ہوئے اور مسلمانوں کو ایذا دینے لگے۔ حضرت بلال رضؓ امیہ بن خلف کافر کہ ایک سردار قریش میں تھا۔ غلام تھے۔ وہ ان کے نہایت تکلیف دیتا گرم ریت اور پتھروں میں باندھ کر دوپہر کو ڈالتا اور یہ کہتا توحید سے منحرف ہو کر لات و عزّیٰ کی الوہیت کا قائل ہو۔ وہ شدت تکلیف سے بے ہوش ہو جاتے مگر جب ہوش آتا اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے ہیں۔ یعنی مانتا ہوں ایک ہی خدا کو حضرت[1] ابوبکر صدیق رضؓ نے امیہ بن خلف کو ایک اپنا غلام اور بہت مال دے کر انھیں خرید کر کے آزاد کیا۔ اور یہ شرط کی خدمت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں رہیں انھوں نے کہا آپ شرط کریں یا نہ کریں میں آنحضرت کی خدمت میں رہوں گا۔ اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کئی لونڈی غلاموں کو خرید کر کے آزاد کیا۔ اور بہت مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف کیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے مال نے مجھے ایسا نفع نہیں دیا جیسا ابوبکر کے مال نے اسی لئے سورہ واللیل خدائے تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کی شان میں نازل فرمائی۔ اور ان کی بہت تعریف کی اور ان کو اتقیٰ یعنی بڑا پرہیزگار فرمایا جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ رضامند کر دینے کا سورہ والضحیٰ میں فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ف

علما[2] نے افضلیت حضرت ابوبکر صدیق پر سورہ واللیل سے استدلال لطیف کیا ہے باین وضع کہ اس سورہ میں خدائے تعالےٰ نے . . . . ابوبکر صدیق رضؓ کو اتقیٰ فرمایا وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهٗ يَتَزَكّٰى یعنی دور رکھا جائے گا دوزخ سے وہ بڑا پرہیزگار جو دیتا ہے مال اپنا واسطے حاصل کرنے پاکیزگی کے یعنی ابوبکر صدیقؓ اور سورہ حجرات میں خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ یعنی بڑا بزرگ تم میں خدا تعالیٰ کے نزدیک اس امت میں تم سب سے بڑا پرہیزگار ہے اور بڑے پرہیزگار و اکرم اور افضل ابوبکر صدیق ہیں۔

حال: جب آیہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی یعنے ڈرا اپنے کنبہ والے نزدیکوں کو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلہ قریش کو پکارا لوگ جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں۔ کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک لشکر آیا ہے اور تمہیں قتل کیا چاہتا ہے۔ تو تم یقین کرو گے انھوں نے کہا ہم بیشک یقین کریں گے اس لئے کہ تم سے ہمیشہ سچ ہی سنا ہے جھوٹ کبھی نہیں سنا آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں عذاب سخت سے ڈراتا

۱؎ قصہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اور حضرت ابوبکرؓ کا اس کو خرید کر کے آزاد کرنا اور نزول سورۂ واللیل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی شان میں ۱۲ منہ ۲؎ استدلال لطیف بر افضلیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

ہوں یعنی عذاب آخرت سے یہ سن کے ابولہب نے کہا۔ تباً لک سائر الیوم الہذا جمعتنا خرابی ہو تیرے
تمہیں سارے دن کیا اسی کام کے لئے اکٹھا کیا تھا۔ اور وہ سب متفرق ہو گئے۔ سورۂ[1] تبت یدا ابی
لہب تب ہی نازل ہوئی۔ اور اس میں اس کو اور اس کی جورو حمالۃ الحطب کو جہنمی فرمایا حمالۃ الحطب
کے معنی ہیں لکڑی اٹھانے والی بسبب خست کے اپنے سر پہ لکڑی کا گٹھا جنگل سے لایا کرتی تھی لہذا حمالۃ
الحطب اس کا لقب ہوا۔ آپ سے مثل ابولہب کے وہ بھی بہت دشمنی رکھتی تھی۔ آپ کی راہ میں واسطے
ایذا رسانی کے کانٹے ڈال دیا کرتی تھی۔ بعد نزول سورہ تبت کے ایک دن پتھر لیے مسجد حرام میں آئی
کہ آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کو آپ کے
دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ صرف حضرت ابوبکر صدیق کو اس نے وہاں بیٹھا پایا ان سے کہا۔ کہ میں نے سنا
ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہجو کہی ہے۔ اگر میں انہیں یہاں پاتی تو یہ پتھر ان کے سر پہ مارتی اور
پھر جاتی یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حمالۃ الحطب کو آپ کے دیکھنے سے
اندھا کر دیا اور اس کے شر سے بچایا

حال عتبہ[2] اور عتیبہ ابولہب کے دو بیٹے تھے۔ رقیہ اور ام کلثوم صاحبزادیاں ان دونوں کے
نکاح میں تھیں۔ جب سورہ تبت نازل ہوئی ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بیٹیوں کو تم طلاق نہ دو گے۔ تو مجھ سے اور تم سے کچھ علاقہ نہیں۔ دونوں نے باپ کے کہنے
پر عمل کیا۔ اور عتبہ نے روبرو آپکے کلمات بے ادبی کے کہے آپ نے فرمایا۔ اللّٰھم سلط علیہ کلباً من
کلابک یعنی یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پہ مسلط کر دے۔ ابولہب مع اس کے ایک بار شام
کو بقصد تجارت گیا۔ راہ میں ایک منزل میں سنا کہ یہاں شیر رہتا ہے۔ ابولہب نے قافلہ کے لوگوں
سے کہا کہ مجھے اپنے اس[3] بیٹے پہ محمد کی دعا کا خوف ہے۔ سب نے سارے قافلے کا اسباب جمع کر کے ایک
اونچا سا ٹیلہ قائم کر کے عتبہ کو اس پہ بٹھایا۔ اور آپ سب تلے اس کے گرداگرد سوئے رات کو شیر آیا
اور عتبہ کو مار کر چلا گیا۔ یہ تدبیریں کچھ کام نہ آئی۔ عجب حال کفار کا تھا۔ دلوں میں راستی اور مستجاب
الدعوات ہونا آپ کا منقوش تھا۔ مگر بسبب شقاوت ازلی کے ایمان نہیں لاتے تھے۔

---

[1] نزول سورہ تبت یدا ابی لہب کے حق میں ۱۲۔ [2] حال عتبہ اور عتیبہ ابولہب ۱۲۔ [3] صرف عتبہ کی طرف شیر کا
متوجہ ہونا اور تمام آدمیوں کو کہ گرداگرد عتبہ کے تھے مطلق نہ چھیڑنا صرف عتبہ کو مار کر چلا جانا معلوم ہوا کہ وہ شیر بحکم
خدا واسطے پورا کرنے بات پیغمبر کے آیا تھا۔

۵ سنہ ہجرت حبشہ کا بیان

حال :- کفار مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے تھے یہاں تک کہ چند مسلمانوں نے باجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف حبشہ کے ہجرت کی۔ حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عثمانؓ بن عفان مع زوجہ اپنی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی گئے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا کہ بعد لوط علیہ السلام کے ہجرت عثمان کی مع زوجہ اپنی کے خدا کے واسطے ہوئی ہے۔ حبشہ میں نجاشی بادشاہ جو تھا اور مذہب نصاریٰ رکھتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش کا اس بات سے بہت دل جلا اور انہوں نے اپنی جانب سے کئی شخصوں کو کہ ان میں عمرو بن عاص بھی تھا۔ تحفہ و ہدایا لے کے پاس نجاشی کے بھیجا بایں غرض کہ مسلمانوں کو اپنے پاس جگہ نہ دے وہ لوگ تحفہ و ہدایا لے کے پاس نجاشی کے پہنچے اور مطلب عرض کیا۔ نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں مواجہہ فرستادگان قریش بلایا حضرت جعفر نے منجانب اہل اسلام گفتگو کی اور کہا کہ ہم لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ اور بتوں کو پوجتے تھے۔ اور حلال و حرام کو کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور محض جاہل تھے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل عمیم سے اپنا پیغمبر بھیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنا کلام پاک ان پہ نازل فرمایا۔ اور علوم اولین اور آخرین ان کو عنایت کئے۔ کہ ان کے سبب سے ہم لوگ راہ راست پہ آئے اور وہ سب بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں۔ اور سب برے کاموں سے منع کرتے ہیں نجاشی نے کہا جو کلام ان پر اترا ہے اس میں سے کچھ پڑھو حضرتؓ جعفر نے سورہ مریم ابتدا سے پڑھی جب اس آیت پر پہنچے کُلِی وَاشْرَبِی وَقَرِّی عَیْنًاج نجاشی بادشاہ کو کمال رقت ہوئی یہاں تک کہ آنسو اس کی داڑھی پہ بہے اور کہا کہ یہ کلام اور جو کلام کہ موسیٰ پہ اترا تھا۔ دونوں کی روشنی ایک روشن دان سے ہے اور اہل اسلام سے کہا۔ کہ بخوشی میرے ملک میں رہو اور کفار کے مدعا کو رد کیا کفار نے عرض کیا کہ یہ لوگ عیسیٰ کے حق میں بھی خلاف مذہب بادشاہ کے کہتے ہیں۔ نجاشی نے اہل اسلام سے پوچھا۔ حضرت جعفر نے کہا کہ ہم ان کے حق میں یہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بحکم کلمہ کن ان کو بغیر باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ سے پیدا کیا اور پیغمبر کیا۔ اور متعلق اس بات کے آئتیں پڑھیں۔ نجاشی نے کہا کہ انجیل میں صفت عیسیٰؑ کی ایسی ہی لکھی ہے جیسی تم نے بیان کی۔ مرحبا تمہیں اور انہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ وہ بیشکؐ پیغمبر خدا ہیں تعریف ان

---

۵ سنہ ہجرت حبشہ کا بیان ۔ ۵۲ اقرار نجاشی بادشاہ نصاریٰ بہ نبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

کی انجیل میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت ان کی دی ہے۔ قسم ہے خدا کی اگر کام بادشاہی کا مجھ سے متعلق نہ ہوتا۔ تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور ان کو وضو کراتا اور تحفے قریش کے پھیر دیئے اور آدمی بھیجے ہوئے قریش کے محروم وہاں سے پھیرے اور اہل اسلام بخوشی مقیم رہے۔

حال: حضرت[1] ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ ہجرت کا حبشہ کو کیا تھا اور مکہ سے نکلکر برک الغماد تک کہ چار منزل مکہ سے ہے پہنچے۔ مالک بن دغنہ[2] کہ سردار قوم اقارہ کا تھا اور اس نے حال دریافت کرکے کہا کہ تم ایسے آدمی نہیں ہو کہ مکہ سے نکل جاؤ میں نے تمہیں اپنی پناہ میں لے لیا۔ اور مکان پر انہیں پہنچا کہ حال پناہ دینے کا سب شرفائے قریش سے ظاہر کیا کفار نے کہا یہ شرط ہمیں منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور با آواز بلند نہ پڑھا کریں قرآن سن کر ہمارے لڑکے بالے فریفتہ ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے چند روز ایسا ہی کیا اور ابوبکر صدیق رضؓ کی یہ عادت تھی کہ جب قرآن مجید پڑھتے بے اختیار انہیں رقت ہوتی ہمسایہ کی عورتیں اور لڑکے مجتمع ہو کے سننے لگے محلہ کے کفار نے رئیس پناہ دہندہ کو یہ حال کہلا بھیجا اس نے آکر ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا۔ کہ خلاف عہد کرتے ہو۔ میری پناہ نہ رہے گی۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا مجھے سوائے خدا کے اور کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا۔ اور ابوبکر صدیق رضؓ اپنے گھر بامان الٰہی محفوظ رہے

حال:۔ خبابؓ[3] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان ہمراہی آپ کے اکثر چھپے رہتے تھے۔ اور انتالیس کا شمار اہل اسلام کی پونجی تھی۔ آپ ارقم کے گھر میں تھے عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام قریش کے دو بڑے سردار تھے۔ آپ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام سے۔ سو حضرت عمر کے حق میں وہ دعا قبول ہوئی۔ اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے۔ قصہ ان کے اسلام کا یہ ہے۔ کہ ایک دن ابوجہل لعین نے ایک مجمع میں کہ عمر بن الخطاب بھی اس میں تھے متصل خانہ کعبہ کے کہا۔ کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر کاٹ لاوے۔ میں اس کو سو اونٹ اور چالیس ہزار درم دونگا۔ حضرت عمر نے کہا۔ میں یہ کام کر سکتا ہوں۔ ابوجہل نے لات وعزیٰ کی سو اونٹ دینے کے لئے بشرط مذکور قسم کھائی اور کعبہ میں جاکر ہبل کو گواہ کیا۔ عمر رضؓ قصد سے روانہ ہوئے راہ میں ایک شخص سے کہ نعیم بن عبداللہ نام تھا ملاقات ہوئی وہ مشرف باسلام ہو چکا تھا۔ اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ عمر نے کہا محمد کے قتل کو اس نے کہا بنی ہاشم کے انتقام سے کیسے بچو گے عمر رضؓ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی دین بدلا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پہلے تم کو قتل کروں۔ اس نے کہا

---

[1] ارادہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہجرت کے واسطے ۱۲ [2] دغنہ بفتح دال مہملہ وکسر غین معجمہ دونوں مفتوحہ روایت حدیث میں ہے اور مشہور دغنہ ہے بتشدید نون وضمہ دال وغین معجمہ اور قارہ بقاف وتخفیف را ایک قبیلہ ہے اولاد دیش بن مدرکہ بن الیاس سے کذا فی التوشیح شرح البخاری ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ [3] خباب بجائے دہر دو بائے موحدہ بروزن شداد نام صحابی ۱۲ منہ

کہ میں آبا کے دین پہ ہوں۔ نیت یہ رکھی کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کے دین پہ ہوں اور ظاہر میں یہ معلوم ہوا کہ آبائی مشرکین کے دین پہ ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ تمہاری بہن اور سعید بن زید۔ بہنوئی تمہارے بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ پہلے اپنے گھر سے قتل شروع کرو۔ عمر نے کہا کیسے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں کہا تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائیں گے یہ بات سن کر عمر طیش کھا کر اپنی بہن کے گھر کو پھرے اس وقت ان کے گھر میں خباب صحابی تھے اور سورہ طٰہٰ کہ ان ہی دنوں میں نازل ہوئی تھی۔ عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو پڑھا رہے تھے اور کواڑ بند تھے۔ عمرؓ نے کواڑ کھلوائے خباب چھپ رہے۔ اور جس صحیفہ میں سورہ طٰہٰ لکھی تھی اسے چھپا دیا اور عمرؓ نے آکر پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو انہوں نے کہا باتیں کرتے تھے۔ پھر عمرؓ نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت اس کا بھون کر بہن اور بہنوئی کو کھانے کو کہا۔ انہوں نے عذر کیا۔ عمرؓ کو ان کے اسلام کا یقین ہوا۔ اور ان کو مارنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کی بہن کا سر اور منہ خون آلود ہو گیا۔ انہوں نے بیتاب ہو کر کہا چاہے مارو چاہے چھوڑو ہم تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ایمان لائے ہیں اور وہ پیغمبر برحق ہیں۔ عمرؓ نے دین اسلام میں ان کی مضبوطی دیکھی اور بہن کے سر اور خون کو دیکھ کر رحم کھایا۔ الگ ہو گئے ایک گوشہ میں جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ تم جو کچھ پڑھتے تھے میرے پاس لاؤ۔ تب اس صحیفہ کو جس میں سورہ طٰہٰ تھی نکالا۔ عمر نے چاہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بہن نے کہا کہ تم نجاست شرک میں آلودہ ہو اس کو نہیں چھو سکتے ہو۔ مگر پاکیزہ لوگ تب عمرؓ نے غسل کیا۔ اور پھر سورہ طٰہٰ کو ہاتھ میں لے کر سرے سے پڑھا۔ جب اس آیت کو پہنچے [1] اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔ عمرؓ نے اس کلام معجز نظام سے متاثر ہو کر کہا۔ کیا اچھا کلام ہے۔ اور کیا پاکیزہ بیان ہے۔ خباب عمرؓ کا حال تاثر سمجھ کے نکل آئے اور کہا کہ کل جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے یا ابوجہل کے اسلام کے لئے دعا فرمائی تھی۔ سو میں جانتا ہوں۔ تمہارے لئے وہ دعا قبول ہوئی بعد اس کے عمرؓ خباب کے ہمراہ ارقم کے گھر جہاں آپ تشریف رکھتے تھے گئے۔ آپ خبر پا کر دروازے پر نکل آئے۔ اور عمرؓ سے بغلگیر ہو کر انہیں خوب دبایا۔ کہ بند بند عمرؓ کا ہل گیا۔ اور فرمایا کہ اے عمر مسلمان ہو جا۔ عمر نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر باواز بلند فرمایا۔ سب کے سب مسلمانوں نے جو گھر میں تھے۔ آواز تکبیر کی بلند کی۔ اور بہت خوش ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ سب آدمی کتنے مسلمان ہو چکے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد پورا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مشرکین عبادت لات و

---

[1] اللہ کے سوا کوئی لائق پوجنے کے نہیں۔ اس کے نام اچھے ہیں۔ ۱۲ منہ

عزٰے کی علانیہ کرتے ہیں۔ ہم لوگ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں اور اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو کے سب مسلمانوں کو ساتھ لے کے مسجد حرام میں آئے۔ اور برملا باجماعت نماز ادا کی اور اسی دن سے مسلمانوں کو بہت قوت و عزت ہوئی صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مَازِلْنَا اَعِزَّۃً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ یعنی ہم ہمیشہ باعزت رہے۔ جب سے اسلام عمر رض لائے ف صحیح بخاری میں حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ ایک دن میں ایک بتخانہ میں تھا۔ اور مشرکین نے بت کے لئے قربانی کی۔ بت کے پیٹ میں سے آواز آئی یَاجَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ ۔ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لاالٰہ الا اللّٰہُ اے شخص ایک کام کی بات ہے۔ ایک فصیح کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور لوگ یہ آواز سن کر بھاگ گئے میں ٹھیرا رہا۔ دوسری بار پھر میں نے یہ آواز سنی۔ پھر ان ہی دنوں معلوم ہوا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے دعوت کرتے ہیں۔ بعض کتب تاریخ میں قصہ روز اسلام عمر رض کا لکھا ہے اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کا قصہ ہے۔ بہرکیف ایک یہ معجزہ آنحضرت کا حضرت عمر رض نے قبل اسلام مشاہدہ کیا۔

ذکر شعب شعب بنی ہاشم

حال:۔ ابوطالب جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت حمایت کرتے تھے اور بسبب ان کی حمایت کے کفار آپ پر باوصف کمال عداوت کے قابو نہیں پاتے تھے۔ اور ہمیشہ ابوطالب سے اس بات میں کہتے تھے مگر ابوطالب ان کی نہیں سنتے تھے۔ ایک مرتبہ سب کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا محمد کو ہمارے حوالے کر دو۔ یا تم سے ہم لڑیں گے۔ ابوطالب نے آپ کو حوالہ کر دینا قبول نہ کیا۔ کفار نے ارادہ مصمم آپ کے قتل کا کیا۔ ابوطالب آپ کو لے کر مع ہزاروں بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک شعب یعنی گھاٹی پر واسطے محافظت کے جا رہے تھے۔ اور کفار نے آپ سے برادری قطع کی اور بہت کوشش کی اس بات میں کہ کسی طرح کوئی بنی ہاشم اور بنی مطلب سے سلوک نہ کرے بلکہ بنیوں اور سوداگروں کو منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک کاغذ عہد نامہ قطع علاقہ کا ان لوگوں سے لکھوا کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تین تین سال تک بنی ہاشم اور بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں مبتلا رہے۔ آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی۔ کہ کیڑے نے کاغذ عہد نامہ کو جو کعبہ میں لٹکایا تھا بالکل کھا لیا سوائے نام اللہ کے جہاں کہیں اس میں تھا۔ ایک حرف نہیں چھوڑا۔ آپ نے یہ حال ابوطالب سے کہا ابوطالب نے شعب سے نکل کر یہ بات

قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہیں دے دیں گے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے اس کاغذ کو اتار کر دیکھا فی الواقع کیڑے نے سوائے نام اللہ کے سب حرفوں کو کھالیا تھا۔ قریش اس ظلم سے باز آئے۔ اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا اور ابوطالب ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بنی ہاشم و بنی مطلب کے شعب سے نکل آئے ف عبدالمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم مطلب عبدالشمس نوفل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہاشم کی اولاد میں سے ہیں۔ اس طرح کے ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب اور عبدالمطلب کے عبداللہ اور عبداللہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مطلب کی اولاد میں بنی عبدالمطلب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ان ہی میں سے ہیں۔ عبدالشمس کی اولاد میں بنی امیہ عبدالشمس کا بیٹا تھا۔ حضرت عثمانؓ بن امیہ میں سے ہیں اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبیر بن مطعم صحابی اور سعید بن جبیر تابعی ہیں۔ بنی مطلب حالت کفر میں بھی اور بنی ہاشم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا۔ اولاد عبدالشمس اور اولاد نوفل کو نہیں دیا۔ حضرت عثمان اور جبیر بن مطعم نے اس بات میں عرض کیا۔ اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح کا ہمیں انکار نہیں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ان میں پیدا کیا ہے۔ مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہیں۔ ان کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہیں ترجیح کی وجہ یہ ہے۔

حال: ہمیشہ آپ ابوطالب کو دعوت طرف اسلام کرتے تھے اور باوصف آنکہ ان کے دل میں خوب حقیقت ملت اسلام کی ثابت تھی مگر اس لئے کہ باپ دادے کے مذہب کو چھوڑ دینا عار سمجھتے تھے انہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ حتےٰ کہ زمانہ[1] ان کی موت کا پہنچا۔ آپ نے کہا اے چچا ایک بار کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو۔ تو مجھے خدا تعالیٰ سے تمہاری شفاعت کا ٹھکانا ہو۔ ابوطالب نے نہ مانا اور عار بے جا سے بچنے کو نار اختیار کی۔ ف صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ ابوطالب کو کچھ آپ کے سبب سے نفع ہوا ہے۔ وہ آپ کی بہت حمایت کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے تلے کے درجے میں ہوتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ابوطالب کی وفات کا کہ وہ بہت حمایت آپ کی کرتے تھے۔ بہت رنج ہوا۔ اور اسی[2] سال میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی انتقال ہوا۔ اور ان کے انتقال کا بھی آپ کو بڑا رنج ہوا۔ اس لئے اس سال کا نام عام الحزن

---

[1] ذکر وفات ابوطالب ۱۲ منہ رحمتہ اللہ تعالیٰ۔ [2] ذکر وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

رکھا ف۔ حضرت خدیجہ رض کا بہت بڑا رتبہ تھا۔ حتےٰ کہ حدیث میں وارد ہے کہ زبانی حضرت جبریل کی خدائے تعالیٰ نے خدیجہ رض کو بشارت بہشت کی دعا اور سلام کہا تھا۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنچایا۔ بعد وفات حضرت خدیجہ کے آپ کے دو نکاح قرار پائے۔ ایک بکر یعنی عائشہ رضہ بنت ابوبکر صدیق رضہ سے کہ وہ ان دنوں میں چھ برس کی تھی۔ مکہ میں ان کا نکاح ہوا۔ اور مدینہ میں جب نو برس کی ہوئیں زفاف[1] ہوا اور دوسری ثیب[2] یعنے سودہ[3] ان سے مکہ میں نکاح ہوا اور مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازواج مطہرات میں رہیں۔

حال :۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت اسلام میں بہت کوشش کرتے تھے۔ مگر کفار مکہ بہت تکلیفیں دیتے تھے۔ اور راہِ راست پہ نہیں آتے تھے۔ ایک بار آپ طائف کو تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو طرف اسلام کے دعوت کی۔ تین شخص وہاں سردار تھے۔ عبد مائیل اور مسعود اور حبیب ان سے اور سب وہاں کے شرفاء سے اسلام کے لئے کہا انہوں نے قبول نہ کیا۔ بلکہ وہاں کے سفلے لوگوں کو بہکا کے آپ کو بہت تکلیف پہنچائی۔ آپ وہاں سے بہت ملول ہو کے پھر آئے مکہ اور طائف کی راہ میں عتبہ اور شیبہ کا جو سرداران قریش سے تھے۔ ایک باغ تھا۔ اس میں جب آ پہنچے درختوں کے سایہ میں ٹھہرے اس وقت عتبہ اور شیبہ بھی اپنے باغ میں تھے۔ انہوں نے اپنے غلام کے ہاتھ کہ عداس نام نصرانی تھا بمقتضائے قرابت رحم کھا کے انگور بھیجے آپ نے کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اس نے کہا اس بستی میں تو میں نے یہ نام کبھی کبھی بھی نہیں سنا۔ آپ نے پوچھا کہ تو کہاں رہتا ہے۔ اس نے کہا نینوے میں۔ آپ نے کہا میرے بھائی یونس علیہ السلام کی بستی میں۔ عداس نے پوچھا کہ یونس تمہارے بھائی کیسے ہوئے آپ نے فرمایا یونس علیہ السلام پیغمبر تھے میں بھی پیغمبر ہوں۔ عداس نے کہا آپ کا نام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا محمد۔ عداس نے کہا کہ میں نے تمہارا وصف انجیل اور توریت میں پایا ہے۔ مدت سے میں تمہارے مبعوث ہونے کا منتظر تھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور ہاتھ پاؤں آپ کے چومے۔ جب عتبہ اور شیبہ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے ہاتھ پاؤں چومنا اس کا دور سے جہاں بیٹھے تھے وہیں سے دیکھا تھا۔ کہ اس شخص نے تجھے فریب دیا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ پیغمبر ہیں۔ ساری زمین پر ان سے کوئی بہتر نہیں۔ جب آپ بطن نخلہ میں کہ ایک دن کی راہ مکہ سے ہے۔ پہونچے رات کو وہاں گئے آپ قرآن مجید نماز میں پڑھتے تھے۔

---

[1] زفاف بالکسر دلہن کا شوہر کے پاس رہنا۔ ۱۲ [2] ثیب جو عورت کنواری نہ ہو۔ ۱۲ [3] سودہ بفتح سین مہملہ وسکون واؤ فتح دال مہملہ بعد آں ہا "۱۲۔ منہ رحمۃ اللہ تعالےٰ [4] زمعہ بفتح زائے معجمہ و میم و عین مہملہ۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالےٰ [5] نینوا بکسر نون وسکون یائے تحتانیہ و فتح نون واؤ والف مقصورہ نام قریہ یونس ۱۲ منہ

سات یا نو جن [1] نینوے کے وہاں پہونچے اور کلام اللہ سن کے ٹھہر گئے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے آپ نے انہیں اسلام کی طرف دعوت کی سورہ احقاف میں یہ آیتہ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ مکہ تشریف لے گئے۔ اور بدستور ہدایت خلق اللہ اور دعوت اسلام میں مشغول ہوئے۔

فصل چھٹی معراج کے بیان میں

ایام اقامت مکہ میں گیارہویں سال نبوت سے معراج ہوئی۔ آپ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ چھت شق [2] ہوئی اور حضرت جبرائیل تشریف لائے اور آپ کو اٹھا کے مسجد حرام میں لے گئے۔ اور وہاں سینہ مبارک اور شکم کو شق کیا۔ اور آب زمزم سے دل مبارک اور سب اندرون سینہ اور شکم کو دھویا۔ اور سونے کا طشت [3] ایمان اور حکمت سے بھر کے لائے تھے۔ اس سے آپ کے دل کو پر کیا۔ بعدازیں براق کو کہ جنت سے لائے تھے اور وہ جانور تھا خچر سے قد میں کچھ نیچا۔ اور دراز گوش سے اونچا۔ آپ کی سواری کے واسطے پیش کیا۔ اور ایسا تیز رفتار تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی ایک قدم اس کا ہوتا تھا۔ جب آپ نے سوار ہونے کا قصد کیا براق شوخی کرنے لگا۔ حضرت جبرائیل نے کہا اے براق تو کیوں شوخی کرتا ہے۔ تجھ پر ایسا شخص سوار ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس کا سب سے زیادہ رتبہ ہے۔ براق شرما کے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ صحیح ترمذی میں یہ روایت اس طرح مذکور ہے اور بعضی تواریخ میں لکھا ہے کہ براق نے درخواست کی کہ قیامت کے دن آپؐ میری پشت پر سوار ہوں اور آپؐ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا۔ پھر آپ سوار ہوئے اور حضرت جبرائیل ہمراہ تھے اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کو تشریف لے گئے، وہاں ارواحین انبیاء کرام کی حاضر تھیں آپ نے امام ہو کے بموجب حکم حق تعالےٰ کے دو رکعت نماز پڑھی۔ بعدازیں سب پیغمبر حمد الٰہی بجالائے حضرت ابراہیمؑ اور موسےٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور عیسےٰؑ نے حمد الٰہی میں خطبہ پڑھا۔ اور اس میں وہ نعتیں

---

[1] مسلمان ہونا جنوں کا سنہ ۱۱ گواہی عداس نصرانی کی آپکی نبوت پر ۱۲ سنہ [2] نکتہ۔ چھت کے شق ہونے سے حالانکہ جبرائیل دروازے سے بھی آ کے لے جا سکتے تھے یہ ہے کہ ابتدائے اشارہ اس بات کی طرف ہو جائے کہ اور حجاب سب اٹھ گئے ۱۲۔

[3] ۔ ظروف سونے کا ناجائز ہے۔ بلکہ چاندی کے بھی ظروف پس وجہ استعمال سونے کی، طشت کی اس مقام پر یہ ہے کہ اس وقت تک استعمال ان ظروف کا حرام نہیں ہوا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ استعمال سونے اور چاندی کے ظروفوں کا اس عالم میں ناجائز ہے نہ عالم آخر میں چنانچہ کلام اللہ سے ثابت ہوتا ہے اور معراج آنحضرت صلعم کی مانند قبل عالم آخرت تھی جیسا کہ حضرت صوفیہ اہل تحقیق کے نزدیک تحقیق ہے ۰ ۰ ۱۲

جو ان سے علاوہ رکھی تھیں بیان کیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی حمد الٰہی میں نعمائے متعلقہ بذات خود بیان فرمائیں جن سے فضیلت آپ کی سب انبیائے کرام پر ثابت تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے ان صفات کو سن کے انبیائے کرام کو خطاب کر کے کہا بِھٰذَا اَفْضَلُکُمْ مُحَمَّدٌ بسبب ان ہی صفات کے محمد تم سے افضل ہوئے بعد ازیں آپ آسمان کو تشریف لے گئے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچے دروازہ حضرت جبرائیل نے کھلوایا۔ فرشتے نے جو دربان فلک تھا۔ پوچھا کون ہے کہا جبریل… کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں۔ کہا مَرْحَبًا بِہٖ فَنِعْمَ الْمَجِیُٔ جَآءَ خوشی ہوا انہیں اچھا آنا آئے۔ اور دروازہ کھولا آپ آسمان میں داخل ہوئے وہاں حضرت آدم کو دیکھا حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدمؑ ہیں۔ انہیں سلام کرو۔ آپ نے سلام کیا۔ حضرت آدم نے جواب سلام دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ خوشی ہو۔ جیو فرزند نیک کو اور نبی نیک کو اور آپ نے دیکھا کہ کچھ گوری گوری صورتیں حضرت آدم کی سیدھی نظر آتی تھیں۔ جب حضرت داہنی طرف دیکھتے خوش ہو جاتے اور جب بائیں طرف دیکھتے ناخوش ہوتے حضرت جبرائیل نے بیان کیا کہ داہنی طرف ان کی اولاد نیک کی صورتیں نظر آتی ہیں۔ جو بہشتی ہیں۔ اس لئے انہیں دیکھ کر حضرت آدم خوش ہو جاتے ہیں۔ پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلوایا۔ فرشتہ دربان نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل کہا کون ساتھ ہے کہا محمدؐ کہا کیا بلائے گئے ہیں۔ کہا ہاں۔ کہا مَرْحَبًا بِہٖ فَنِعْمَ الْمَجِیُٔ جَآءَ خوشی ہوا اچھا آنا آئے اور وہاں حضرت یحییٰؑ اور عیسےٰ کو دیکھا حضرت جبرئیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسےٰ ہیں۔ انہیں سلام کرو آپ نے سلام کیا ان دونوں صاحبوں نے جواب سلام دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ۔ خوشی ہو جیو بھائی نیک اور نبی نیک کو بعد ازیں تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت جبرائیل نے بدستور دروازہ کھلوایا۔ وہاں بھی ویسی ہی گفتگو کی جیسی دربان اول و دوم نے کی تھی۔ اور اس آسمان پر حضرت یوسف سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا انہیں ایک شطر حسن کا ملا ہے شطر کے معنے ہیں نصف اور بھی ایک حصہ یعنے نصف حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا۔ اور نصف سارے عالم کو یا ایک حصہ کاملہ حسن کا انہیں ملا حضرت جبرائیل نے کہا یہ یوسف ہیں۔ انہیں سلام کرو۔ آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اور کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ اور حضرت جبرائیل اور فرشتہ دربان حسب سابق گفتگو ہوئی اور وہاں حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی اور ان سے سلام و جواب حسب سابق ہوا۔ مگر انہوں نے آپ کو اَلْاَخِ الصَّالِحِ کہا حالانکہ وہ آپ کے اجداد میں ہیں۔ قیاس مقتضے اس بات کا ہے۔ کہ اَلْاِبْنُ الصَّالِحِ کہتے مثل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے علمائے اس کی توضیح میں یہ بات لکھی

ہے کہ حضرت ادریسؑ نے برائے تعظیم آپ کو الاخ الصالح کہا۔ فقط بعدازیں آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے بعد گفتگوئے معمولی دربان و جبرائیلؑ کے اس آسمان میں داخل ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان سے سلام وجواب مرحبا بدستور سابق ہوا۔ اور بعدازیں چھٹے آسمان کو آپ تشریف لے گئے۔ وہاں بھی دربان سے گفتگو مثل سابق ہوئی اور سلام وجواب مثل سابق ہوا اور جب وہاں سے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام روئے اور کہا۔ کہ میرے بعد یہ نوجوان پیغمبر ہوا۔ اور اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے مقصود تاسف تھا۔ اپنی امت کے حال پر کہ بسبب نافرمانیوں کے زیادہ بہشت میں جانے سے محروم رہی۔ بعدازیں ساتویں آسمان کو تشریف لے گئے۔ اور بعد کھلوانے دروازے کے اور ہوئے گفتگو حسب سابق کے اس آسمان پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نئے داخل ہوتے ہیں۔ کہ پھر اس میں نہیں آتے اور حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ باپ تمہارے ابراہیم ہیں۔ انہیں سلام کہو۔ آپ نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح بعدازیں سدرۃ المنتہٰی کے پاس تشریف لے گئے وہ بیری کا درخت ہے بڑا عظیم الشان آپ نے فرمایا کہ اس کے پتے ہیں جیسے ہاتھی کے کان اور اس کے بیر ایسے جیسے مٹکے ہجر کے۔ ہجر ایک شہر کا نام ہے وہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ اس پر بیشمار پتنگے سونے کے تھے یعنے فرشتے اس صورت کے آپ نے آگے جانے کا قصد کیا حضرت جبرائیلؑ وہاں ٹھیر گئے آپ نے سبب پوچھا۔ کہا کہ مجھے یہاں سے اوپر جانے کی اجازت نہیں شعر

اگر یکسر موئے برتر پرم فروغ تجلےٰ بسوزد پرم

یعنی میں اگر بال بھر اوپر اڑوں روشنی تجلی کی جلاوے پر میرے۔ کتب سیر میں لکھا ہے کہ وہاں سے براق کو آپ نے چھوڑا۔ وہاں رفرف سبز آیا کہ روشنی اس کی آفتاب کی روشنی پر غالب تھی۔ اس پر آپ کو بٹھایا۔ رفرف لغت میں بچھونے کو کہتے ہیں۔ پس وہ رفرف مسند زریں نورانی تھا مثل تخت رواں کے آپ کو اس پر سوار کیا۔ اور وہ آپ کو کرسی وغیرہ سب مکانات آسمانی اور حجب نورانی طے کرا کر عرش تک لے گیا۔

ذکر حصول شرف دیدار و کلمات التحیات

حال۔ اللہ جل جلالہ سے آپ کو ایسا قرب حاصل ہوا کہ کبھی کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا اور نہ کوئی فرشتہ

اس قرب کو پہنچا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ سے کلام کیا۔ اور آپ کو دیدار مبارک اپنا دکھایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرف قرب اتم اور دیدار سے مشرف ہوئے آپ نے بالہام ربانی کہا۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ سب عبادتیں زبانی اور بدنی اور مالی اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ سلام تم پر اے پیغمبر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اس کی پھر آپ نے فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر تب فرشتوں نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد بندے اس کے ہیں اور رسول اللہ کے۔

نکتہ:۔ آپ کا اس وقت التحیات للّٰہ آخر تک کہنا ایسا ہوا جیسا وقت حاضر ہونے کے حضور بادشاہ میں کورنش و تسلیمات بجا لاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا السلام علیک آخر تک فرمانا ایسا ہوا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بہ کمال مہربانی و توقیر لیتے ہیں۔ اور پھر آپ کا السلام علینا آخر تک کہنا ایسا ہوا جیسا مقربان بادشاہی جو عالی ہمت ہوتے ہیں۔ بوقت توجہ بادشاہی اپنی طرف اور لوگوں کو یاد کرتے ہیں کہ وہ بھی شمول مراحم شاہی ہو جائیں۔ پھر ملائکہ کا اشہد ان لا الہ الا اللہ آخر تک کہنا ایسا ہوا جیسے حاضران دربار شاہی کسی امیر مقرب پر عنایت خاص اور مکرمت باختصاص دیکھ کے بادشاہ کی مدح و ثنا اور اس امیر کی تعریف اور مستحق تقرب ہونا بیان کرتے ہیں۔ چونکہ نماز معراج المومنین ہے۔ واسطے یاد دہی حال معراج جناب سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم ہوا کہ نماز کے قعود میں سب عبارت پڑھی جائے۔

سبب تخصیص التحیات کا بحالت قعود و صلوٰۃ

قعود نماز کی سب ہیئتوں میں بندوں کی توقیر پر زیادہ دلالت کرتا ہے کہ گویا بادشاہ کے حضور سے بندوں کو بسبب کمال عنایت کے اجازت بیٹھنے کی حاصل ہوئی۔ اسی جہت سے پڑھنا التحیات کا کہ بوقت کمال توقیر جناب سید الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت اس کی حاصل ہوئی تھی قعود میں مقرر ہوا۔

نکتہ لطیفہ دربارہ گناہگاران

بعضے گناہگاروں کے دل میں یہ خلجان ہوتا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے وقت کرامت میں عباد الصالحین کو بالخصوص یاد فرمایا اور گنہگاروں کا ذکر نہ کیا۔ جواب اس کا بعضے بزرگوں نے

خوب لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایسے وقت میں آپ گنہگاروں کو یاد نہ کرتے۔ آپ رحمتہ للعالمین تھے۔ اور نظر عنایت آپ کی گنہگاروں پر زیادہ تھی سو آپ نے اس مقام قرب و حضور میں گنہگاروں کو صالحین سے پہلے یاد فرمایا۔ اس طرح کہ ایک مرتبہ ان کا صالحین سے بڑھ گیا۔ یعنے آپ نے السلام علینا بصیغہ متکلم مع الغیر فرمایا۔ سلام ہم سب پر السلام علیّ سلام مجھ پر بصیغہ متکلم واحد نہ فرمایا سو گنہگاروں کو آپ نے بنظر غریب پروری اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اور صالحین سے پہلے ان کو یاد فرمایا ع مستحق کرامت گنہگاران اند۔

حال:۔ اللہ جل جلالہ نے اس رات میں ایسے علوم اور فیوض آپ کو عطا فرمائے کہ زبان بیان اس کے اظہار سے کوتاہ ہے خود خدا تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے۔ فرمایا ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پس وحی بھیجی خدا تعالیٰ نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی بھیجی اور اللہ تعالیٰ نے جو پچاس وقت کی نماز آپ کی امت پر فرض کی۔ آپ وہاں سے پھرے۔ جب چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا تمہاری امت پر کیا فرض ہوا۔ آپ نے کہا پچاس وقت کی نماز۔ آپ سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت سے پچاس وقت کی نماز ہرگز نہ ہو سکے گی۔ میں نے معاملہ بنی اسرائیل کا خوب بھگتا ہے۔ اور بہت تدبیریں ان کی ہدایت کی کرتا رہا ہوں۔ مجھے حال خوب معلوم ہے۔ تو اپنے رب کے پاس پھر جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے تخفیف چاہو۔ آپ نے بموجب مشورہ موسیٰ علیہ السلام کے کیا اور خدا تعالیٰ نے دس نمازوں کی تخفیف کی۔ چالیس رکھیں۔ پھر جب حضرت موسیٰ کے پاس آئے۔ انہوں نے پھر تقریر مثل سابق کے کی۔ اور آپ پھر گئے۔ اور دس کی پھر تخفیف ہوئی اسی طرح ہر بار تخفیف ہوتے ہوتے دس کو پہنچی اور پھر بموجب مشورہ حضرت موسیٰ کے جب مراجعت فرمائی۔ خدائے تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز رکھی۔ پھر حضرت موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت سے پانچ وقت کی نماز بھی نہ ہو سکے گی۔ پھر جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تخفیف چاہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں تک اللہ جل جلالہ کے حضور میں بار بار عرض کیا کہ اب مجھے عرض کرنے میں شرم آتی ہے۔ میں نے پانچ وقت کی نماز قبول کر لی۔ اسی وقت عرش سے ندا آئی اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ پورا کیا میں نے فرض اپنا اور تخفیف کی اپنے بندوں سے۔ یعنی ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہوتا ہے۔ پس پانچ نماز بحساب ثواب کے پچاس ہوئیں۔ جتنی کہ خدا تعالیٰ نے پہلے فرض کی تھیں اور بندوں کو آسانی ہو گئی۔ کہ پانچ ہی نمازیں پڑھیں گے اور پچاس کا ثواب پاویں گے۔ ف صحیح بخاری میں تو فرض ہونا پچاس نمازوں کا شب معراج میں اور حسب شرح سابق تخفیف ہو کے پانچ کا رہنا مذکور ہے۔ روزوں کا

اس قرب کو پہنچا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ سے کلام کیا۔ اور آپ کو دیدار مبارک اپنا دکھایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم شرف قرب اتم اور دیدار سے مشرف ہوئے آپ نے بالہام ربانی کہا۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰۃُ وَالطَّیِّبٰتُ سب عبادتیں زبانی اور بدنی اور مالی اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ سلام تم پر اے پیغمبر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اس کی پھر آپ نے فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر تب فرشتوں نے کہا کہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد ہمارے اس کے ہیں اور رسول اللہ کے۔

نکتہ:۔ آپ کا اس وقت التحیات للّٰہ آخر تک کہنا ایسا ہوا جیسا وقت حاضر ہونے کے حضور بادشاہ میں کورنش و تسلیمات بجالاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا السلام علیک آخر تک فرمانا ایسا ہوا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بہ کمال مہربانی و توقیر لیتے ہیں۔ اور پھر آپ کا السلام علینا آخر تک کہنا ایسا ہوا جیسا مقربان بادشاہی جو عالی ہمت ہوتے ہیں۔ بوقت توجہ بادشاہی اپنی طرف اور لوگوں کو یاد کرتے ہیں کہ وہ بھی شمول مراحم شاہی ہو جائیں۔ پھر ملائکہ کا اشھدان لا الہ الا اللہ آخر تک کہنا ایسا ہوا جیسے حاضران دربار شاہی کسی امیر مقرب پر عنایت خاص اور مکرمت باختصاص دیکھ کے بادشاہ کی مدح وثنا اور اس امیر کی تعریف اور مستحق تقرب ہونا بیان کرتے ہیں۔ چونکہ نماز معراج المومنین ہے۔ واسطے یاد دہی حال معراج جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حکم ہوا کہ نماز کے قعود میں سب عبارت پڑھی جائے۔

سبب تخصیص التحیات کا بحالت قعود و صلوٰۃ

قعود نماز کی سب ہیئتوں میں بندوں کی توقیر پر زیادہ دلالت کرتا ہے کہ گویا بادشاہ کے حضور سے بندوں کو بسبب کمال عنایت کے اجازت بیٹھنے کی حاصل ہوئی۔ اسی جہت سے پڑھنا التحیات کا کہ بوقت کمال توقیر جناب سید الرسل صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عبادت اس کی حاصل ہوئی تھی قعود میں مقرر ہوا۔

نکتہ لطیفہ دربارہ گناہگاران

بعضے گناہگاروں کے دل میں یہ خلجان ہوتا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ایسے وقت کرامت میں عباد الصالحین کو بالخصوص یاد فرمایا اور گنہگاروں کا ذکر نہ کیا۔ جواب اس کا بعضے بزرگوں نے

خوب لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایسے وقت میں آپ گنہگاروں کو یاد نہ کرتے۔ آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ اور نظر عنایت آپ کی گنہگاروں پر زیادہ تھی سو آپ نے اس مقام قرب و حضور میں گنہگاروں کو صالحین سے پہلے یاد فرمایا۔ اس طرح کہ ایک مرتبہ ان کا صالحین سے بڑھ گیا۔ یعنے آپ نے السلام علینا بصیغہ متکلم مع الغیر فرمایا۔ سلام ہم سب پر السلام علیّ سلام مجھ پر بصیغہ متکلم واحد نہ فرمایا سو گنہگاروں کو آپ نے بنظر غریب پروری اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اور صالحین سے پہلے ان کو یاد فرمایا ع مستحق کرامت گنہگاران اند۔

حال:۔ اللہ جل جلالہ نے اس رات میں ایسے علوم اور فیوض آپ کو عطا فرمائے کہ زبان بیان اس کے اظہار سے کوتاہ ہے خود خدا تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے۔ فرمایا ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پس وحی بھیجی خدا تعالیٰ نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی بھیجی اور اللہ تعالیٰ نے جو پچاس وقت کی نماز آپ کی امت پر فرض کی۔ آپ وہاں سے پھرے۔ جب چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا تمہاری امت پر کیا فرض ہوا۔ آپ نے کہا پچاس وقت کی نماز۔ آپ سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت سے پچاس وقت کی نماز ہرگز نہ ہو سکے گی۔ میں نے معاملہ بنی اسرائیل کا خوب بھگتا ہے۔ اور بہت تدبیریں ان کی ہدایت کی کرتا رہا ہوں۔ مجھے حال خوب معلوم ہے۔ تو اپنے رب کے پاس پھر جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے تخفیف چاہو۔ آپ نے بموجب مشورہ موسیٰ علیہ السلام کے کیا اور خدا تعالیٰ نے دس نمازوں کی تخفیف کی۔ چالیس رکھیں۔ پھر جب حضرت موسیٰ کے پاس آئے۔ انہوں نے پھر تقریر مثل سابق کے کی۔ اور آپ پھر گئے۔ اور دس کی پھر تخفیف ہوئی اسی طرح ہر بار تخفیف ہوتے ہوتے دس کو پہنچی اور پھر بموجب مشورہ حضرت موسیٰ کے جب مراجعت فرمائی۔ خدائے تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز رکھی۔ پھر حضرت موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت سے پانچ وقت کی نماز بھی نہ ہو سکے گی۔ پھر جاؤ اور خدا تعالےٰ سے تخفیف چاہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں تک اللہ جل جلالہ کے حضور میں بار بار عرض کیا کہ اب مجھے عرض کرنے میں شرم آتی ہے۔ میں نے پانچ وقت کی نماز قبول کر لی۔ اسی وقت عرش سے ندا آئی اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ پورا کیا میں نے فرض اپنا اور تخفیف کی اپنے بندوں سے۔ یعنی ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہوتا ہے۔ پس پانچ نماز بحساب ثواب کے پچاس ہوئیں۔ جتنی کہ خدا تعالےٰ نے پہلے فرض کی تھیں اور بندوں کو آسانی ہو گئی۔ کہ پانچ ہی نمازیں پڑھیں گے اور پچاس کا ثواب پاویں گے۔ ف صحیح بخاری میں تو فرض ہونا پچاس نمازوں کا شب معراج میں اور حسب شرح سابق تخفیف ہو کے پانچ کا رہنا مذکور ہے۔ روزوں کا

ذکر نہیں۔ اور بعض کتابوں میں فرض ہونا چھ مہینے کے روزوں کا اور تخفیف ہو کے ایک کے رہنا بھی مذکور ہے۔

پیش ہونا پیالوں کا شب معراج میں

آپ کے سامنے شب معراج میں تین پیالے پیش ہوئے۔ ایک دودھ کا اور ایک شہد کا اور ایک شراب کا آپ نے دودھ کا پیالہ پی لیا۔ حضرت جبرائیل نے کہا اَخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ تم نے اختیار کیا فطرت اسلام کو۔ دودھ اللہ تعالےٰ نے بہت لطیف اور نافع بنایا ہے۔ مدار حیات آدمی کا کھانے اور پینے پر ہے۔ سو دودھ بجائے کھانے اور پانی دونوں کے ہو جاتا ہے۔ پس دودھ مادۂ حیات جسمانی ہے۔ جس طرح ایمان مادہ حیات روحانی ہے۔ سو دودھ صورت مثالی تھی۔ ایمان اور اسلام کی آپ نے اس کو اختیار کیا۔ تاکہ آپ کی امت میں ایمان و اسلام قائم رہے۔ بعض روایات میں پیش ہونا۔ پیالوں کا پاس سدرۃ المنتہیٰ کے مذکور ہے۔ اور بعضے روایات میں بیت المقدس میں دونوں روایتوں کی تطبیق کے لئے بعض علماء نے لکھا ہے۔ کہ دونوں جگہ پیش ہوئے۔

مشاہدہ عجائبات

شب معراج میں آپ نے بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی۔ اور بہت امور مشاہدہ کئے۔ مگر کتب تواریخ میں اکثر امور عجیبہ جو مذکور ہیں ان کا نشان کتب معتبرہ حدیث میں نہیں مشکوٰۃ شریف کی کتاب الرؤیا میں بروایات بخاری ایک حدیث ہے جس میں خواب میں مشاہدہ کرنا آپؐ کا اس جنس کے امور کو مذکور ہے جیسے شب معراج میں لوگ ذکر کرتے ہیں۔ اس مقام پر وہ حدیث ذکر کی جاتی ہے۔

حال: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو بعد نماز لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ جو کوئی بیان کرتا آپؐ اس کی تعبیر ارشاد کرتے۔ ایک دن آپؐ نے لوگوں سے حسب معمول پوچھا۔ کسی نے کوئی خواب بیان نہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے۔ اور مجھے اٹھائے چلے۔ ایک میدان صاف میں پہنچے۔ وہاں دیکھا ایک شخص کھڑا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک آنکڑہ ہے۔ اس آنکڑے کے ساتھ بیٹھے کے منہ میں ڈال کے ایک طرف کا کلپھڑا اس کا چیرتا ہے۔ پشت تک پھر آنکڑے کو نکال کے دوسرا کلپھڑا چیرتا ہے پشت تک اتنی دیر میں پہلا کلپھڑا اس کا درست ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے۔ ہمراہیوں نے کہا کہ

آگے چلو۔ آپ آگے چلے۔ دیکھا کہ آدمی چت لیٹا ہے اور ایک آدمی اس کے سر کے پاس کھڑا ہے اور اس زور سے پتھر اس کے سر میں مارتا ہے کہ سر اس کے کچل ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ پتھر اٹھا کے لاتا ہے اس لیٹے آدمی کا سر درست ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ پتھر مارتا ہے اور سر کو کچل کر دیتا ہے اور پتھر لڑھک جاتا ہے اور وہ پتھر اٹھانے کو جاتا ہے اور پھر سر درست ہو جاتا ہے۔ پھر پتھر مارتا ہے۔ آپ نے دونوں ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے انہوں نے کہا کہ آگے چلو آگے چلے دیکھا کہ ایک غار اوپر سے تنگ نیچے سے کشادہ مثل تنور کے اور اس میں آگ جلتی ہے۔ اور کچھ مرد ننگے اور کچھ عورتیں ننگی ہیں۔ آگ انہیں جلاتی ہے۔ اور آگ کے زور سے وہ تلے سے اوپر اٹھتے ہیں۔ اتنا کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ دونوں ہمراہیوں نے کہا آگے چلو۔ آگے چلے دیکھا کہ ایک نہر ہے خون کی۔ اور ایک آدمی اس کے بیچ میں ہے۔ اور باہر نکلنا چاہتا ہے۔ اور ایک کنارہ پر ایک آدمی ہے۔ اس کے ہاتھ میں پتھر ہیں۔ ان سے بھیتر والے آدمی کو مار کر پھیر دیتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ دونوں ہمراہیوں نے کہا۔ آگے چلو۔ آگے چلے دیکھا ایک باغ سبز ہے اس میں ایک بڑا درخت ہے کہ اس کی جڑ میں ایک بڈھا ہے۔ اور کچھ لڑکے اور قریب وہاں سے ایک شخص آگ جلا رہا ہے۔ آپ کو دونوں آدمی درخت پر چڑھا لے گئے۔ درخت کے بیچ میں ایک گھر تھا۔ اس میں داخل کیا کہ پہلے گھر سے بھی اچھا تھا۔ دیکھا کہ اس میں بڈھے اور جوان ہیں۔ آپ نے ان دونوں شخصوں سے کہا۔ کہ تم دونوں نے ساری رات مجھے پھرایا۔ بیان تو کرو حقیقت ان چیزوں کی جو دیکھیں انہوں نے کہا جس کے گلپھڑے چیرے جاتے تھے۔ وہ شخص ہے جو جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹی بات اس کی مشہور ہو جاتی ہے۔ اور جس آدمی کا سر کچلا جاتا ہے۔ وہ ہے جو قرآن مجید یاد کرے اور رات کو سو رہے قرآن نہ پڑھے اور دن کو ان کے موافق عمل نہ کرے ـــــــ قیامت تک اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ اور مرد اور عورتیں برہنہ جو آگ میں جلتے غار مثل تنور میں نظر پڑیں وزناکار مرد اور عورتیں ہیں۔ اور خون کی ندی والا آدمی سود خوار ہے۔ اور بڈھا جو درخت کی جڑ میں دیکھا۔ حضرت ابراہیم ہیں۔ اور لڑکے اولاد لوگوں کی اور آگ جلانے والا فرشتہ داروغہ دوزخ مالک تھا۔ اور پہلا گھر جو دیکھا عام مومنین کا گھر ہے۔ بہشت میں اور دوسرا گھر اس سے اچھا شہداء کا گھر ہے۔ اور ہم دونوں جبرائیل اور میکائیل ہیں۔ سر اٹھا کے دیکھو دیکھا تو ایک ابر سفید سا نظر پڑا۔ کہا یہ تمہارا گھر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو میں اپنے مکان میں داخل ہوؤں۔ کہا ابھی تمہاری عمر باقی ہے۔ بغیر اس کے پورا کئے تم اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حال۔ بعد قرب تمام جناب خالق کریم و حصول شرف کلام و دیدار و دیگر نعمائے عظیمہ آپ نے مراجعت نہیں فرمائی مشہور ہے کہ بستر مبارک ہنوز گرم تھا۔ اور زنجیر حجرے کی ہلتی تھی۔ اور روضۃ الاحباب میں زمانہ آمد و رفت تین ساعت لکھا ہے۔ پس اس عالم میں اتنہ توقف اور طول سیر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

بیان اس بات کا کہ معراج میں آپ کا تشریف لیجانا از قبیل عالم آخرت ہے

حضرت شیخ مجدد الف ثانی و دیگر صوفیہ کرام نے لکھا ہے۔ کہ معراج میں آپ کا تشریف لیجانا۔ از قبیل آخرت ہے کہ اس عالم میں بڑی گنجائش ہے۔ ایک لمحے میں صدہا سال کے کام ہو سکتے ہیں۔

حال۔ صبح کو آپ نے اس حال کو بیان فرمایا۔ کفار نے جھٹلایا اور ٹھٹھا کرنے لگے بعضوں نے ان میں سے جھپٹ کے ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا کہ تم اب بھی محمد کو سچا کہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ رات میں بیت المقدس اور سب آسمانوں کی سیر کر آیا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا۔ اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بے شک سچے ہیں۔ اور آپ کے حضور میں حاضر ہو کر احوال معراج سن کے بخوبی تصدیق کی۔ اسی سبب سے انکا لقب صدیق ہوا چنانچہ حاکم نے روایت کی اور بعضے ضعف الایمان مرتد ہو گئے۔

حال:۔ کافروں نے کہا آسمانوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں۔ مگر بیت المقدس کو ہم نے دیکھا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ تم وہاں کبھی نہیں گئے ہو۔ بھلا نقشہ بیت المقدس کا اور شرح اس کے مکانات کی تو بیان کرو آپ شب میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کچھ ضرورت آپ کو نقشے کے دریافت کرنیکی نہ تھی۔ باایں ہمت آپ کو نقشے کے بیان کرنے میں تامل ہوا۔ خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا۔ آپ نے دیکھ کر بخوبی نقشہ بیان کر دیا کافر لاجواب ہوئے اور آپ نے ان کے قافلہ کا کہ جانب شام تجارت کو گیا تھا۔ حال بیان کیا کہ وہ پھرے ہیں بدھ کے روز مکہ میں داخل ہو گیا۔ بالجملہ خدا تعالیٰ نے ہر طرح اس عطیہ عظمےٰ کی صورت و تصدیق نمایاں کی۔

باب دوم

احوال ہجرت کے بیان میں تا وفات شریف

فصل اوّل مقدمات[1] ہجرت اور حالات راہ کے بیان میں

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبائل عرب کو جو موسم حج میں واسطے حج کے آتے دعوت اسلام کی فرماتے اور اپنی رفاقت کے لئے کہتے سو یہ سعادت نصیب ہیں انصار مدینہ کے تھی ایک سال کہ گیارھواں سال نبوت کا تھا۔ کچھ لوگ قوم انصار کے تھے آپ نے ان کو دعوت اسلام کی کی۔ انہوں نے مدینہ کے یہود سے سنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے اور وہ انصار سے مغلوب رہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہوں گے ہم ان کے ساتھ ہو کے تمہیں قتل کریں گے۔ انصار نے آپکی دعوت سن کے کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے ان سے ملیں اور یہ آدمی ان میں سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم پھر آویں گے۔ مدینہ میں جا کر انہوں نے آپ کا ذکر کیا۔ اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہنچایا۔ بارہویں سال انصار میں سے بارہ آدمیوں نے آکے آپ سے ملاقات کی۔ پانچ پہلوں میں سے اور سات اور انہوں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی آپ نے حسب درخواست ان کے مصعب بن عمیرؓ کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینہ بھیج دیا۔ مصعبؓ نے تعلیم قرآن و شرائع اور دولت اسلام کی شائع کی۔ اور اکثر آدمی انصار کے مسلمان ہو گئے۔ تھوڑے باقی رہ گئے تیرھویں سال میں ستر آدمی شرفائے اسلام میں آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا۔ کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جاویں گے تو ہم خدمت گذاری میں کوتاہی نہ کریں گے۔ اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینہ پر چڑھ آوے گا ہم اس سے لڑیں گے اور جاں نثاری میں قصور نہ کریں گے یہ دونوں بیعتیں بیعت عقبیٰ اولی اور بیعت عقبیٰ ثانیہ کہلاتی ہیں۔ عقبہ کے معنی ہیں گھاٹی کے ایک گھاٹی پر بیعتیں ہوئی تھیں۔ لہذا بیعت عقبہ کہلاتی ہیں۔ پہلی اولاً دوسری ثانیہ۔ بعد بیعت عقبہ ثانیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے روانہ ہونا شروع کیا۔ خفیہ روانہ ہوئے۔

ذکر ہجرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شمشیر حمائل کرکے مسلح ہو کر خانہ کعبہ پر آئے اور طواف کیا

---

[1] مقدمات سے وہ امور مراد ہیں۔ جو ہجرت سے پہلے ہوئے۔ اور سبب ہجرت کے ہوئے۔

بعد اس کے جماعت کفارہ کو خطاب کر کے کہا خراب ہوں۔ وہ لوگ جو پتھروں کو پوجتے ہیں۔ پھر کہا جس کو اپنی جورو کا بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو۔ میرا سامنا کرے یہ کہہ کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ کسی کو قریش میں سے طاقت اس بات کی نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرے۔ سب صحابہ ہجرت کر گئے سوائے ابو بکر صدیق رضہ کے اور علی مرتضٰے کے کوئی باقی نہ رہا۔ ابو بکر صدیق رضہ نے پوچھا۔ آپ نے انہیں بشارت دی کہ تم میری رفاقت میں چلو گے۔ ابو بکر یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے۔

حال :۔ ایک دن سردار کفارہ قریش مثل ابو جہل وغیرہ دار الندوہ میں کہ متصل خانہ کعبہ کے ایک مکان تھا۔ اور مشورت کے لئے قریش وہاں جمع ہؤا کرتے تھے واسطے مشورہ کے آپ کے امر میں مجتمع[۱] ہوئے۔ ابلیس لعین بصورت ایک پیر مرد کے وہاں آموجود ہؤا۔ کفارہ قریش اس کے آنے کو مخل سمجھے اس واسطے کہ مشورہ تنہائی میں کرنا چاہتے تھے۔ شیطان نے کہا میں ساکن نجد ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ جس باب میں تم مشورہ کیا چاہتے ہو میں مرد تجربہ کار ہوں۔ اس امر میں صلاح دونگا کفار یہ بات سن کر خوش ہوئے اور اسے غنیمت سمجھے شیطان کو شیخ نجدی[۲] جو کہتے ہیں۔ منشا اس کا یہی قصہ ہے۔ بعد ازیں کفار نے مشورہ پیش کیا اور کہا کہ محمد نے ہمیں بہت عاجز اور تنگ کیا ہے۔ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ ہمارا ٹھکانا دوزخ بتاتے ہیں۔ معبودوں کو ہمارے برا کہتے ہیں۔ ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالدیا۔ بعید نہیں کہ اپنے تابعین اور رفقاء کے زور سے ہم سے لڑنے کا قصد کریں ان کے لئے ایسی تدبیر سوچو کہ بالکل دفع ہو جاویں۔ ایک[۳] شخص نے ان میں سے کہا کہ محمدؐ کو ایک کوٹھڑی میں قید کردو۔ ایک علیحدہ جگہ کہ کوئی ان سے ملنے نہ پائے فتنہ ان کا تو یہی ہے کہ لوگ ان کا کلام سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے کوئی ملنے نہ پاوے گا۔ تو یہ فتنہ موقوف ہو جاوے گا۔ شیخ نجدی نے کہا یہ رائے پسندیدہ نہیں۔ بنی ہاشم اور سب تابعین محمد کے اسباب میں مزاحم ہوں گے اور نوبت جدال وقتال تک پہنچے گی۔ بعد ازاں ایک شخص[۴] نے کہا کہ میری رائے میں یہ ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں سے نکال دو۔ یہاں نہ رہیں گے تو ہم ان کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا کہ یہ رائے ناصواب ہے۔ محمدؐ کی بیان آوری اور سحر بیانی معلوم ہے جہاں جائیں گے لوگوں کو مسخر کر لیں گے اور تابعین ان کے ان سے جا ملیں گے اور زور پیدا کر کے ہم پر چڑھ آئیں گے اور ہنگامہ آمادی جدال و قتال ہوں گے بعد ازاں یہ رائے ابو جہل نے نکالی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک آدمی منتخب ہو اور رات کو

---

[۱] مجتمع ہونا کفار قریش کا دار الندوہ میں واسطے مشورہ کے آپ کے امر میں [۲] وجہ تسمیہ شیطان شیخ نجدی ۱۲

[۳] وہ ہشام بن عمرو تھا۔ ۱۲ [۴] وہ ابو البختری ۱۲ معلم۔

سب مجتمع ہو کے محمدؐ کے مکان پر جا کر محمدؐ کو قتل کریں - بنی ہاشم سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہیں رکھتے بالضرور دیت یعنی خون بہائے پر راضی ہو جائیں گے - اور ہم لوگ دیت بے تکلف ادا کر دیں گے ابلیس لعین نے اس امر کو بہایت پسند کیا - اور اس بات پر مشورہ ختم کر کے عزم بالجزم اس امر کا کر کے وہاں سے اٹھے اللہ جل جلالہ نے اس بات پر مشورہ کی خبر آنحضرتؐ کو پہنچائی آیۃ، وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ لہ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ میں اسی بات کا ذکر ہے - اور حکم نازل ہوا کہ تم مدینے کو ہجرت کر جاؤ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت ابو بکر صدیق رضؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے تنہائی میں حال بیان کیا - اور کہا تم رفیق ہو - ابو بکر صدیق رضؓ نے عرض کیا کہ میں نے دو اونٹنیاں اسی سفر کے لئے خریدی ہیں - آپ نے فرمایا ان میں سے ایک مجھے اس قیمت پر دے دو جس قیمت پر تم نے لی ہے - ابو بکر صدیق نے کہا آپؐ کے ویسے ہی نذر ہے - آپ نے فرمایا نہیں یہ تو ہم بقیمت ہی لیں گے - حضرت ابو بکر رضؓ نے کہا بہت خوب ثـ باآنکہ جناب رسول صلعم مال ابو بکر صدیق رضؓ کو بے تکلف خرچ کرتے تھے اپنا ہی مال سمجھتے تھے اس اونٹنی کی قیمت دینے میں کیوں اصرار کیا - سبب اس کا محدثین نے یہ لکھا ہے - آپ نے چاہا کہ اس عبادت عظمیٰ میں مال اپنی ذات ہی کا ہو -

حال :- رات کو آپ دولت خانہ میں تھے کہ جماعت کفار نے آگے سے دروازہ مبارک گھیر لیا - اور وہاں مجتمع ہوئے - آپؐ نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا دیا - اور روئے مبارک کو انہوں نے اوڑھ لیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ کفار تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے - اور آپؐ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں حضرت علیؓ کو دے دیں اور ان سے کہا یہ مالکوں کو پہنچا کے مدینہ کو آؤ - اور آپ دروازے سے نکلے - اور اول سورہ یٰسین کو فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کے ایک مٹھی خاک جماعت کفار پر پھینک ماری - وہ ہر کافر کے سر اور منہ پر اور آنکھوں میں پہنچی - اور آپ صاف نکل گئے - کسی کو نظر نہ آئے - تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص کہ وہ شیطان تھا - وہاں موجود ہوا - اور پوچھا کس فکر میں کھڑے ہو - کہا کہ بقصد محمد کھڑے ہیں - شیطان نے کہا کہ وہ تمہاری آنکھوں اور سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے - ہر ایک نے جو اپنے چہرے اور منہ پر ہاتھ پھیرا اثر خاک کا پایا - لکھا ہے کہ جو کفار اس وقت

لہ ترجمہ اور جب مکر کرتے تھے کافر لوگ کہ تمہیں قید کریں یا نکال دیں اور داؤں کرتے ہیں وہ اور داؤں کرتا ہے اللہ اور اللہ بہتر داؤں کرنے والا ہے ۱۲ ثـ نکتہ اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت ہجرت حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی بقیمت کیوں مانگی - ان کا مال تو آپ بلا تکلف خرچ کرتے تھے ۱۲ منہ

مجتمع تھے۔ اور خاک ان پر پہنچی۔ سب بحالت کفر روز بدر مقتول ہوئے۔ سوائے حکیم بن حزام[1] کے کہ وہ مشرف باسلام ہوئے۔ اور بدر میں مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی۔ ساٹھ برس بحالت کفر گذرے تھے۔ اور ساٹھ برس اور زندہ رہے۔ پھر کفار نے دروازے کی درزوں سے جو دیکھا تو حضرت علیؓ کو آپ کے بستر پر چادر اوڑھے لیٹا دیکھا ہے۔ سمجھے کہ آپ لیٹے ہیں۔ بالآخر مکان کے بھیتر گھسے حضرت علی رض کھٹکا سن کے بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سے پوچھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے نہیں معلوم پھر وہ حضرت علی سے معترض نہ ہوئے اور حضرت کی تلاش میں مشغول ہوئے۔

حال[2] :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت خانہ سے نکل کر ابوبکر رض کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کو ساتھ لے کے پیادہ روانہ ہوئے۔ آپؐ نے جوتا پاؤں سے اتار ڈالا تھا۔ اور انگلیوں سے چلتے بایں خیال کہ نقش قدم معلوم نہ ہوں۔ آپؐ کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ ابوبکر صدیق رض نے آپ کو کندھے پر سوار کیا۔ اور غار ثور تک پہنچا دیا۔ ثور ایک پہاڑ ہے۔ متصل مکہ کے جب متصل غار کے پہنچے۔ ابوبکر صدیق رض نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ باہر ٹھہریں میں جا کے غار کو صاف کر ڈالوں۔ کہ پہاڑوں کے غار اکثر حشرات سانپ بچھو وغیرہ سے خالی نہیں ہوتے۔ پھر ابوبکر صدیق رض غار میں گھسے اور اپنی چادر سے پہاڑ کے سب سوراخ بند کئے۔ ایک سوراخ باقی رہا۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑی لگادی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار میں بلایا۔ آپؐ بھیتر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رض کے زانوں پر سر مبارک رکھ کر سو رہے۔ سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاؤں میں کاٹا انہوں نے جنبش نہ کی۔ بایں خیال کہ آپ کی نیند میں خلل نہ پڑے لیکن بسبب شدت تکلیف کے حضرت صدیق رض کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور رخسار مبارک پر گرے۔ آپ جاگ پڑے۔ ابوبکر رض نے عرض کیا کہ مجھے سانپ نے کاٹا۔ آپؐ نے آب دہن مبارک کاٹنے کی جگہ پر لگادیا فوراً حضرت صدیق رض اچھے ہو گئے۔

حال :۔ بعد آپ کے غار میں داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے منہ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آ کے غار میں انڈے دے کے سینا شروع کیا۔ صبح کو کفار تلاش کرتے ہوئے لب غار تک پہنچے۔

---

[1] حزام بکسر حاء حطّی زائے معجمہ قاموس میں لکھا ہے۔ کہ حکیم بن حزام بھی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے کا نام بھی حزام تھا وہ تابعی ہے ۱۲

[2] آپ کا غار ثور میں تشریف لے جانا اور وہاں کے معجزات کا بیان منہ رحمۃ اللہ تعالٰے ۱۲

اور اس طرح جا کھڑے ہوئے کہ حضرت صدیق کو ان کے پاؤں نظر پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلعم کے لئے کمال حزن و قلق ہوا۔ اور عرض کی کہ اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں تو ہمیں دیکھ لیں گے آپ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنے رنج مت کرو بیشک اللہ ہمارے اور تمہارے دونوں کے ساتھ ہے۔ کفار نے جب مکڑی کے جالے اور کبوتروں کے جوڑے کو دیکھا۔ انہوں نے کہا اگر کوئی آدمی اس غار میں گھسا ہوتا۔ یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا۔ اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے۔ اس غار میں نہ ٹھہرتا۔ بعضوں نے کہا۔ کہ یہ جالا تو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے بھی پہلے دیکھا تھا ویسا ہی ہے اور یہ کہہ کر کفار پھر گئے۔ اللہ نے اپنے حبیب کی محافظت کے لئے تار عنکبوت اور وحشی جانور سے ایسا کام لیا کہ صدہا زرہ آہنی اور جوانان جنگی سے نہ نکلتا ف۔ قصہ ہجرت میں اللہ جل شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت علیؓ کو بہت فضیلت عنایت فرمائی۔ حضرت علیؓ کو تو یہ کہ محل خوف جاناں میں بجائے آپ کے لیٹے۔ اور داد جان نثاری کی دی۔ بعضے علمائے نے لکھا ہے کہ آیۃ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ یعنے اور بعضے آدمی بیچتے ہیں۔ جان اپنی۔ خدا کی رضامندی کی تلاش میں۔ اور اللہ بہت مہربان ہے۔ بندوں پر حضرت علی کی شان میں اس قصہ ہجرت میں نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ کی فضیلت تو ظاہر ہے۔ کہ سارے سفر ہجرت میں خدمت گذاری اور جان نثاری جیسا کہ چاہیئے۔ بجالائے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ بالاتفاق ابوبکر رضؓ صدیق کی ہی شان میں نازل ہوئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو یہ تخصیص صاحب رسول اللہ فرمایا۔ اور بزبان ؐ اپنے حبیب کے معیت خاصہ الٰہیہ کی بشارت دی۔ ف۔ اہل بشارت نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب فرعون نے ان کا تعاقب کیا تھا اور اصحاب موسیٰ نے کہا تھا اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ یعنے بیشک ہم پکڑے جائیں گے۔ کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ ط یعنی کوئی نہیں تحقیق میرے ساتھ میرا رب ہے۔ عنقریب مجھے ہدایت کرے گا۔ اس مقولہ میں اور مقولہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا میں بڑا فرق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا کہ حرف کلا کا محاورہ عرب میں واسطے زجر کے ہے۔ اور معیت الٰہی اپنی ہی ساتھ بیان کی مَعِیَ بصیغہ واحد فرمایا۔ اصحاب کو اس سے نصیبہ نہ دیا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کو کلمہ تسلی و محبت سے شروع کیا۔ کہ تحزن مت ڈرو۔ اور معیت خاصہ الٰہی سے اپنے صاحب کو بھی مشرف کیا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا بیشک اللہ ہمارے اور تمہارے ساتھ ہے اور اس سے علو شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت حضرت موسیٰؑ کے اور حضرت ابوبکر رضؓ کی نسبت اصحاب موسیٰ علیہ السلام کے

پایا جاتا ہے۔ ف۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ ابوبکر صدیق رضہ میری ساری عمر کے اعمال حسنہ لے لیں اور بدلے ان کے ایک رات اور ایک دن کے اعمال دے دیں تو میں راضی ہوں۔ رات ہجرت کی اور سب قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت اور جان نثاری کا اور اس رات میں سانپ کے کاٹنے کا بیان کیا۔ اور وہ دن کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف مدینہ کے اکثر لوگ مرتد ہو گئے۔ اور کچھ لوگ زکوٰۃ دینا نہیں مانتے تھے ابوبکر صدیق رضہ نے نہایت کوشش کر کے از سرِ نو دین کو قائم کیا۔ اس سے بھی کمال قبولیت عمل شب ہجرت حضرت ابوبکر رضہ کی معلوم ہوتی ہے۔ تین دن تک آپ نے غار ثور میں تشریف رکھی عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام آزاد تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے۔ وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابوبکر رضہ کو پلا جاتے تھے۔ اور عبداللہ بیٹے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ جوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس میں جا کر خبریں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آ کے بیان کر دیتے تھے۔

روانہ ہونا آپ کا غار سے

بعد تین دن کے آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ اونٹنیوں پر سوار ہو کے براہ ساحل روانہ ہوئے۔ عبید اللہ بن اریقط[1] دئلی[2] کو راہبری کے لئے ساتھ لیا اونٹنیاں اسی کے سپرد تھیں اور اسی روز حسب الحکم در غار پر حاضر لایا تھا۔ کفار مکہ نے اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ لائے۔ یا قتل کرے اس کو ہم سو اونٹ اور جو ابوبکر رضہ کو پکڑے یا قتل کرے اسے بھی سو اونٹ دیں گے۔ اور جو دونوں کو پکڑ لائے دو سو اونٹ پاوے۔

حال:۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع رفقا ایک دن خیمہ ام معبدؓ پر پہنچے۔ ام معبد ایک عورت تھی۔ شرفائے عرب میں خیمہ اس کا راہ مدینہ میں واقع تھا۔ آپ نے ام معبد سے چھوہارے اور گوشت طلب کیا۔ اس کے پاس نہ ملے۔ ایک بکری آپ نے گوشہ خیمہ میں دیکھی۔ آپ نے ام معبد سے کہا اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں۔ ام معبد نے کہا کہ اس بکری کے دودھ مطلق نہیں مدت گذری کہ یہ جنی نہیں اور بسبب لاغری کے جنگل کو چرنے کے لئے بھی نہیں جا سکتی۔ آپ نے فرمایا۔ کیسی ہی ہو۔ تم دوہنے کی اجازت تو دو۔ ام معبد نے اجازت دی۔ آپ نے اس کے تھن کو ہاتھ لگایا اور بسم اللہ کہی۔ فوراً تھن اس

---

[1] اریقط۔ بضم ہمزہ و فتح رائے مہملہ و یائے ساکنہ و کسرۂ ۱۲ [2] دُئلی بضم دال مہملہ و ہمزہ مکسور و لام ۱۲

کے دودھ سے بھر گئے اور آپ نے دوہنا شروع کیا۔ اور ایک بڑا برتن جس میں آٹھ نو آدمی سیر ہو کے پی لیویں بھر دیا۔ اور پہلے آپ نے ام معبد[1] کو پلایا۔ اس نے خوب سیر ہو کے پیا۔ پھر آپ نے پیا۔ دودھ کے اس برتن کو بھر دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ شام کو ابو معبد شوہر ام معبد جو آئے دودھ دیکھ کے نہایت متعجب ہوئے ام معبد نے کہا کہ یہ برکت ایک مہمان عزیز کی ہے۔ اور آپ کا حال بیان کیا۔ ابو معبد اور ام معبد بعد ازیں مشرف باسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔ ف۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ وہ بکری جسے ام معبد کے گھر میں آپ نے دوہا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک جیتی رہی اور دودھ دیتی رہی۔ یہاں تک زمانہ رمادہ میں کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک بڑا قحط ہوا تھا صبح و شام دودھ دیتی تھی۔ اور پردہ زمین میں ذرہ بھر بھی دودھ نہ تھا۔

حال:۔ مکہ معظمہ میں بروز سرور آپ کے خیمہ ام معبد پر اشعار عربی سنے گئے ان میں مضمون آپ کے گذر جانے کا خیمہ ام معبد پر اور غائب اور حاضر رہنا کفار قریش کا مذکور تھا۔

حال:۔ سراقہ[2] بن مالک بن جعشم کہ ایک سرداران عرب میں سے تھا۔ اور ایک جھیل کے کنارے پر اس کا گھر تھا اس نے مضمون شہرہ کفار قریش سنا تھا۔ کسی نے اسے جا کر کہا کہ ابھی چند شخص اونٹوں پر سوار ادھر گئے ہیں۔ شاید وہی ہوں جن کی قریش کو تلاش ہے۔ سراقہ نے بطمع انعام قریش ارادہ ان کے تعاقب کا کیا۔ اور بایں خیال کہ کوئی اور پیش قدمی نہ کرے۔ دھوکا دینے کو کہا کہ یہ لوگ وہ نہیں بلکہ فلانے قبیلے کے لوگ ہیں۔ بعد ازیں گھوڑا با ہر کرا کے ایک ٹیلے کے نیچے منگوایا اور کمان و ترکش لے کے مسلح ہو کے روانہ ہوا۔ اور گھوڑا پھینٹا کہ قریب پہونچا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہ ہر طرف واسطے محافظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھتے جاتے تھے سراقہ کو دیکھ کر کہا۔ یا رسول اللہ ایک سوار آ پہنچا۔ آپ نے دیکھا اور سراقہ کے لئے بد دعا کی۔ اور ایک بارگی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پیٹ تک نگل لیا۔ پاؤں گھوڑے کے زمین میں غائب ہو گئے۔ سراقہ نے حضور میں عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ دونوں صاحبوں کی بد دعا سے میرے گھوڑے کا یہ حال ہوا۔ آپ مجھے اس بلا سے بچا دیں۔ تو میں عہد کرتا ہوں کہ اب پھرتے ہوئے جو کوئی تمہاری تلاش کے لئے آتا ملا۔ اس کو میں پھیر دوں گا۔ آپ نے دعا کی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ سراقہ کہتا ہے کہ مجھے اسی وقت خیال ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو غلبہ دیگا اور متصل آپ کے گیا اور میں نے آپ سے درخواست کی کہ امان نامہ لکھ دیجئے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو

---

[1] بفتح میم و سکون عین بفتح دال ۱۲ منہ

[2] سراقہ بن مالک کا آپ کے پیچھے پیچھے جانا۔ اور زمین کا نگل جانا گھوڑے کو تا بہ شکم۔ ۱۲۔ منہ

غالب کہے تو میں محفوظ رہوں۔ آپ نے حضرت عامر بن فہیرہ کے ہاتھ سے امان نامہ لکھوا دیا اور سراقہ اگرچہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے۔ لیکن اس کے بعد مشرف باسلام ہوئے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔ سراقہ نے پھرتے ہوئے حسب عہد ہر شخص کو جو آپ کی تلاش کے لئے جاتا تھا پھیر دیا۔ اور کہا کہ تمہارے جانے کی حاجت نہیں۔ میں دیکھ آیا ہوں۔ فائدہ یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ زمین نے آپ کے دشمن کے گھوڑے کو دھنسا لیا۔ مثل معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہ نسبت قارون کے ہوا زمین نے اس کو بسبب عداوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دھنسا لیا مختصر قصہ اس کا جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو حکم ادائے زکوٰۃ کا دیا۔ قارون کو یہ حکم بڑا ناگوار ہوا مال کی اسے بہت محبت تھی حضرت موسیٰ نے ہزار درہم میں سے ایک درہم زکوٰۃ دینے کو کہا۔ اس میں بھی مال بہت صرف ہوتا تھا۔ قارون کو موسیٰ علیہ السلام سے عداوت ہوئی اور اس نے ایک عورت کو جو زنا سے حاملہ ہوئی تھی۔ بہت روپے دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ مجمع بنی اسرائیل میں کہدے کہ مجھ سے موسیٰ علیہ السلام نے زنا کیا۔ اور یہ حمل زنا ان ہی کا ہے حضرت موسیٰ عید کے دن وعظ کہہ رہے تھے۔ اور احکام حدود و قصاص کے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جو کوئی زنا کرے اور نکاح اس کا نہ ہوا۔ ہم اس کو درے ماریں گے۔ اور جو زنا کرے اور نکاح اس کا ہوا ہوا ہے ہم سنگسار کریں گے۔ قارون نے کہا کہ موسیٰ جو تم نے ایسی بات کی ہو۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں ایسی بات کروں۔ تو مجھ پر بھی حد اس طرح جاری ہو قارون نے کہا کہ فلانی عورت یہ کہتی ہے۔ کہ تم نے اس سے زنا کیا۔ اور اس کو پیش کیا۔ حضرت موسیٰ نے اس عورت کو کہا۔ کہ سچ سچ بیان کرو۔ اس نے کہا قارون نے مجھے روپیہ دے کہ تم پر تہمت لگانے کو سکھایا اور تم پاک و مبرا ہو۔ اس پر موسیٰؑ کا جلال جوش میں آیا۔ اور زمین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا خذیہ یعنی لے لے قارون کو اسی وقت قارون کو زمین نے ٹخنوں تک دھنسا لیا۔ قارون نے عاجزی کرنی شروع کی اور کہا کہ اے موسیٰؑ مجھے بچاؤ۔ مگر حضرت موسیٰ کا جلال ایسا زور پر تھا۔ کہ ہرگز نہ مانا اور پھر کہا خذیہ زمین نے گھٹنوں تک قارون کو دھنسا لیا۔ قارون نے گڑگڑا کر عرض کی لیکن حضرت موسیٰ خذیہ فرماتے رہے۔ اور زمین قارون کو دھنساتی رہی یہاں تک کہ بالکل اسے دھنسا لیا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے حکم کیا کہ گھر قارون کا اور سارا خزانہ اس کا قارون کے سر پر رکھ کے بھی دھنسا دیا۔ ف۔ ان دونوں معجزوں کی کیفیت وقوع میں بھی افضلیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ظہور شان رحمۃ العالمین کا آپ کے معجزے میں عیاں ہے۔ کہ آپ نے سراقہ کے التجا کرتے ہی اسے خسف زمین سے نجات بلکہ ہمیشہ کے لئے امن نامہ لکھوا دیا۔ اور حضرت موسیٰ نے قارون کی تضرع و زاری پر کچھ التفات

نہ کیا۔ اللہ جل جلالہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی۔ کہ اگر مجھے قارون ایک بار بھی پکارتا تو میں اسے نجات دیتا۔ تمہیں پکارتا رہا۔ تم نے کچھ نہ سنا۔ ف۔ فضیلت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا کسی اور پیغمبر پر جو بیان کی جائے۔ اس میں ضرور ہے کہ اس بات کا لحاظ رہے کہ کسی طرح تحقیر اس پیغمبر کی نہ نکلے۔ تحقیر ہر پیغمبر کی کفر ہے۔ شاعر لوگ اس بلا میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اور صرف افضلیت کے بیان سے تحقیر لازم نہیں آتی۔ خود خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ یعنی وہ رسول جو فضیلت دی ہم نے بعضوں کو ان میں سے بعضوں پر۔

حال:۔ جب آپ متصل مدینہ کے پہنچے بریدہ بن الحصیب اسلمی مع ستر سواروں کے آپ کو ملے آپ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا بریدہ بن الحصیب آپ نے بطور تفاول کے فرمایا بَرَدَ اَمْرُنَا۔ خنک اور ٹھنڈا ہوا کام ہمارا۔ اور قبیلہ کا نام اسلم سن کے آپ نے تفاولاً فرمایا سَلِمْنَا سلامت رہے ہم۔ آپ نے پوچھا قبیلہ اسلم میں سے کس قوم میں سے ہو۔ انہوں نے کہا بنی سہم کے آپ نے فرمایا خَرَجَ سَهْمُكَ حاصل ہوا حصہ تیرا یعنے اسلام سے تجھے نصیب ملا۔ بریدہ آئے تو بارادہ بدتھے۔ جب شہرہ کفار قریش آپ سے تعرض پہنچانے کی نیت تھی لیکن جمال مبارک دیکھ کے اور کلام پاک سن کے مسخر ہو گئے۔ اور مع سب ہمراہیوں کے ایمان لائے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بوقت داخل ہونے آپ کے مدینے میں آپ کے ساتھ نشان ہو اور اپنی پگڑی کو ایک لکڑی میں لپیٹ کر نشان بنایا۔ آپ نے ان ہی کو نشان بردار کیا۔ کہ آپ کی جلو میں نشان لے کے چلے۔ سبحان اللہ کیا قدرت خدا ہے۔ کہ سرکشی سے آئے اور کیسے فرمانبرداری کے ساتھ چلے۔

حال:۔ مدینہ کے لوگ بخیال تشریف آوری آپ کے ہر روز واسطے استقبال کے مکہ کی راہ پر آتے اور قریب دوپہر کے پھر جاتے بروز داخل ہونے آپ کے بھی حسب عادت واسطے استقبال کے آئے تھے۔ اور بسبب ہوجانے دیر کے پھر چلے تھے۔ کہ یکبارگی ایک یہودی نے ٹیلے پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلّا کے پھرنے والوں سے کہا یَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمْ اے گروہ عرب یہ مطلب تمہارا ہے۔ وہ لوگ پھرے۔ اور آپ کے ساتھ ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے کمال خوشی اہل مدینہ کو ہوئی۔ لڑکیاں انصار کی گاتی تھیں۔ شعر

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
طلوع کیا بدر نے ہم پر ثنیات الوداع سے

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
واجب ہوا شکر ہم پر جب تک دعا کرے

اللہ سے کوئی دعا کرنے والا ثنیات الوداع کے معنی ہیں گھاٹیاں رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لئے مسافر کو جس جانب کہ جاتا تھا۔ ان گھاٹیوں تک جایا کرتے تھے۔ لہٰذا وہ ثنیات الوداع کہلائیں۔ قاموس میں اس طرح ہے اور بعضے اہل لغت اور محدثین نے لکھا ہے کہ ثنیات الوداع مدینے سے شام کی جانب ہے نہ مکہ کی جانب اور شعر مذکور مدینہ کی لڑکیوں نے بوقت معاودت آپ کے غزوہ تبوک سے گایا تھا اور صحیح بخاری سے ہونا ثنیات الوداع بجانب شام ثابت ہوتا ہے۔

فصل دوسری بیان حال رونق افروزی مدینہ طیبہ میں تا غزوہ بدر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں پہنچکر محلہ قبا میں منازل بن عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور وہ دن دوشنبہ تاریخ بارہویں ربیع الاول کی تھی۔ چودہ دن آپ وہاں رہے۔ حضرت علی بعد ادا کرنے امانتوں کے آپ کے تیسرے دن محلہ قبا میں حضورؐ سے جا ملے قبا محلہ تھا کنارہ شہر مدینہ پہ مسجد قبا جس کا ذکر اس آیت میں ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ یعنی بیشک وہ مسجد جس کی بنیاد ہوئی تقوے پر پہلے ہی دن سے لائق ہے اس بات کے کہ تم اس میں نماز پڑھو۔ وہیں بنی اور جب تک آپ وہاں رہے اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔

حال:۔ پھر آپ نے اندر شہر مدینہ کے تشریف رکھنے کا ارادہ کیا۔ لوگ شہر کے کمال متمنی اس بات کے تھے۔ اور ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ میں تشریف رکھیں۔ جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ ہوئے اور وہی درخواست بر زبان تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹنی میری مامور ہے جہاں بیٹھ جائے گی مقیم ہوں گا۔ اونٹنی چلتے چلتے وہاں آبیٹھی۔ جہاں منبر مسجد شریف ہے۔ متصل اس جگہ کے گھر حضرت ایوب انصاری کا تھا۔ وہاں اسباب آپ کا اتار کے رکھا گیا۔ اور آپ حضرت ایوب کے گھر ٹھہرے وہ شامول کی اولاد میں تھے۔ شامول سرداران چارسو عالموں کا تھا۔ جو مصاحب تبع حمیری بادشاہ یمن کے تھے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ بادشاہ موصوف کا گذر زمین پاک مدینہ پہ اس زمانہ میں ہوا کہ ہنوز آباد نہ تھا۔ وہاں ایک چشمہ جاری تھا۔ ان عالموں کو معلوم ہوا کہ یہ جگہ ہجرت گاہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی۔ وہیں لوگ رہ گئے اور بستی آباد کی۔ انصار ان کی اولاد میں ہیں بادشاہ نے یہ حال دریافت کر کے چاہا۔ کہ خود بھی وہاں رہ جاوے مگر بسبب بکھیڑے سلطنت کے رہ نہ سکا۔ ان لوگوں کو رہنے دیا اور ایک ایمان نامہ بنام حضرت رسول اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم لکھ

کے شاموں کو دیا۔ کہ تم اپنی اولاد کو وصیت کیجیو کہ جو ان میں سے جناب پیغمبر آخرالزمان کو پاوے میرا سلام اور اور یہ نامہ پہنچا دے۔ حضرت ابوبؓ کے گھر میں وہ نامہ چلا آتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دیا۔ حضرت ابوایوبؓ سے شاموں تک اکیسویں پشت تھی۔ اور جس گھر میں آپ ٹھہرے یہ گھر بھی اسی بادشاہ نے بنوایا تھا کہ جب آپ تشریف لاویں گے وہاں ٹھہریں۔ آپ تلے کے مکان میں ٹھہرے ابوایوب کے اطفال وعیال بالاخانہ پر رہے پھر ابوایوب اور ان کی زوجہ ام ایوب کو خیال ہوا کہ یہ بات بے ادبی کی ہے۔ اور رات بھر اسی خیال سے نہ سوئے صبح اصرار کرکے آپ کو بالاخانہ پر مقیم کیا اور خود تلے رہے۔

حال:۔ جس زمین پر اونٹنی بیٹھی تھی وہ دو یتیموں کی تھی۔ کہ اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ دس دینار کو ابوبکر رضی اللہ تعالے کے مال سے وہ زمین آپ نے خریدی۔ حجرات شریفہ اور مسجد شریف اسی زمین میں بنائی۔ کتب حدیث میں وارد ہے۔ کہ مسجد شریف کی تعمیر میں آپ نے ایک پتھر رکھ کر فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، کہ تم ایک پتھر اس پتھر سے ملا کر رکھو اور حضرت عمرؓ سے متصل پتھر حضرت ابوبکرؓ کے اور حضرت عثمانؓ سے پتھر حضرت عمرؓ کے پتھر رکھوا کر فرمایا ھٰؤلاءِ الخلفاءُ من بعدی یہ لوگ خلیفہ ہوں گے میرے بعد سو مطابق اس پیشگوئی کے واقع ہوا اور آپ ساتھ اصحاب کے تعمیر مسجد کے کام میں برابر شریک رہتے تھے۔

بیان اسلام عبداللہ بن سلام کہ یہود میں بہت بڑے عالم تھے

بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں عبداللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود میں تھے۔ آپ کی ملاقات کے لئے آئے۔ اور آپ سے سوال کیا کہ پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی اور پہلی غذا اہل جنت کی کیا ہوگی اور لڑکا کس سبب سے ماں کی جانب مشابہت پیدا کرتا ہے۔ اور کس سبب سے باپ کی جانب۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی نشانی قیامت کی ایک آگ ہوگی۔ کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کو ہانکے گی اور پہلی غذا اہل جنت کی جگر گوشہ مچھلی کا ہوگا کہ اس کے کباب بہشتیوں کو کھلائے جاویں گے۔ اور جب نطفہ ماں کا غالب ہوتا ہے مشابہت لڑکا ماں کی جانب رکھتا ہے۔ یعنی ماں یا قرابتی جانب ماں کے مثل ماموں یا خالہ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور جو نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے لڑکا مشابہ باپ یا اس کے اقارب کے ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے سوالوں کا جواب سن کے کہا کہ کتب سابقہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ایمان لائے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ یہود بڑے جھوٹے اور مفتری ہیں۔ اگر میرے اسلام پر مطلع ہوں گے۔ مجھے بہا

کہیں گے چھپ کے بیٹھتا ہوں آپ قبل اطلاع میرے اسلام کے میرا حال ان سے پوچھیں اور پھر وہ الگ چھپ کے جا بیٹھے۔ اور یہود حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے۔ انہوں نے کہا خیرنا وابن خیرنا وسیدنا وابن سیدنا آپ نے فرمایا۔ کہ وہ جو مسلمان ہوئے انہوں نے کہا کہ خدا کی پناہ ایسی بات کبھی نہ ہوگی پھر آپ نے عبداللہ بن سلام کو بلایا انہوں نے نکل کے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰه تب یہود بہت ناخوش ہوئے اور کہنے لگے کہ شرّنا وابنُ شرِّنا کہ ہم سے بُرا اور بد کا بیٹا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ مجھے اسی بات کا خوف تھا۔

بیان اسلام سلمان فارسیؓ

سلمان فارسی کہ اصل میں مجوسیان فارس میں سے تھے اور بہت عمران کی ہوئی۔ اور دین مجوسی کو چھوڑ کہ دین نصاریٰ انہوں نے اختیار کیا تھا۔ اور زبانی علمائے یہود اور نصاریٰ کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ میں آرہے تھے سنی کئی جگہ بکے تھے۔ ان دنوں ایک یہودی کے غلام تھے۔ حضور میں حاضر ہوئے اور کوئی چیز پیش کی اور کہا کہ یہ صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا۔ مجھ پر حرام ہے۔ پھر دوسرے دن آئے اور کچھ چیز پیش کر کے کہا کہ یہ ہدیہ ہے۔ آپ نے لے لی۔ اور ایک دن جا کے پشت شریف پر مہر نبوت بھی دیکھی اور فوراً مسلمان ہو گئے۔ کہ انہوں نے منجملہ علامات نبی آخر الزمان یہ بات معلوم کی تھی کہ وہ صدقہ نہ کھاویں گے۔ ہدیہ قبول کریں گے اور ان کی پشت پر مہر نبوت ہوگی۔ پھر آپؐ نے حضرت سلمانؓ سے کہا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انہوں نے مالک سے اپنی آزادی کے لئے مکاتبت کہا۔ اس نے چالیس[له] اوقیہ سونے پر مکاتب کیا۔ اور شرط کی کہ تین سو درخت چھوہارے کے لگاویں۔ اور جب وہ چھوہارے بار آور ہوں۔ تب آزاد ہوں آپ نے دست مبارک سے چھوہارے کے درخت لگائے وہ سب اسی سال میں بار آور ہوئے۔ ایک درخت فقط حضرت عمرؓ نے لگایا تھا وہ بار آور نہ ہوا۔ آپ نے اسے اکھیڑ کر اپنے ہاتھ سے لگایا وہ بھی بار آور ہوا۔ اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت میں آیا۔ آپ نے سلمان کو دیا۔ اور فرمایا کہ اسے دے کے آزاد ہو جاؤ۔ سلمانؓ نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ چاہئیں۔ یہ کیا کفایت کرے گا۔ آپ نے زبان مبارک اس سونے پر پھیر دی۔ اور دعائے برکت کی سلمان کہتے ہیں میں نے جو اسے تولا۔ تو چالیس

[له] اوقیہ عربی میں وزن سات مثقال کو کہتے ہیں چنانچہ قاموس میں ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ پس سات مثقال کے ساڑھے اکتیس ماشے ہوئے یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چالیس اوقیہ سونا ۱۰۵ تولہ ہوتا ہے اور ہندوستان کی مروج تول ڈیڑھ سیر کے قریب ہے۔

اوقیہ تھا۔ نہ کم نہ زیادہ۔ اور سلمانؓ اداکر کے آزاد ہو گئے۔ اور حضور اقدس کی خدمت میں حاضر رہے۔

حال:۔ مدینہ کے باہر دو طرف محلہ تھے یہود کے ایک بنی قریظہ دوسرے بنی نضیر کا ان میں سے لوگ بھی آپ کی ملاقات کو اور حال دریافت کرنے کو آئے۔ حیّی بن اخطب یہود میں ایک سردار تھا۔ اس کی بیٹی صفیہ ہے کہ وہ بعد فتح خیبر کے ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ روایت ہے کہ باپ اور چچا میرا بوقت آنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدینہ میں آپ کی ملاقات کو گئے۔ جب پھر کے آئے اس طرح لیٹ گئے جیسے کوئی بہت تھکا ہوتا ہے۔ اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ وہی پیغمبر ہیں۔ جن کا ذکر توریت وغیرہ کتب سابقہ میں ہے۔ انہوں نے کہا واللہ یہ وہی ہیں۔ پوچھا کہ تیرا کیا ارادہ ہے کہا کہ جب تک نتھنوں میں دم ہے مخالفت میں کوتاہی نہ کروں گا۔ سبحان اللہ کیا قدرت ہے خدا کی سب علمائے یہود و نصاریٰ کو آپ کی پیغمبری کا یقین تھا۔ لیکن بھتروں کو بسبب شامت حسد کے اور تکبر اور حب جاہ کے کہ بنی اسمٰعیل میں اور ناخواندوں میں پیغمبر کیوں ہوئے۔ اگر ہم ان پر ایمان لاویں ہماری شیخی جاتی رہے گی۔ ایمان نہ لائے۔ اور جن کی قسمت میں سعادت ابدی تھی۔ جیسے عبداللہ بن سلام ایمان لائے۔ اور نصاریٰ میں سے کئی نامی بادشاہ ایمان لائے۔ جیسے نجاشی بادشاہ حبشہ اور کیدر بادشاہ دومتہ الجندل۔

حال:۔ مدینہ طیبہ میں بیر رومہ[1] کا پانی بہت شیریں تھا۔ اور کنوئیں کا پانی بہت کھاری تھا۔ اور بیر رومہ کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے کہ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خرید کے ڈول مسلمانوں کے اس جاری کر دے۔ اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کو اپنے خالص مال سے خریدا اور وقف کر دیا۔ اور تدبیر خریدنے کی یہ کی۔ کہ پہلے نصف بارہ ہزار درہم کو خرید لیا اور وقف کر دیا۔ سو جس دن باری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوتی یہ مفت پانی دیتے اور دوسرا اپنی باری کے دن بیچتا۔ لوگوں نے اس کی باری کے دن پانی بھرنا موقوف کر دیا۔ حضرت عثمان کی باری میں سب بقدر حاجت پانی بھر لیتے ناچار ہو کے اس نے اپنا حصہ بھی حضرت عثمان کے ہاتھ بیچ ڈالا اور حضرت عثمانؓ حسب وعدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستحق جنت ہوئے۔

---

[1] بفتح رائے حملہ و سکون واؤ و رائے آخرہا مدینہ میں ایک کنواں ہے ۔۱۲

فصل تیسری غزوہ بدر کے بیان میں

بعد ہجرت کے جہاد کا حکم نازل ہوا۔ آپ نے قتال کفار سے شروع کیا اور ان کے قتل و غارت کے لیے سپاہ بھیجنے لگے۔ جس جہاد میں کہ آپ بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ اس کو اہل سیر غزوہ کہتے ہیں اور جو لشکر آپ نے بھیج دیا۔ اور آپ تشریف فرمانہ ہوئے۔ اس کو سریہ[1] کہتے ہیں۔ بتفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے۔ مشہور غزوات کا حال لکھا جاتا ہے۔ اشرف و عمدہ ترین غزوات سے غزوہ بدر ہے۔ کہ باعث ترقی عظیم اسلام کا ہوا۔ شرح غزوہ بدر کی یہ ہے کہ حضور اقدس میں خبر پہنچی کہ ابو سفیان معہ قافلہ تجارت شام سے معاودت کیا چاہتا ہے۔ آپ بنفس نفیس مع جماعت مہاجرین انصار کے تین سو تیرہ (۳۱۳) تھے۔ بقصد اس قافلہ کے نکلے۔ ابو سفیان نے خبر پا کے ضمضم[2] غفاری کو سفیر کر کے مکہ کو بھیجا اور ابو جہل وغیرہ سرداران قریش کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر قافلہ کی خیر چاہیں مدد کے لیے آویں۔ اور قافلہ کو بچا لے جاویں۔ یہ خبر سنکر ابو جہل بہت طیش میں آیا۔ اور لشکر مع سامان جنگ اس نے جمع کیا۔ سواران اسپ اور شتر اور پیادے کر وفر تمام سے روانہ ہوا۔ اور جمیع قبائل قریش میں سے اعیان و اشراف حتیٰ کہ عباس بن عبد المطلب بنی ہاشم میں سے کہ ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے بہ حمیت برادری ساتھ ہوئے اگرچہ ابو سفیان نے قافلہ کو دوسری راہ سے نکال کر آدمی مکہ کو بھیج کر ابو جہل وغیرہ کو کہلا بھیجا تھا کہ اب حاجت مدد لانے کی نہیں لیکن اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا۔ کہ سرداران کفار کو فی النار کرے اور شوکت اسلام علیٰ وجہ الکمال ظاہر کرے لہذا ابو جہل لعین نے لشکر لے جانے پر اصرار کیا۔ اور کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شورش کی ہے۔ اس شورش کو بالکل دفع کرنا ضروری ہے۔ اور ابو سفیان کہ بہت اصرار کفر پر ان دنوں رکھتا تھا باآنکہ خود ممانعت کہلا بھیجی تھی مکہ میں قافلہ کو پہنچا کے خود جھپٹ کے شریک ابو جہل واسطے حاصل کرنے عار شکست و نکبت کے ہوا۔ اور چند زخم لڑائی میں کھائے اور اللہ جل جلالہ نے وحی بھیجی کہ خدائے تعالیٰ تم کو ظفر دے گا۔ قافلہ پر یا لشکر پر اور آپ کے اصحاب لشکر والوں کا یہ جی چاہتا تھا۔ کہ قافلہ سے مقابلہ ہو۔ اس لیے کہ لشکر جماعت کثیرہ با سامان و سلاح تھا اور مسلمان بے سامان تھے۔ اور قافلہ جماعت قلیلہ بے سلاح تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کاملہ دکھانی

---

[1] سریہ بفتح سین و تخفیف رائے ۱۲ [2] ضمضم بدو ضاد معجمہ بروزن جعفر نام ایک شخص کا ہے۔ اور غفاری بکسر غین معجمہ وفتح رائے مہملہ نسبت ہے طرف غفار کے کہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ حضرت ابوذر غفاری اسی قبیلہ کے تھے۔ ۱۲

اور اسلام کی نصرت عظیمہ کرنی منظور تھی۔ لہذا قافلہ نکل گیا۔ لشکر ہی سے مقابلہ کی ٹھہری لشکر کفار مسلمانوں کے لشکر سے سہ چند تھا۔ بلکہ زیادہ۔ مسلمان تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے اور کفار ایک ہزار۔ لیکن کفار کو مسلمان دونے نظر پڑے اور مسلمانوں کا رعب کافروں کے دلوں میں سما گیا۔

حال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر میں پہنچے۔ آپ نے اصحاب کو ہر کافر کی جائے قتل کا نشان دیا تھا۔ کہ یہاں فلاں مارا جائے گا۔ اور یہاں فلاں حضرت عمر رضہ راوی حدیث کہتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی کسی نے ان میں سے ایک بالشت بھی تجاوز نہیں کیا۔

حال:۔ آپ نے لشکر بے سامان دیکھ کر دعا فرمائی الٰہی یہ ننگے ہیں انہیں کپڑے دے الٰہی یہ بھوکے ہیں انہیں کھانا دے الٰہی! یہ پیادے ہیں انہیں سواری دے۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ کوئی ہم میں سے بعد فتح کے ایسا نہ رہا جس کے پاس سواری اور کپڑا اور نقد و جنس بوفور نہ ہو۔

حال:۔ قبل پہنچنے لشکر کفار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے بطور مشورہ کے لڑائی کے باب میں تذکرہ کیا۔ پہلے[لہ] حضرت ابوبکر رضہ پھر حضرت عمر رضہ نے باتیں مناسب عرض کیں۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ حضرت مقداد رضہ نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے حضرت موسٰے سے کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ یعنی جا کہ تو اور تیرا رب لڑے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم آپ کے ساتھ آگے پیچھے داہنے بائیں ہر طرف لڑیں گے۔ اور جہاں تک ہمیں لے جائیں گے۔ ساتھ جاویں گے۔ چنانچہ انصار نے بوقت بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ جو کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھ آئے گا اس سے لڑیں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کے لڑیں گے۔ آپ نے ایسی تقریر کی جس سے انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس معاہدہ کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر مدینے کے آپ کے شریک نہ ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہر چند ہمارا معاہدہ مدافعت کا بوقت چڑھ آنے دشمن کے مدینہ پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی برحق جانتے ہیں۔ اب ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہے آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں حکم دیں۔ تو ہم سمندر میں گھس جاویں اور کسی طرح دشمن سے لڑائی میں ہمیں عذر نہیں اور بوقت جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جاں نثاری سے راضی ہوں گے۔ صحابہ کی تقریرات جاں نثاری سن کے آپ بہت راضی ہوئے۔

حال:۔ کتب حدیث میں وارد ہے کہ بوقت مقابلہ لشکر کفار کو ملاحظہ فرما کر جناب رسول اللہ

[لہ] صحابہ کا تقریرات جاں نثاری کرنا بوقت گفتگو فرمانے آپ کے امر جنگ میں۔ ۱۲

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں گرے اور بکمال زاری اللہ جل جلالہ کی حضور میں عرض و معروض کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ نے کہا کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو بعد آج کے دن عبادت تیری موقوف ہو جائے گی۔ یعنی پردہ زمین پر ہم ہی لوگ تیری عبادت کرنے والے ہیں۔ اگر تیری مشیت مقتضی اس بات کی ہوگی کہ کفار غالب آویں اور ہم لوگ فنا ہو جاویں۔ تو تیری پرستش بالکل موقوف ہو جاوے گی۔ حضرت ابوبکر رضہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس کیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ فتح کا۔ اللہ تعالیٰ بیشک فتح دے گا۔ تب آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ آیت پڑھی سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ یعنی قریب ہے کہ بھاگ جائے گی یہ جماعت اور پشت پھیرے گی اور مطابق پیشگوئی آیت مذکورہ کے ہوا۔ ف بحسب ظاہر اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب خدائے تعالے نے آپ سے وعدہ فتح و ظفر کیا تھا۔ پھر آپ کے اتنے اضطراب اور تضرع و زاری کی کیا وجہ تھی۔ اور بھی بحسب ظاہر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا توکل قوی معلوم ہوتا ہے۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ غنی بے پروا جو چاہے سو کر ڈالے اور نظر حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی صفات پر کہ وعدہ وعید از قبیل صفات ہیں۔ پس مقام آپ ہی کا ارفع ہے۔ یعنی بہت بلند اور مقام عبدیت حضرات صوفیہ کے نزدیک سب مقامات سے اعلیٰ ہے۔

بیان علو مقام عبدیّت

قرآن مجید میں علو مقام عبدیت کی طرف اشارہ واضح ہے۔ اس واسطے کہ موقع کمال قرب و عظمت میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو بلفظ عبد ہی تعبیر کیا ہے۔ مثلاً بیان حال معراج میں سورۂ اسرائی میں فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا یعنی پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام یعنے مسجد کعبہ سے طرف مسجد اقصے یعنے بیت المقدس کے جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ تاکہ دکھاویں اسے ہم آیتیں۔ اور نشانیاں اپنی عظمت و قدرت کی یعنی آسمان پر لے جاویں۔ اور مقام عرش عظیم پر پہنچاویں اور سورہ نجم میں فرمایا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی یعنی پس وحی بھیجی اللہ تعالےٰ نے طرف بندے اپنے کے جو کچھ کہ وحی بھیجی۔ ظاہر ہے کہ مقام معراج سب مقامات سے اشرف و اعلےٰ ہے۔ ایسے مقام پر بلفظ عبد تعبیر کرنا صاف اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ مقام عبدیت سب مقاموں سے اعلیٰ ہے۔ اور سر اس میں یہ ہے کہ عبد کو ایسا علاقہ مولےٰ سے ہوتا ہے۔ کہ کسی کو کسی سے نہیں ہوتا۔ جان و مال عبد کا

سب مولیٰ کا ہوتا ہے۔ اور خود کسی تصرف کا مالک نہیں ہوتا مولیٰ ہی کا اس میں ہر طرح کا تصرف نافذ ہوتا ہے
یہ بات نہ پسر کو پدر سے حاصل ہے نہ نوکر کو آقا سے اور عبدیت مقتضے اس بات کی ہے کہ عبد ہر آن میں
مولیٰ سے خائف رہے۔ اور اپنا کچھ حق اس پر نہ سمجھے کیسا ہی تقرب رکھتا ہو۔ اور ہمیشہ اپنی احتیاجمندی
عاجزی ظاہر کرتا رہے۔ اور اس کی مہربانی اور وعدہ ہائے انعام پر غرّہ نہ ہو۔ اور اس کی عظمت اور جلال کو
بھول نہ جائے۔ سو دعا فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور کمال تضرع اور زاری کرنا متقاضی اس
مقام عبدیت سے تھا۔ کہ ارفع مقامات ہے اور یہی سر تھا درخواست نزول رحمت کاملہ کا صیغہائے
درود میں آپ پر حالانکہ یقیناً آپ پر رحمت کاملہ نازل تھی۔ اور ہمیشہ نازل رہے گی اور بھی دعا منگوانا
واسطے حصول مقام محمود کے کہ دعا بعد اذان میں ہے۔ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ
یعنی اور قائم کر ان کو مقام محمود میں جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، حالانکہ خدائے تعالےٰ نے صاف
وعدہ حصول مقام محمود کا آپ کے لئے فرمایا ہے عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
یعنی قریب ہے کہ قائم کرے گا۔ تجھے رب تیرا مقام محمود میں اور خود اس دعا میں بھی اس مقام کے
موعود ہونے کا ذکر ہے کہ دعا منگوانا اس کے لئے بمقتضائے عبدیت ہے۔

حال: جس جگہ لشکر اسلام جا کے رات کو مقیم ہوا وہاں زمین ریت کی تھی۔ اور پاؤں جمتے
نہ تھے۔ اور پانی نہ تھا۔ اور پیاس غالب ہوئی اور وضو کی حاجت تھی۔ اور رات کو بعضے اہل لشکر
کو احتلام ہو گیا۔ اس جہت سے لشکر اسلام کے لوگ پریشان خاطر تھے۔ آپ نے مینہ کے لئے دعا
فرمائی۔ خوب مینہ برسا کہ زمین جم کر سخت ہو گئی پاؤں ٹھہرنے لگے۔ اور لوگ نہا لئے۔ اور ظروف اپنے
پانی سے بھر لئے۔

حال۔ زمانہ سابق میں دستور تھا کہ پیشتر وقت میدان جنگ میں ایک ایک دو دو آدمی
طرفین سے نکل کر لڑتے تھے۔ سو سب سے پہلے عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ولید پسر عتبہ
کفار کی جانب سے میدان جنگ میں آئے۔ ان کے مقابلہ میں تین آدمی پہلے شجاعان انصار میں سے
نکلے۔ کفار نے کہا کہ ہم کو اپنے اخوان قریش سے مبارزت منظور ہے۔ تب حضرت علی رضؓ اور حضرت
حمزہ رضؓ اور عبیدہ رضؓ بن حارث ان کے مقابلہ میں گئے۔ حضرت علی رضؓ مقابل شیبہ ہوئے اور حضرت حمزہ رضؓ
مقابل عتبہ کے اور ان دونوں صاحبوں نے تو جاتے ہی اپنے مقابل کو مار لیا۔ اور عبیدہ نے اپنے
حریف کو کہ ولید تھا زخمی کیا۔ اور آپ بھی زخمی ہوئے۔ حضرت علی رضؓ نے اپنے حریف سے فارغ
ہو کر ولید کو بھی قتل کیا۔ اور تینوں صاحب مظفر و منصور لشکر اسلام میں پھر آئے۔ ف عقبہ

اور شیبہ کی سبقت کی وجہ یہ لکھی ہے کہ بوقت روانہ ہونے لشکر کے مکہ سے یہ دونوں ہمراہی سے بھی چرا تے تھے اور ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ لڑائی کے لئے جاویں اور سبب اس کا یہ تھا کہ ایک بار عداس ان کا غلام نصرانی جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر جب آپ طائف سے پھرے تھے۔ باغ میں مسلمان ہو گیا تھا۔ انہیں اس لڑائی میں جانے سے مانع تھا۔ اور کہتا تھا کہ ان سب لوگوں کو واسطے قتل کے خدا لئے جاتا ہے۔ اس لئے عتبہ اور شیبہ اس لڑائی میں شامل ہونے سے انکار کرتے تھے۔ حضرت کی باتیں اس لڑائی اور سفر سے کرتے تھے۔ ابوجہل نے انہیں تہمت نامردی کی لگائی اور ہر بار ایسے طعنہ دئے اسی سبب سے ان دونوں نے پیش قدمی کی۔

حال:۔ امیہ ابن خلف بھی اس لڑائی میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بعد ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ میں وارد ہوئے۔ اور امیہ سے ان کی دوستی تھی۔ اس کے گھر ٹھہرے امیہ کے ساتھ وہ طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے۔ کہ ابوجہل لعین وہاں آیا۔ اس نے چلا کے کہا امیہ سے کہ تم ان سے اخلاص و محبت کیوں کرتے ہو۔ ان لوگوں نے تو دین بدلنے والوں کو اپنے پاس جگہ دی ہے۔ حضرت سعد نے بطریق زجر کے کہا کہ اگر تم ہمارا یہاں کا آنا بند کرو گے تو ہم تمہیں روکیں گے ایسی جگہ سے کہ تمہیں بڑی مشکل پڑے گی۔ یعنے شام کے سفر سے کہ قریش واسطے تجارت کے وہاں براہ مدینہ جایا کرتے تھے۔ امیہ نے کہا چلا کے اس سے بات نہ کرو۔ کہ یہاں کا سردار ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ ابوجہل تیرا قاتل ہے یعنے باعث قتل۔ سو جب ابوجہل نے ترغیب و تحریص واسطے قتال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قصہ بدر میں شروع کی مقولہ حضرت سعدؓ کا امیہ کو یاد آیا اور ڈرا کہیں مطابق اس کے اس سفر میں ظہور میں نہ آوے۔ اور جانے میں اس نے عذر کیا حتیٰ کہ ابوجہل اس کے پاس سرمہ دانی لے گیا۔ اور کہا کہ تم مرد نہیں عورتوں کی طرح گھر میں سنگار کر کے بیٹھو اور بہت طعن و تشنیع کی باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اس کو ساتھ لے گیا۔ مگر ہر روز اس کا ارادہ سفر میں یہ رہا۔ کہ لشکر سے الگ ہو کے مکے کو پھر جاوے جورو نے اس کی بوقت سامان سفر اسے مقولہ حضرت سعدؓ کا یاد دلایا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میں دو تین دن میں پھر آؤں گا۔ لیکن اتفاق نہ ہوا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خبر دی تھی ظہور میں آئی۔

حال:۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے

کہا کہ میں نے بر وز بدر اپنی داہنی اور بائیں طرف دونوں جوانوں کو دیکھا۔ میں دل میں خوش نہ ہوا۔ کہ ناتجربہ کار ساتھ ہے۔ کچا ساتھ ہے۔ اتنے میں ایک نے ان میں سے مجھ سے پوچھا کہ اے چچا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا پہچانتا ہوں۔ تمہارا کیا مطلب ہے اس نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہتا ہے اگر میں اسے دیکھ پاؤں تو اس سے جدا نہ ہوں جب تک کہ ہم دونوں میں ایک نہ مر لیوے بعد اس کے دوسرے نے بھی اسی طرح پوچھا اور وہی بات بیان کی۔ وہ دونوں جوان انصاری تھے معاذ اور معوذ بیٹے عفراء کے عفراؔ ان کی ماں کا نام ہے۔ اس نسبت سے مشتہر ہوئے۔ حضرت عبدالرحمان کو انہوں نے چچا بسبب بڑا ہونے کے براہ تعظیم کہا۔ حقیقت میں ان کے بھتیجے نہ تھے۔ حضرت عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں ان کی باتیں سنکر خوش ہوا اتنے میں میں نے ابوجہل کو گھوڑا میدان میں کوداتے دیکھا۔ میں نے ان دونوں جوانوں سے کہا کہ یہ ہے وہ جسے تم پوچھتے ہو۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے نکال کے مانند باز کے جھپٹے اور ابوجہل سے بھڑ گئے۔ یہاں تک کہ اس کو گرادیا۔ حدیث میں وارد ہے کہ بعد فتح جب ان دونوں نے دعوے قتل ابوجہل کا کیا۔ آپ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کے فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا اور سلب ابوجہل کا معاذؔ کو دلایا۔ بعد ازیں معوذ پھر لڑائی کو گئے اور شہید ہوئے۔

ف۔ سلب بفتحتین کہتے ہیں۔ سلاح وغیرہ کے اسباب کو۔ جو مقتول کے پاس ہو۔ امام شافعی کے نزدیک سلب کا مستحق ہمیشہ قاتل ہی ہوتا ہے۔ اور غنیمت۔ کے ساتھ ملا کے سلب کی تقسیم نہیں ہوتی۔ اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جب امام لڑائی میں کہدے کہ جو جس کو مارے سلب اس کا پاوے۔ تب سلب قاتل ہی کا ہوتا ہے۔ ورنہ مثل غنیمت کے تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور جنگ بدر میں آپ نے یہ بات فرمائی تھی۔ اور اکثر لڑائیوں میں فرمادیا کرتے تھے۔

حال:۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا۔ پہلے ایک ہزار پھر تین ہزار بعد ازاں پانچہزار۔ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ بعضوں نے لشکر فرشتوں کا پہاڑ پر سے دیکھا مشکوٰۃ شریف

ؔ یہ جو جناب استاد نے فرمایا کہ قاتل ابوجہل کے معاذ اور معوذ تھے۔ مدارج سے نقل فرمایا ہے اور صحیح یہ ہے کہ معوذ شریک قتل نہ تھا بلکہ اس کے قاتل دونوں معلوب تھے ایک معاذ بن عمرو دوسرا معاذ بن حارث ماں ان دونوں کی ایک ہی تھی جس کا نام عفراؔ تھا اور معوذ بھی اسی عفراؔ کا بیٹا اور معاذ حارث کا بھائی ہے مگر شریک قتل نہیں۔ مشکوٰۃ میں صحیحین کی حدیث متفق علیہ یوں ہے ؎ الرجان معاذ بن عمرو بن الجموح ومعاذ بن عفراء اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یوں ہے وہما اخوان امہما واحد ابوہما مختلف اور مشکوٰۃ میں اصحاب بدر کے شمار میں بھی صاحب مرقاۃ نے شرح میں لکھا ہے کہ شریک قتل ابوجہل ایک تو معاذ بن عمر ہے دوسرا معاذ بن حارث برادر حقیقی معوذ بن عفراؔ کا۔ ۱۲۔

میں روایت ہے کہ ایک صحابی ایک کافر کے پیچھے بقصد قتل جاتے تھے۔ انہوں نے آواز سنی اُقدام یا حیزوم بڑھ اے حیزوم۔ اور ایک کوڑا مارنے کی آواز سنی۔ اس کافر کو اپنے آگے مرا پایا۔ ناک اس کی پھٹ گئی تھی۔ کوڑے کے اثر سے وہ جگہ نیلی ہوگئی۔ حضور اقدس میں اس بات کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ مدد آسمان سوم کا تھا۔ اور حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے۔ حضرت عباس کو جس شخص نے اسیر کیا تھا وہ بہت کمزور تھا ہر گز طاقت مقاومت حضرت عباس کی نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے کہ تو نے عباس کو کیسے اسیر کیا۔ اس نے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کر کے انہیں اسیر کر دیا اور اس شخص کو نہ میں نے پہلے دیکھا تھا۔ نہ پھر دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا۔ اور اکثر صحابہ رضؓ نے دیکھا کہ کفار کے سران کے آگے گرتے تھے۔ اور سر کاٹنے والا نظر نہیں آتا تھا۔

معجزہ

حال۔ عین گرمی ہنگامہ جنگ میں آپ نے ایک مٹھی خاک اور کنکریوں کی لے کے کافروں کی طرف پھینک ماری اور فرمایا شاھت الوجوہ یعنے برے ہوئے یہ منہ خاک اور کنکریاں کافروں کے منہ میں جا لگیں اور اس کے وہاں پہنچتے ہی تیزی کفار کی کند ہوگئی۔ اور ذرا دیر نہ گذری تھی کہ وہ بھاگ گئے۔ ایسی تاثیر نمایاں جو پھینک مارنے مشت خاک اور کنکریوں میں ہوئی۔ اس کے حال میں اللہ جل جلالہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنی نہیں پھینک مارا تم نے جس وقت کہ پھینک مارا۔ لیکن اللہ نے پھینک مارا۔ یعنے ایسی تاثیر قوی کہ ایک مشت خاک اور کنکریوں نے لشکر جرار کا منہ پھیر دیا۔ طاقت بشری سے باہر ہے۔ لہذا یہ تاثیر تمہاری قوت سے کہ بشری ہے نہیں ہوئی۔ بلکہ قدرت و قوت ایزدی سے ہوئی کہ اس نے تمہارے ہاتھ پہ ظہور پکڑا۔ بالجملہ شکست عظیم نصیب کافروں کے ہوئی۔ ستر آدمی کہ بڑے بڑے سردار مثل ابوجہل کے تھے قتل ہوئے اور ستر اسیر ہوئے۔

حال بعد فتح ابوجہل کے حال کی آپ نے تفتیش فرمائی۔ تب تک حال اس کے مقتول ہونے کا آپ کو معلوم نہ ہوا تھا۔ آپ نے عبد اللہ بن مسعود کو اس کا حال دریافت کرنے کو بھیجا۔ انہوں نے میدان جنگ میں جا کے دیکھا کہ وہ لعین پڑا تھا۔ اور ایک رمق اس میں جان باقی تھی۔ حضرت ابن مسعود اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اس کافر نے انہیں دیکھ کر کہا۔ کہ اے بکری چرانے والے بہت اونچی جگہ تو بیٹھا ہے پھر اس نے کہا کہ میرا حال تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی۔ حضرت ابن مسعود رضؓ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کو شکست دی اور ذلیل و خوار کیا۔ بعد ازیں ابن مسعود نے ارادہ اس کے سر کاٹنے کا کیا۔ اس لعین نے کہا کہ میرا سر کندھوں کے اتصال سے کاٹو تاکہ

سروں میں جو رکھا جاوے بڑا معلوم ہو۔ اور لوگ جانیں کہ سردار کا سر ہے۔ ابن مسعود نے اس لعین کا سر کاٹ لیا۔ اور حضور میں آ کے ڈال دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر بجالائے اور آپ نے فرمایا کہ یہ فرعون امت کا تھا۔ اور ابن مسعود کو آپ نے تلوار ابو جہل کی عنایت فرمائی۔ ف۔ جس طرح کہ نبی اس امت کے بلند رتبہ تھے بہ نسبت حضرت موسیٰ کے فرعون بھی آپ کی امت کا شقاوت میں بلند رتبہ تھا بہ نسبت فرعون حضرت موسیٰؑ کے فرعون نے مرتے وقت کلمہ اسلام و ایمان کہا۔ گو قبول نہیں ہوا۔ اور اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کے کہے۔

حال۔ بروز بدر بعد فتح کے امیہ بن خلف کو جو سرداران قریش میں تھا اور پہلے وہی حضرت بلال کا مالک تھا جو واسطے ترک دین اسلام کے تکلیف دیتا تھا عبدالرحمان بن عوفؓ نے بسبب دوستی سابق کے اس کو اور علے اس کے بیٹے کو ساتھ لے لیا۔ دو زرہیں جو انہیں اس لڑائی میں ملی تھیں دونوں ہاتھ میں لئے تھے۔ امیہ نے کہا تم ان زرہوں کو ڈال دو ہمیں بچالو۔ تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے وہ زرہیں ڈال دیں اور ایک ہاتھ سے امیہ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے علی بن امیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں کو ساتھ لئے چلے جاتے تھے کہ حضرت بلال نے دیکھا۔ وہ چلائے کہ اے مسلمانوں یہ دشمن خدا ہے۔ امیہ بن خلف۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بچ جاوے مسلمانوں نے جھپٹ کے اسے اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضہ کہا کرتے تھے۔ خدا رحمت کرے بلالؓ کو میری زرہیں انھوں نے کھودیں اور میرے اسیروں کو قتل کروایا۔

حال:۔ بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دھڑ کفار مقتولین چاہ بدر میں ڈلوا دیئے۔ بعد ازیں متصل اس کنوئیں کے آپؐ نے کھڑے ہو کے ایک ایک کا نام لے کے پکارا اور فرمایا ہم نے تو جو خدائے تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا ٹھیک پایا۔ تم نے بھی جو کچھ خدائے تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا پایا؟ حضرت عمر نے عرض کیا کہ آپ ایسے جسموں سے کلام کرتے ہیں۔ جن میں روح نہیں آپ نے فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

حال بعد فتح کے آپ رونق افروز مدینہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کو آپ نے واسطے تیمارداری حضرت رقیہ صاحبزادی۔ کے کہ منکوحہ عثمان کی تھیں اور بیمار تھیں مدینہ میں چھوڑ گئے تھے اور آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں ثواب کامل حاضر ہونے اس غزوے کا ملے گا۔ لہٰذا حضرت عثمانؓ اصحاب بدر میں محسوب ہوئے اور ایک حصہ پورا غنیمت بدر کا آپ نے حضرت عثمانؓ کو دیا۔ جب آپ مدینہ میں پہنچے اس سے ایک دن پہلے بی بی

ف وفات بی بی رقیہ بنت رسول اللہ کی نکاح میں حضرت عثمانؓ کے آنا بی بی ام کلثوم کا۔

رقیہ کا انتقال ہُوا۔ لوگ ان کی تجہیز و تکفین کرکے دفن میں مشغول تھے۔ کہ زید بن حارث نے مدینہ میں پہنچ کے بشارت فتح بدر کی پہنچائی۔ اور آپ نے بعد ازیں ام کلثوم صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا اسی سبب سے حضرت عثمان ذو النورین کہلاتے ہیں قسطلانی[1] نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ یہ شرف کسی پیغمبر کی دو بیٹیاں ایک امتی کے نکاح میں آئی ہوں سوائے حضرت عثمانؓ کے امم ماضیہ میں بھی کسی کو حاصل نہیں ہُوا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمانؓ سے اتنے راضی تھے کہ آپ نے بعد وفات ام کلثوم کے فرمایا کہ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمانؓ سے نکاح کر دیتا۔

حال:۔ ستر آدمی جو اسیر ہو آئے تھے ان میں حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ عباس بکراہت لشکر کفار کے ساتھ آئے ہیں جو کوئی انہیں پاوے قتل نہ کرے۔ سو فرشتوں نے بھی اس حکم کو مانا۔ کہ انہیں اسیر کرا دیا۔ قتل نہ کیا۔ جیسا کہ اوپر گذرا حضرت عباس اس وقت تک اگرچہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ لیکن بسبب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کے خیر خواہ تھے۔ سب اسیروں کے ہاتھ بندھے تھے۔ حضرت عباس کے ہاتھ بہت سخت بندھے تھے۔ رات کو وہ کراہتے تھے۔ آپ ان کی آواز سن کے بیقرار ہوئے حتیٰ کہ آپ کو نیند نہ آئی۔ ایک صحابی نے یہ حال دریافت کر کے حضرت عباس کے ہاتھ کے بند کو ڈھیلا کر دیا۔ وہ خاموش ہوئے۔

حال۔ اسیران بدر کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے مشورہ کیا حضرت عمرؓ نے کہا یہ لوگ آئمتہ الکفر ہیں یعنی کافروں کے سردار ہیں سب کو قتل کیجئے کہ ہیبت اسلام کی خوب ظاہر ہو۔ اور جن کے اقارب اہل اسلام میں ہیں ان کو انہی کے اقارب کو واسطے قتل کے دیجئے۔ عقیل کو ان کے بھائی علی کو دیجئے اور عباس کو ان کے بھائی حمزہ کو دیجئے۔ اور میرے فلانے قریبی کو مجھے دیجئے کہ ہم سب قتل کریں۔ اور تحقیق ہو جاوے کہ محبت خدا اور رسول کی ہم پر اقارب کی محبت سے غالب ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ یہ لوگ فدیہ لے کے چھوڑ دیئے جاویں۔ شاید کہ یہ لوگ آئندہ مسلمان ہو جاویں۔ اور اب مسلمانوں کی بسبب مال فدیہ کے تقویت ہو گی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دل آدمیوں کے اللہ تعالےٰ نے بعضے نرم بنائے ہیں۔ اور بعضے سخت اور مثال عمرؓ کی انبیا میں سے نوح اور موسیٰ ہیں کہ نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۱۰۔ اے پروردگار میرے مت چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر بنانے والے

[1] بیان اس بات کا کہ پیغمبر کی دو بیٹیوں کا نکاح میں آنا ایسا شرف ہے کہ سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی کو حاصل نہیں ہُوا

اور موسٰے علیہ السلام نے دعا مانگی ربنا اطمس علیٰ اموالھم واشدد علیٰ قلوبھم فلا یؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم ۔ یعنے اے رب ہمارے مٹا دے ان کے مالوں کو اور سخت کر ان کے دلوں کو کہ وہ ایمان نہ لاویں جب تک نہ دیکھیں عذاب دردناک کو اور مثال ابوبکرؓ کی انبیاء سے ابراہیم علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام میں کی آنحضرت ابراہیمؑ نے فرمایا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ۔ یعنی جو میرا تابع ہو وہ مجھ سے ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا بیشک تو بڑا گناہ بخشنے والا ہے۔ بڑا مہربان ہے اور حضرت عیسٰے کا مقولہ اپنی امت کے حق میں یہ ہے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم ۔ یعنی اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔ چونکہ آپ کے مزاج میں بہت علم تھا آپ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ کو رائے ابوبکر صدیقؓ کی پسند آئی اور آپ نے جزیہ لے کے اسیروں کو چھوڑ دیا۔ اس پر عتاب الٰہی نازل ہوا اور یہ آیت آئی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ۔ یعنے اگر نہ ہوتا ایک حکم لکھا ہوا۔ خدائے تعالےٰ کی جانب سے کہ پہلے ہو چکا بیشک پہنچتا تمہیں اس میں جو لیا تم نے عذاب بڑا یعنے خدائے تعالےٰ نے پہلے سے یہ حکم لکھا ہے کہ خطائے اجتہادی میں مواخذہ نہیں ہوتا اور حکم فدیہ لینے کا تم نے باجتہاد دیا کہ اس میں خطا ہوئی لہٰذا تم سے مواخذہ نہ ہوا۔ اور آپ بعد نزول اس آیت کے رونے لگے اور آپ نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمرؓ اور سعد بن معاذ کے ان کی بھی رائے مثل حضرت عمرؓ کے تھی کوئی نہ بچتا۔ ف۔ اس مقام پر علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ انبیائے کرام حکم باجتہاد بھی دیتے ہیں اور اس میں خطا بھی ہوتی ہے لیکن خدائے تعالیٰ انبیاء کو خطا پر قائم نہیں رکھتا۔ فوراً اس پر مطلع کر دیتا ہے ف اگرچہ اس وقت اس حکم پر عتاب ہوا اس واسطے کہ اس زمانہ میں واسطے جمانے رعب اور ہیبت کے حکم قتل مناسب تھا۔ لیکن بعد ازیں اس شریعت میں حکم فدیہ لینے کا آ گیا اور آیت مذکورۃ الصدر سے پہلے خدائے تعالیٰ نے ارشاد بھی فرمایا ہے۔ کہ جب تک نبی خوب خونریزی کفار کی نہ کر لے۔ تب تک اسیروں سے فدیہ نہ لینا چاہیئے۔ اس میں بھی معلوم ہوا کہ بعد خونریزی کفار اور راسخ ہو جانے ہیبت و رعب اسلام کے فدیہ لینا مناسب ہے۔

حال حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فدیہ میں اپنی بے مائگی کا عذر کیا۔ اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شرم کی بات ہے۔ کہ تمہارا چچا قریش میں مال فدیہ کے لئے ہاتھ پھیلاوے آپ نے فرمایا کہ بوقت پیش آنے اس سفر کے تم جو سونا ام الفضل اپنی زوجہ کے پاس رکھ آئے ہو

وہ کیا ہوا۔ حضرت عباس نے کہا بیشک تم نبی برحق ہو۔ اس سونے کی کسی کو خبر نہیں۔ بے شک خدا نے تمہیں اس کی خبر دی اور اسی وقت حضرت عباس ایمان لائے۔ لیکن رہنا حضرت عباس کا مکہ میں بمصلحت تھا۔ اس لئے حضرت نے وہیں ان کو پھر جانے کی اجازت فرمائی۔

حال:۔ منجملہ اسیران بدر حضرت ابوالعاص داماد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے کہ بی بی زینب ایک دختر آپ کی ان کے نکاح میں تھیں ان کے فدیہ میں بی بی زینب نے کچھ زیور بھیجا۔ اس میں ایک حمائل تھی۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہ کی انہوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں دی تھی۔ آپ کو وہ حمائل دیکھ کے خدیجہ رضی اللہ عنہ کو یاد کرکے رقت آئی اور اصحاب سے کہا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو یہ زیور واپس کیا جائے۔ اصحاب نے یہ بات بدل وجان قبول کی۔ آپ نے ابوالعاص سے یہ وعدہ کیا کہ مکہ پہنچتے ہی حضرت بی بی زینب کو مدینہ میں پہنچادیں اور انہیں رخصت کیا۔

فضیلت اصحاب اہل بدر

جمیع حاضرین بدر کا بہت بڑا رتبہ ہے اور باقی صحابہ سے افضل ہیں۔ اور سب جنتی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین اہل بدر کی بہت توقیر کرتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ جس طرح تمہارے اصحاب میں اہل بدر عالی رتبہ ہیں نسبت باقی اصحاب اسی طرح ہے کہ جو ملائکہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں۔ بہ نسبت اور ملائکہ کے نکتہ۔ اہل بدر کی وجہ فضیلت یہی ہے کہ ان سے تائید دین متین کی ہوئی۔ ایسے موقع پر کہ بیخ دین کی قائم ہوگئی بہمراہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اس سے معلوم ہوا کہ تائید دین متین افضل عبادت ہے۔

فصل چوتھی نکاح حضرت بی بی فاطمہ رض کے بیان میں

منجملہ احوال ستہ ہجرت کے نکاح حضرت فاطمہ رض زہرا رضی اللہ عنہا کا ہے ساتھ حضرت علی رض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹیوں میں حضرت فاطمہ رض کو بہت چاہتے تھے۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک بھی وہ زیادہ مقبول ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ بہشت کی سب عورتوں کی سردار ہیں۔ جب وہ جوان ہوئیں حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض نے بھی ان کے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا وہ چھوٹی

ہے۔ اور حضرت عثمان رضؓ بسبب ہونے ایک بہن حضرت فاطمہ رضؓ کی ان کے نکاح کی درخواست نہیں کر
سکتے تھے اور حضرت علی رضؓ کو بسبب بے مقدوری کے جرأت اس درخواست کی نہ تھی۔ حضرت ابوبکر رضؓ
صدیق رضؓ نے حضرت علی سے واسطے درخواست کے کہا انہوں نے اپنی بے مقدوری کا عذر کیا اور
یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری درخواست منظور فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ حضرت ابوبکر
صدیق رضؓ نے فرمایا کہ تمہاری درخواست منظور ہوگی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
قرائن مزاج سے یہ بات انہوں نے پائی ہوگی۔ حضرت علی رضؓ واسطے درخواست نکاح بی بی فاطمہ رضؓ کے
حضورؐ اقدس میں گئے۔ اور حضرت فاطمہ کی درخواست گاہی کی آپ نے مرحبا کہا اور خوش ہوئے۔
بعدازیں حکم اللہ تعالے کا پہنچا کہ نکاح فاطمہ کا علی رضؓ سے کر دو۔ آپ نے حضرت علی کی درخواست پذیر
فرمائی اور حضرت علی رضؓ نے کہا کہ مہر کے قابل میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا تمہارے پاس
کیا کیا اسباب ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک زرہ اور ایک گھوڑا ہے آپ نے زرہ کے بیچنے
کا حکم دیا اور گھوڑے کے لئے ارشاد کیا کہ تمہیں جہاد کی ضرورت ہے۔ اسے مت جدا کرو زرہ
حضرت عثمان رضؓ نے چار سو اسّی درہم کو خرید لی اور زرہ قیمت ادا کر کے وہ بھی حضرت علی کو پھیر دی کہ
اسے آپ رکھئے۔ حضرت علی رضؓ سب درہم زرہ کی قیمت حضور میں لائے۔ آپ نے ایک مٹھی
حضرت بلال رضی اللہ کو دی اور کہا ان درہموں کی خوشبو فاطمہ رضؓ کے لئے لے آؤ۔ اور باقی آپ نے حضرت
سلمہ رضؓ کو دیکر فرمایا کہ اس سے جہیز یعنے خانہ داری کا سامان بی بی فاطمہ رضؓ کا کر دو ایک پلنگ دو نہالی
کتان کی دو چادر بروکی اور ایک تکیہ اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک مشک پانی بھرنے کی
اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزیں اس قسم کی تیار ہوئیں۔ پھر آپ نے شرفا و اعیان مہاجرین و
انصار کو ایک دن جمع کر کے خطبہ پڑھ کر نکاح حضرت فاطمہ رضؓ کا ساتھ حضرت علی کے کر دیا اور مہر
چار سو دینار چاندی کے باندھے جو حساب سے ڈیڑھ سو تولہ ہوتے ہیں اور نکاح سے پہلے خود حضور
نے حضرت بی بی فاطمہ سے استیذان کیا تھا۔ یعنے پوچھا کہ تمہارا نکاح علی رضؓ سے کر دیں وہ خاموش
رہی تھیں اور خاموشی ان کی اذن قرار پائی۔ جیسا کہ حکم ہے سکوت بکر کا بوقت استیذان ولی اقرب
کے اذن ہے۔ حصن حصین میں ہے کہ بعد نکاح بی بی فاطمہ رضؓ عنہا کو آپ نے رخصت کر دیا آپ ان کے
گھر تشریف لے گئے۔ اور پہلے حضرت فاطمہ رضؓ سے کہا کہ آگے آؤ وہ آگے آئیں آپ نے پانی ان کے
سر و سینہ پر چھڑکا اور پھر فاطمہ سے کہا کہ پیٹھ پھیرو انہوں نے پیٹھ پھیری۔ آپ نے پانی ان کی پیٹھ
پر چھڑکا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ الٰہی تیری پناہ میں کرتا

ہوں فاطمہؓ کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے پھر آپ نے فرمایا پانی لاؤ حضرت علیؓ کہتے ہیں
میں سمجھا مجھے حکم ہے میں کعب میں پانی لایا آپ نے پانی میں کلی ڈال کے حضرت علی رضہ کے سر و سینے
پہ چھڑکا اور مثل حضرت فاطمہؓ کے ان کے لئے بھی دعا فرمائی اور پیدا ہونے بکثرت طیبین اور طاہرین کے انکی
اولاد میں سے دعا فرمائی آپ نے فرمایا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَکُمَا وَ سَعَدَ جِدَّکُمَا وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَ اَخْرَجَ مِنْکُمَا کَثِیْرًا طَیِّبًا
یعنے خدا تعالے تم دونوں کو بخوبی اکٹھا رکھے۔ اور تمہارا بخت بڑا کرے
اور تم پہ برکت کرے اور تم سے بہت پاکیزہ اولاد پیدا کرے اور بعد نکاح کے ایک طبق چھوہاروں کا منگواکے
حکم دیا کہ لوٹ لوف دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدائے تعالے نے قبول فرمائی اور
بنی فاطمہ میں ایسے طیبین طاہرین پیدا ہوئے کہ اور کسی کی اولاد میں نہیں ہوئے ائمہ اطہار و کبار اولیا اللہ
مثل حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کہ قدم ان کا سب کی گردن پہ ہے اور یہ بات
کہ میرا قدم سب اولیاء اللہ کی گردن پہ ہے حضرت ممدوح نے بحکم الٰہی کہی تھی۔ اور سب اولیاء اللہ ان کی
علوشان کے معترف تھے۔ شیخ محی الدین العربی نے فتوحات مکیہ میں بیان مقامات ومراتب تصرفات اولیاء
اللہ میں حضرت کو بہت بلند مرتبہ اور قوی التصرف لکھا ہے امام مہدی خاتم الخلفاء راشدین والائمۃ المجتہدین
بھی بنی فاطمہ سے ہوں گے۔ امام حسن کی اولاد میں سے[1] ہونا امام مہدی کا امام حسن کی اولاد میں اس میں دو
نکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے اسمٰعیلؑ تھے اور ان سے چھوٹے اسحاقؑ سو جسطرح
حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سب انبیاء ہوئے اور اشرف الانبیاء خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
اسمٰعیلؑ خلف اکبر کی اولاد میں اسی طرح سبط اصغر امام حسینؓ کی اولاد میں ائمہ اطہار ہوئے اور خاتم
الائمہ والخلفائے راشدین امام مہدی سبط اکبر حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں ہوگے۔ دوسرا یہ ہے
کہ امام حسن علیہ السلام نے حسبۃً للہ واسطے محفوظی امت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مقتولی اور خونریزی سے خلافت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے ان کی اولاد میں خاتم الخلفاء کو پیدا کیا
جو ساری زمین کے بادشاہ ہوں گے اور امور دینیہ اور رفاہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
ان کے عہد میں علی وجہ الکمال ظہور میں آوے گی جس طرح حضرت اپنی جان وحیات سے خدا
کے لئے درگذرے تھے اور ذبح ہونے کے لئے آپ کو دے دیا تھا۔ اللہ جل جلالہ نے ان کی
اولاد میں خاتم النبیین ایسے پیدا کئے کہ جان جہان ہوئے اور بسبب ان کے حیات طیبہ اور حیات ابدی
کروڑوں اشخاص نے حاصل کی اقتدا بقائے فیض عالم ان کا رہے گا۔

[1] ذکر ہونے امام مہدی کا امام حسن کی اولاد میں اور بیان نکتوں کا اس باب میں۔ ۱۲

فصل پانچویں غزوہ احد کے بیان میں

منجملہ غزوات مشہورہ غزوہ احد ہے۔ شرح اس کی یہ ہے کہ کفار قریش نے کہ بڑا رنج بسبب شکست کھانے اپنے بدر میں اور قتل مقتولین کے رکھتے تھے ایک لشکر بھاری مرتب کر کے بقصد انتقام مدینہ پر فوج کشی کی۔ مرضی مدینہ سے باہر جانے کی نہ تھی قصد یہ تھا کہ شہر میں قائم رہ کے فوج اعداء کو بوقت آنے ان کے دفع کریں اکثر صحابہ مثل حضرت حمزہ وسعد بن عبادہ ودیگر مردم اوس وخزرج کا یہ مشورہ ہوا کہ باہر نکل کے لڑیں۔ ہر چند کہ بعض اصحاب انصار نے یہ بات بھی کہی کہ ہم . . . . نے پہلے سے یہ بات تجربہ کی ہے جب کوئی لشکر مدینہ میں چڑھ آتا ہے اور مدینہ میں ہی قائم رہ کے مدافعت کی ہے تو خواہی نخواہی فتح اہل مدینہ کی ہوئی ہے۔ اور باہر نکل کر لڑائی میں فتح اہل مدینہ کی نہیں ہوتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی ہرگز باہر تشریف لے جانے کی نہ تھی۔ لیکن اصحاب موصوف نے کمال مبالغہ اسی بات میں کیا کہ باہر نکل کے ہی لڑنا چاہیئے حتیٰ کہ آپ برخلاف مرضی دولت خانے میں جا کر سلاح جنگ پہن کے باہر تشریف لائے اس وقت اصحاب یہ سوچے کہ برخلاف مرضی مبارک اصرار مناسب نہیں لہذا حضور میں عرض کیا کہ اگر آپ کا دل باہر جانے کو نہیں چاہتا تو بہتر ہے مدینہ میں ہی ٹھہر کے لڑائی کی جاوے آپ نے فرمایا کہ جب پیغمبر سلاح جنگ بدن پر لگاوے تب روا نہیں کہ قبل جنگ کے بے حکم الٰہی سلاح کھولے اب میں ہتھیار نہیں اتاروں گا اور آپ باہر کو روانہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم اگر ثابت قدم رہو گے خدا تعالیٰ تمہیں فتح دے گا اور متصل جبل احد کے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا لشکر اسلام کی پشت پر ایک شگاف دو پہاڑوں میں تھا ادھر سے اندیشہ اس بات کا تھا کہ دشمن پشت پر سے آ کر حملہ کریں۔ لہذا آپ نے عبداللہ بن جبیر کو ساتھ پچاس تیر اندازوں کے وہاں متعین کیا۔ اور کہا کہ اس درے کی تم خبر رکھو اگر کفار ادھر سے قصد کریں تو تیر باراں کر کے دفع کیجیو۔ اور کسی حال میں خواہ ہماری فتح ہو یا شکست تم اس جگہ سے مت ہٹیو۔ اور لڑائی شروع ہوئی شجاعان لشکر اسلام نے داد مردانگی کی دی اور خون کفار سے اس میدان کو لالہ زار کر دیا۔ اور کئی مرتبہ جانب درے سے کفار نے حملہ کرنا چاہا مگر بسبب تیر اندازی ہمراہیان عبداللہ بن جبیر کے قابو نہ پایا بالآخر کفار کو ہزیمت ہوئی یہاں تک کہ ہندہ وعورتیں وغیرہ جو جانب کفار تھیں ایسی پریشان ہو کے بھاگیں کہ ان کی پنڈلیاں کھل گئیں خلخال نظر پڑے لشکر اسلام آگے بڑھا اور لوگ غنیمت میں مشغول ہوئے۔ تب ہمراہیان عبداللہ بن جبیر بھی آگے بڑھے۔ بہتیرا عبداللہ بن جبیر

رضی اللہ عنہ نے منع کیا نہ مانا کل دس آدمی ان کے ساتھ رہ گئے۔ تب خالد بن الولید نے کہ اس زمانہ میں کافر تھے درے کی جانب سے مع انبوہ کفار فراریوں کے حملہ کیا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہوئے اور پشت لشکر اسلام سے یکبارگی فوج کفار نے ایسا غلبہ کیا کہ اہل اسلام حیران ہو گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی صدمہ زخموں کا پہنچا۔ چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا۔ دندان مبارک سامنے کا پتھر لگنے سے شہید ہوا اور ابن قمیہ ایک کافر آپ تک پہنچ گیا۔ اور اس نے آپ کے تلوار ماری آپ بسبب صدمہ زخم کے اور بھی اس سبب سے کہ دو زرہیں آپ پہنے تھے بہت بوجھ آپ پر تھا۔ ایک غار میں گر پڑے اور ابن قمیہ نے پکارا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قتل کیا۔ اور شیطان نے بھی جعال بن سراقہ کی شکل بن کر سارے لشکر میں اس خبر کو مشہور کیا کہ محمدؐ مقتول ہوئے تب اکثر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور صورت ہزیمت کی واقع ہوئی چند اصحاب مہاجرین و انصار مثل حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ و طلحہؓ و اسید بن حضیر وغیرہ رضی اللہ عنہم قائم رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس روز دو زرہیں پہنے تھے۔ نیچی جگہ سے اوپر آپ نے چڑھنا چاہا۔ وہاں ایک پتھر تھا بسبب ضعف کے کہ زخموں سے آپ کو ہو گیا تھا۔ اور بسبب بوجھ زرہوں کے آپ اس پتھر پر نہ چڑھ سکے۔ حضرت طلحہ تلے بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر چڑھ جاویں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور حضرت طلحہ سے بہت راضی ہوئے اور فرمایا اَوْجَبَ طَلْحَۃُ یعنے طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ حضرت بی بی فاطمہؓ بھی وہاں جا پہنچیں انہوں نے بورئے کا ٹکڑا جلا کے زخموں میں بھرا۔ تب خون بند ہوا۔ حلقے خود کے رخسار مبارک میں گھس گئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ بن جراح نے اپنے دانتوں سے زور کر کے ان حلقوں کو باہر نکالا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ اس سے بھی حضرت بہت راضی ہوئے۔

حال :۔ اس ہنگامے میں ستر آدمی اصحاب میں سے شہید ہوئے سید الشہدا حضرت حمزہؓ رضی اللہ عنہ عم آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بھی شہید ہوئے شرح ان کے قصہ شہادت کی یہ ہے۔ کہ جنگ بدر میں حضرت حمزہ کے ہاتھ سے کہ شجاع صفدر تھے خوب شجاعت و کافر کشی ظہور میں آئی تھی طعیمہ بن عدی اور عتبہ باپ ہندہ زوجہ ابوسفیان ان ہی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اسی سبب سے جبیر بن مطعم نے کہ بھتیجا طعمہ کا اور مالک وحشی کا تھا وعدہ آزادی کا در صورت قتل کرنے حضرت حمزہ کے اور ہندہ نے وعدہ انعام کا وحشی حبشی سے کیا تھا اور وہ وحشی بھی حربہ لگانے میں خوب مشاق تھا۔ سو وحشی سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ بروز احد معرکہ میں میں نے دیکھا

حضرت حمزہ رضہ کو مانند شیر کے حملہ آور ہیں اور میری طرف کو آتے ہیں میں بھاگا اور کتر کے ایک پتھر کی آڑ میں چھپ رہا انہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔ جب میرے برابر پہنچے میں نے اس کمین سے حربہ اپنا پھینک کر مارا ان کے زیر ناف لگا۔ وہ میری طرف جھپٹے دو چار قدم چل کے گر پڑے میں سمجھا کہ زخم کام کر گیا پھر میں نے پاس جا کے اپنا حربہ نکال لیا ہندہ خبر قتل حمزہ کی پا کے بہت خوش ہوئی اور نعش کے پاس پہنچی مثلہ کیا۔ یعنی ناک و کان کاٹے اور اعضائے تناسل بھی کاٹ ڈالا۔ اور پیٹ چیر کے جگر حضرت حمزہ کا نکال کے دانتوں سے چبایا۔

حال:۔ حضرت یمان والد حذیفہ کے بھی جنگ احد میں شہید ہوئے گھبراہٹ میں مسلمانوں کی تلواریں ان پر پڑیں۔ حذیفہ رضہ بہتیرا کہتے رہے میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ مگر کسی کے دھیان میں نہ آیا۔

حال:۔ ابی بن خلف کہ کفار قریش میں ایک سردار تھا اور خباب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہت عناد رکھتا تھا آپ سے کہتا تھا۔ جب آپ مکے میں تھے میں نے یہ گھوڑا آپ کے قتل کرنے کے لئے پالا ہے میں اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا آپ نے اسے فرمایا کہ میں تجھے انشاء اللہ قتل کروں گا۔ بروز احد وہ گھوڑا کوداتا ہوا آپ کے قصد پر آیا اصحاب نے چاہا کہ آپؐ تک پہنچنے سے پہلے اسے دفع کریں آپؐ نے فرمایا کہ آنے دو۔ جب وہ متصل آیا آپ نے ایک صحابی سے نیزہ لے کر اس کے گلے میں آہستہ سے مار دیا۔ ایک زخم خفیف پوست خراش لگا وہ چلاتا بھاگا۔ جب لشکر میں پہنچا لوگوں نے کہا کہ تیرے کچھ زخم ایسا نہیں لگا ہے کیوں ایسا چلاتا ہے۔ اس نے کہا تم نہیں جانتے کہ کس کے ہاتھ کا زخم ہے۔ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے اگر وہ مجھ پر تھوک بھی مارتے تو بے شک میں مرجاتا۔ بعد ازیں وہ راہ میں موضع سرف میں واصل جہنم ہوا بیہقی نے روایت کی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک بار میں رات کو بطن رابغ میں جہاں ابی بن خلف مرا تھا چلا جاتا تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص آگ کی زنجیروں میں بندھا ہوا چلا جاتا ہے۔ کہ مجھے پانی دو اور نگہبان اس کے ساتھ ہے وہ کہتا ہے خبردار اسے پانی نہ دینا یہ قتل کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ کا ابی بن خلف کافر ہے۔

حال:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معرکہ جنگ میں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہ دیکھا مجھے گمان ہوا کہ اللہ جل جلالہ نے بسبب ناخوشی کے ہم سے اپنے پیغمبر

ادوعہ غالباً بطن رابغ موضع سرف میں کوئی جگہ خاص کا نام ہے اس واسطے کہ مرنا ابی کا سرف میں بھی بروایت بیہقی ثابت ہے۔ ۱۲ منہ

کو آسمان پر اٹھالیا اور میں نے کہا کہ اب زندگی میں کیا لطف ہے۔ اور تلوار لے کر کفار کے غول میں بہ نیت حصول شہادت گھس گیا اور تلوار مارتے مارتے غول کو پریشان کر دیا اور یکبارگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر پڑی حضور میں پہنچ کر حیات تازہ حاصل کی۔

حال:۔ جو اصحاب کہ غزوہ احد میں بھاگے ان کا قصور اللہ جل جلالہ نے معاف فرمایا اس لئے کہ وہ لوگ مخلص جاں نثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے یہ قصور ان سے بہ مقتضائے بشریت ہو گیا تھا قرآن مجید میں آیت عفو کی موجود ہے۔

حال:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو اصحاب وہاں موجود تھے۔ پہاڑ پر چڑھ گئے کافروں نے بھی چڑھنا چاہا آپ نے دعا مانگی کہ الٰہی یہ نہ چڑھ سکیں۔ خدائے تعالیٰ نے انہیں روک دیا کہ وہ نہ چڑھ سکے بعد ازیں ابو سفیان نے کہ افسر لشکر کفار وہی تھا پکار کے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ تم میں ابو بکر رضؓ ہیں آپ نے فرمایا جواب نہ دو۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ کو پوچھا آپ نے تب بھی جواب دینے سے منع کیا تب ابو سفیان نے چلا کے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تینوں شخص مارے گئے۔ حضرت عمرؓ کو تاب نہ رہی اور انہوں نے چلا کے کہا کہ بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں شخص زندہ ہیں۔ تیرے اوپر رنج اور بلا ڈالنے کو پھر کہا کہ سال آئندہ مقام بدر میں ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی ہوگی آپ نے فرمایا کہدو بہت اچھا۔ پھر ابو سفیان نے کہا اعل ہبل بلند ہو تو اے ہبل آپ نے اصحاب سے کہا جواب دو عرض کیا کہ کیا جواب دیں فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی کہا پھر ابو سفیان نے کہا عزیٰ لنا ولا عزیٰ لکم یعنی عزیٰ ہماری ہے اور تمہاری عزیٰ نہیں آپ نے فرمایا جواب دو صحابہ نے پوچھا کہ کیا جواب دیں آپ نے فرمایا کہو اللّٰہُ مولٰینا وَلَا مَوْلَا لَکُمْ اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں پھر ابو سفیان نے کہا کہ مقتولین میں تم مثلہ پاؤ گے۔ یعنے ناک اور کان اور اعضائے تناسل کٹے ہوئے سو میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا۔ اور میں اس بات سے ناخوش بھی نہیں ہوا پھر ابو سفیان مع اپنے لشکر کے مکہ کو پھر گیا۔

حال۔ بعد مراجعت کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر سے اترے اور مقتولین میں حضرت حمزہ رضؓ کو اس حالت میں دیکھ کے بہت ملول ہوئے اور مقتولین کو بے غسل و کفن انہی خون آلود کپڑوں سے دفن کر دیا۔ اور ایک ایک قبر میں دو دو شہیدوں کو دفن کر دیا۔ اور جس کو قرآن شریف زیادہ یاد تھا۔ اسے آگے کیا۔ بعد ازیں مدینہ کو معاودت فرمائی مدینہ میں احوال جنگ سن کر

بہت غم ہو رہا تھا اور نسبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو خبر مشہور ہوئی اس کا صدمہ جان اہل مدینہ پر کہ عاشق زار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے زیادہ از حد تھا اور سب کو تفتیش آپ کی ہی صحبت و سلامتی کی تھی۔ اپنے عزیز و اقارب کا کسی کو ایسا خیال نہ تھا حتیٰ کہ ایک بی بی انصاری کہ نام ان کا کبشہ بنت رافع تھا۔ سعد بن معاذ کی ماں اور ان کا بیٹا عمرو بن معاذ اس لڑائی میں شہید ہوا تھا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی دریافت حال کے لئے بے تاب تھیں۔ جب خبر آپ کے عود فرمانے کی سنی کہا مجھے قرار نہ ہوگا۔ جب تک کہ میں جمال مبارک اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں گی۔ اور جھپٹ کے راہ میں پہنچیں اور جمال مبارک دیکھ کے کہا کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَلَلٌ ہر مصیبت بعد آپ کی سلامتی کے اے پیغمبر خدا سہل ہے حقیقت ہے آپ نے ان سے تعزیت ان کے بیٹے عمرو بن معاذ کی کی۔ اور فرمایا کہ تجھے بشارت ہو کہ تیرا بیٹا بہشت میں ہے۔ اور سب شہیدوں کے اقارب کو یہ خوش خبری سنا دو کہ ان کے اقارب جو شہید ہوئے بہشت میں ہیں کبشہ نے کہا تو جب یہ حال ہے تو جائے خوشی ہے۔ آپ پس ماندوں کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ حُزْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَجِرْ مُصِیْبَتَھُمْ[1]

بیان فضیلت شہدائے اُحد

اللہ جل جلالہ نے شہدائے احد کے لئے آیتیں بھیجیں اس مضمون کی کہ وہ زندہ ہیں خدا کے نزدیک انہیں مردہ مت سمجھو خدائے تعالیٰ کے پاس سے وہ رزق پاتے ہیں اور بسبب ان نعمتوں کے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی ہیں۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی ارواح کو سبز طائر کے قالب میں رکھ کر اجازت دی کہ بہشت میں جہاں چاہیں سیر کریں جو چاہیں کھائیں رات کو سونے کی قندیلوں میں کہ سایہ عرش میں لٹکا رہتے ہیں۔ اور بھی صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اللہ جل جلالہ نے شہداء کو حضور میں بلا کے ان سے کلام کیا عبداللہ والد جابر رضی اللہ عنہ سے بالمشافہ کلام کیا۔ اور پوچھا کہ اگر تمہیں کسی چیز کی خواہش ہو تو کہو کہا ایک بات کی خواہش ہے کہ ہم پھر دنیا پر بھیجے جاویں اور تیرے لئے پھر شہید ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں دوسری بار جانا نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ آرزو تمہاری حاصل نہ ہوگی۔ تب انہوں نے کہا ہمارا حال ہمارے بھائیوں کو پہنچا دیا جاوے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل کیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا آخر تک۔

حال :۔ اور حضرت جابر رضہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ والد میرے بہت مقروض تھے

[1] یا اللہ کھول دے ان کے دلوں کے رنج اور بدلہ دے ان کی مصیبت کا ۱۲ منہ

اور چھوہارے باغ میں جو پیدا ہوئے ان میں سے میں نے چاہا کہ قرض ادا ہو جائے۔ لیکن میری دانست میں وہ واسطے ادائے قرض کے کافی نہ تھے۔ لہٰذا میں نے حضور میں عرض کیا کہ اگر آپ تشریف لے چلیں تو بلحاظ آپ کے قرض والے کچھ رعایت کریں۔ آپ تشریف لائے تو قرض والے آپ کو دیکھ کے اور بھی تقاضے میں گرم ہوئے۔ آپ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور گرد بڑے خرمن کے تین بار پھرے پھر اس خرمن کے پاس بیٹھ گئے۔ اور قرض والوں کو پیمانے سے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا۔ ایک ہی خرمن سے سب قرض ادا ہو گیا۔ ایک حبہ باقی نہ رہا اور وہ خرمن بھی ویسا ہی تھا جیسا پہلے سے تھا سبحان اللہ کیا عظمت اور برکت تھی۔ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جابر رضی اللہ عنہ سب خرمنوں سے ادا ہو جانا قرض کا دشوار سمجھتے تھے۔ بسبب برکت آپ کے ایک ہی خرمن سے سب قرض ادا ہو گیا۔ اور اس خرمن میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ جو عوام میں مشہور ہے۔ کہ چہار دہم شعبان کو جس کی شام کو شب برات ہوتی ہے۔ غزوہ احد واقع ہوا تھا اور بسبب ٹوٹنے دانت کے اس دن حلوہ کھایا تھا: بالکل غلط ہے کسی مورخ نے یہ بات نہیں لکھی ہے۔ بلکہ وقوع اس غزوہ کا ساتویں یا گیارھویں شوال میں ہے۔ البتہ شب برات میں آپ نے واسطے شہدائے احد کے استغفار کیا ہے۔ جیسا کہ اہل بقیع کے لئے بھی استغفار کیا ہے پس شب برات میں شہدائے احد اور اموات کے لئے استغفار کرنا اور ان کو ثواب پہنچانا مطابق سنت کے ہے۔

حال:۔ بعد رونق افروزی آپ کی مدینہ طیبہ میں خبر پہنچی کہ ابو سفیان بعد پھرنے کے پشیمان ہوا اور کہنے لگا غلبہ ہم نے پایا تھا محمدؐ کا کام تمام کیوں نہیں کیا اب وہ مع لشکر پھر آتا ہے۔ آپ نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ لشکر بتعاقب ابو سفیان روانہ ہو اور خود بہ نفس نفیس مع لشکر روانہ ہوئے اور ان ہی لوگوں کو ہمراہ لیا جو شریک غزوہ احد تھے۔ باآنکہ وہ لوگ خستہ اور زخمی تھے۔ حسب الحکم بمردانگی روانہ ہوئے۔ آیۃ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَہُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝[1] ان کی شان میں ہے۔ ابو سفیان نے جب یہ حال سنا ڈر گیا۔ اور ہمراہیوں نے اس سے کہا کہ نام فتح کا ہو گیا ہے پھرنے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ بات الٹ جائے ابو سفیان نے مدینہ کی طرف رخ نہ کیا اور بعجلت مکہ کو روانہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چند منزل تعاقب کر کے باشوکت وعظمت مدینہ طیبہ کو واپس تشریف لائے منزل حمراء الاسد تک آپ تشریف لے گئے تھے۔ لہٰذا یہ سفر غزوہ حمراء الاسد کہلاتا ہے۔

---

[1] جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا اور پہنچنے زخموں اور تکلیف کے ان نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے ۱۲

فصل چھٹی غزوہ بدر ثانی کے بیان میں

ابو سفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گیا تھا کہ سال آئندہ میں بدر پہ پھر لڑائی ہو گی جب وہ زمانہ قریب ہُوا اور ابو سفیان لڑائی کے لئے بدر تک نہ آسکا۔ اس نے یہ چاہا کہ ایسی صورت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی بدر پہ نہ جاویں تاکہ ان سے خجالت نہ ہو اس نے ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا۔ مدینہ کی طرف بھیجا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر پہنچاوے کہ ابو سفیان نے بہت لشکر جمع کیا ہے اور بدر پر آیا چاہتا ہے اس شخص نے مدینہ میں آکے اہل مدینہ سے وہ بات کہی انہوں نے سن کے کہا حسبنا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡل ط ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مع لشکر کے ڈیڑھ ہزار آدمی تھے بدر کو تشریف لے گئے۔ ابو سفیان مارے ڈر کے نہ آیا۔ اور آپ نے مع لشکر چند روز قیام کیا اور وہاں اصحاب نے بہ تجارت اموال بہت نفع حاصل کیا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کہ ہر دینار پہ مجھے ایک دینار نفع ہُوا پھر وہاں سے خوش و خورم بے جنگ و رنج پھر آئے یہ آئتیں۔ اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَکُمۡ فَاخۡشَوۡہُمۡ فَزَادَہُمۡ اِیۡمَانًا ق صلے وَقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ۝ فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ یَمۡسَسۡہُمۡ سُوۡٓءٌ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِیۡمٍ ط[1] اسی حال کے بیان میں ہیں ❖

فصل ساتویں سریۂ رجیع کے بیان میں

جب مشرکین غزوہ احد سے پھر کے مکہ میں پہنچے سفیان بن خالد ہذلی بے حیا کچھ لوگ قبیلہ عضل[2] اور قارہ ساتھ لے کے واسطے تہنیت فتح کے پاس قریش کے مکہ میں آیا وہاں اس نے سنا کہ سلافہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ کی زوجہ نے کہ اس کے چار بیٹے اور شوہر احد میں مارے گئے تھے۔ یہ

---

[1] وہ لوگ جنہیں کہا لوگوں نے کہ آدمیوں یعنے ابو سفیان وغیرہ نے لشکر جمع کیا ہے تمہارے لئے سو تم ان سے ڈرو ان کا ایمان زیادہ ہوا اور انہوں نے کہا اللہ ہمیں بس ہے اور اچھا کارساز ہے۔ پھر لوٹ آئے وہ اللہ کی نعمت اور فضل لے کر نہ پہنچی انہیں کچھ تکلیف اور تابع ہوئے وہ اللہ کی مرضی کے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔ ۱۲ [2] عضل بعین مہملہ مفتوحہ و ضاد معجمہ و قارہ بقاف رائے مہملہ بے تشدید یہ دونوں قبیلہ کے نام ہیں ۱۲ منہ

شہرت دی ہے کہ جو کوئی عاصم بن ثابت کا سر لاوے میں اسے سو اونٹ بہت اچھے دوں عاصم کے
. . . ہاتھ سے اس کے دو بیٹے مارے گئے تھے اس لئے سلافہ نے نذر کی تھی کہ میں عاصم کے کاسۂ
سر میں شراب پیوں گی۔ سفیان خالد کو سو اونٹوں کی طمع ہوئی اس نے اپنے گھر بھر کے سات آدمی عضل
اور قارہ کے مدینہ میں بھیجے انھوں نے بموجب کہنے سفیان کے یہ فریب کیا کہ ظاہر میں مسلمان ہو گئے
اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند آدمی کر دیجئے کہ ہماری قوم کو قرآن
مجید سکھا دیں اور کوشش اس بات میں کی کہ عاصم کو آپ ساتھ کر دیں۔ اور ثابت بن ابی الافلح عاصم کے
باپ کے گھر جا کے ٹھہرے اور عاصم سے محبت کا اظہار کیا۔ ان سے کہتے کہ اگر جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ہمارے ساتھ کر دیں تو بہت خوب ہے۔ آخر کار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دس آدمی ان کے ساتھ کر دئے اور عاصم کو ان کا سردار کر دیا وہ دسوں آدمی ساتھ ان ساتوں کے
روانہ ہوئے۔ جب درمیان عسفان اور مکّے کے آئے ایک نے ان ساتوں میں سے جا کے سفیان
بن خالد کو خبر دی وہ سو آدمی لے کر چڑھ آیا عاصم مع اپنے ساتھیوں کے فدفد پر کہ ایک اونچا ٹیلہ
تھا چڑھ گئے۔ جب دشمن ان کے قریب پہنچے۔ عاصم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حصول شہادت
کو غنیمت سمجھو اور سب لڑائی کے لئے مستعد ہوئے کافروں نے کہا کہ ہم سے لڑنے کا قصد نہ کرو
تم ہم سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عاصم نے کہا ہمیں مارے جانے کا ڈر نہیں دین کے لئے سر دینا ہمارا
کام ہے کفار نے عاصم سے کہا جلدی نہ کرو اور اپنی جان کو ہلاک کرو ہم تمہیں امان دیں گے۔ عاصم
نے کہا کہ میں مشرک کی امان نہیں لینا چاہتا۔ اور میں نے سنا ہے کہ سلافہ نے قسم کھائی ہے کہ میرے
کاسۂ سر میں شراب پیے یا اللہ تو ہمارے حال اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دے سو اللہ جل
جلالہ نے یہ دعا ان کی قبول کی اور ان کے حال کی آپکو خبر دی اور عاصم نے پہلے تیر کفار کے مارے
جب تیر ختم ہو گئے نیزے سے لڑے جب وہ نیزہ ٹوٹ گیا تب تلوار لی اور یہاں تک لڑے کہ شہید
ہوئے اور دعا کی کہ الٰہی تیرے دین کی حمایت کے لئے جان دی تو میرے بدن کو بچا کہ کفار کے ہاتھ نہ لگے
بعد ازیں کفار نے چاہا کہ ان کا سر کاٹ لیں تا کہ سلافہ کے پاس لے جاویں خدائے تعالیٰ نے شہد
کی مکھی کا لشکر بھیجا پاس بدن مبارک حضرت عاصم کے انھوں نے جھرمٹ باندھا کسی کافر کو پاس بھٹکنے
نہ دیا۔ جب رات ہوئی خدا تعالے نے ایک سیلاب ایسا بھیجا کہ بدن حضرت عاصم کا بہا لے گیا۔
کافر خائف و خاسب ہوئے۔ جب سلافہ کے پاس سفیان ابن خالد نے آدمی بھیجا کہ سو اونٹ بھیج دے ہم
نے عاصم کو قتل کیا سلافہ نے کہلا بھیجا کہ میری یہ شرط تھی کہ عاصم کا سر یا عاصم کو جیتا لے آؤ سو تم نے

دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ کی میں اونٹ ہرگز نہ دوں گی۔

حال:۔ باقی عاصم کے ساتھیوں کا یہ حال ہوا کہ چھ شخص لڑے اور شہید ہو گئے اور خبیب[۱] بن عدی اور عبداللہ بن طارق اور زید بن وثنہ[۲] یہ تین صاحب کافروں کے سمجھانے سے ان کی امان میں آ کے پہاڑ سے اترے کفار نے بدعہدی کی کہ ان کے ہاتھ کمان کے چلّے سے باندھے۔ عبداللہ بن طارق نے جب غدر ان کا دیکھا چلے سے ہاتھ اپنے کھول کے تلوار کھینچی اور کفار سے قتال شروع کیا کافر ان کے حملہ شیرانہ سے حیران ہو گئے۔ اور پتھر برسا کے انہیں شہید کیا۔ اور حضرت خبیب رضؓ کو اور زید کو کفار اسیر کر کے لے گئے۔ خبیب رضؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے سو اونٹ دے کے مول لیا تھا کہ عوض اپنے باپ کے کہ خبیب رضؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا قتل کریں۔ اور زید کو صفوان بن امیہ نے بعوض پچاس اونٹ کے لے لیا اس لئے کہ عتبہ اپنے باپ کے عوض کہ زید نے اسے قتل کیا تھا۔ مار ڈالے۔ دونوں صاحب مکہ میں بماہ ذیقعدہ پہنچے تھے۔ بانتظار گذر جانے ماہ حرام کے انہیں قید کر رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ خبیب رضؓ نے ایک بار استرا واسطے پاکی لینے کے حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا۔ اسی حالت میں ایک لڑکا اس کا خبیب رضؓ کے پاس جا پہنچا۔ خبیب نے اسے اپنے زانو پر بٹھا لیا۔ اس عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہے۔ کہیں میرے بیٹے کو نہ مار ڈالے خبیب رضؓ نے کہا کہ مت ڈرو میں ایسا نہ کروں گا۔ بچے کو قتل نہ کروں گا وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے خبیب رضؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے خبیب کو حالت قید میں انگور کھاتے دیکھا اور ان دنوں مکہ میں کوئی میوہ نہ تھا۔ اور خبیب رضؓ زنجیروں میں قید تھے۔ وہ انگور رزق الٰہی غیبی تھا کہ خدا تعالےٰ نے خبیب رضؓ کو بھیجا تھا۔ بعد گذر جانے ماہ حرام کے موضع تنعیم میں کہ خارج حرم سے ہے خبیب رضؓ اور زید رضؓ دونوں کو سولی دی۔ خبیب رضؓ نے کفار سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں کفار نے مہلت دی۔ حضرت خبیب رضؓ نے دو رکعت نماز پڑھ لی مقتولان بے گناہ کے لئے یہ نماز انہوں نے سنت قائم کر دی۔ بعد ازاں انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

ولست ابالی حین اقتل مسلما ۔۔۔۔ علی ای شق کان اللہ مصرعی

وذالک فی ذات الالہ وان یشاء ۔۔۔۔ یبارک علی اوصال شلو ممزع

ترجمہ:۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں جب میں مارا جاتا ہوں مسلمان کسی کروٹ پر ہو۔ خدا کے لئے میرا

---

[۱] خبیب بخائے معجمہ و دو یائے موحدہ صیغہ تصغیر ۱۲ [۲] وثنہ بدال مہملہ مفتوحہ و ثاء مثلثہ و نون و با نام والد زید صحابی رضی اللہ عنہ کذا فی القاموس ۱۲ منہ

مارا جانا اور یہ قتل میرا خدا کے لئے ہے۔ اگر خدا تعالےٰ چاہے برکت کرے عضو پارہ پارہ کر کے ٹکڑوں میں خبیب کو سولی پر چڑھایا۔ اور قبلہ سے منہ پھیر دیا۔ خبیبؓ نے کہا کچھ مضائقہ نہیں۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ؕ پھر خبیب سے کہا کہ اگر تم دین اسلام چھوڑ دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں۔
خبیب نے کہا کہ اگر تمام روئے زمین مجھے دیں تو بھی میں اسلام سے نہ پھروں ایک جان کیا سو جان اسلام کیلئے قربان کا فروں نے کہا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہارے بدلے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سولی ہو تم اپنے گھر سلامت جاؤ۔ خبیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہیں چاہتا کہ میں گھر میں ہوں اور جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھے۔ پھر مقتولان بدر کی اولاد و اقارب چالیس آدمی نے نیزے ہر طرف سے حضرت خبیبؓ کے مارنے شروع کئے اس وقت منہ حضرت خبیبؓ کا قبلہ کی طرف ہو گیا۔ انہوں نے کہا شکر خدا کا جس نے میرا منہ اس قبلہ کی طرف کر دیا۔ جو اس نے اپنے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے پسند کیا ہے اور حضرت خبیبؓ نے کہا کہ الٰہی یہاں سب دشمن ہیں کوئی دوست نہیں کہ میرا سلام اپنے دوست کو پہنچا دے تو ہی میرا سلام اپنے حبیبؐ کو پہنچا۔ زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مجلس شریف میں ساتھ ایک جماعت اصحابؓ کے حاضر ہوا تھا آپ پر آثار وحی ظاہر ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ خبیبؓ کو کافروں نے قتل کیا اور یہ جبریل امین اس کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا پھر حضرت زید کو سولی دی انہوں نے بھی دو رکعت نماز پڑھی اور جیسی گفتگو کفار نے حضرت خبیبؓ سے کی تھی ویسی ہی ان سے بھی کی اور ویسا ہی جوابؔ پایا حضرت خبیبؓ کی نعش کو سولی پر ہی لٹکا رکھا۔

حال:۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کوئی ہے جو خبیبؓ کی نعش کو سولی پر سے اتار لائے حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم نے اس کام کا اقرار کیا اور روانہ ہوئے اور دن کو چھپے رہتے اور رات کو چلتے یہاں تک کہ پاس نعش کے پہنچے۔ چالیس آدمی محافظت کے لئے اطراف دار میں سوتے تھے۔ انہوں نے آہستہ خبیبؓ کو سولی سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ کر لے چلے چالیس دن اس کے قتل سے گذرے تھے بدن ان کا ویسا ہی تازہ تھا اور زخموں سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی خوشبو آتی تھی۔ صبح کو قریش نے خبر پائی ستر سوار دوڑائے۔ جب پاس ان دونوں صاحبوں کے پہنچے حضرت زبیرؓ نے نعش زمین پر خبیبؓ کی رکھ دی فوراً زمین اسے نگل گئی حضرت خبیبؓ کو بلیع الارض اسی لئے

ؔ یعنی زید سے بھی کفار نے ترک اسلام کا کہا اور جان کا خوف دلایا۔ مگر حضرت زیدؓ نے بھی مثل حضرت خبیبؓ کے نہایت دلیرانہ طریقہ سے ان کی باتوں کی تردید کر کے جام شہادت نوش کیا۔ ۱۲ منہ

کہتے ہیں۔ حضرت زبیر نے کفار کی طرف منہ کر کے کہا کہ میں زبیرؓ بن عوام ہوں اور میری ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہے اور یہ میرے رفیق مقداد بن الاسود ہیں تمہارا جی چاہے تو تیروں سے لڑلو اور کہو تو اتر کے تلوار نیزے سے لڑلیں اور چاہو پھر جاؤ۔ کفار پھر گئے۔ حضرت زبیرؓ اور مقدادؓ نے حضور اقدس میں جا کے حال عرض کیا جبریل نے مجلس شریف میں آ کے بیان کیا کہ تمہارے ان دونوں یاروں کی فرشتوں میں تعریف ہو رہی ہے۔

حال۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عاصم اور ان کے ہمراہیوں کے قتل کا بڑا رنج ہوا اور عبداللہ بن انیس[1] انصاری کو واسطے قتل سفیان بن خالد ملعون کے مامور کیا۔ وہ سفیان کو پہچانتے نہ تھے آپ نے اس کی شکل بیان فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس کے دیکھتے ہی تمہارے دل میں خوف آئیگا عبداللہ بن انیس نے اجازت لی کہ جو جی میں آئے اس کے سامنے کہیں اور تلوار لے کے روانہ ہوئے۔ بعد قطع منازل بطن[2] عرنہ میں پہنچے اور وہاں اس کافر کو دیکھا اور موافق نشان دہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہچانا اور اس کے پاس گئے۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ عبداللہ نے کہا کہ میں قوم خزاعہ میں سے ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ لشکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کو تیاری کرتے ہیں۔ میں بھی حاضر ہوا ہوں کہ شریک بنوں اور بہت خوشامد کی باتیں کیں کہ سفیان بہت راضی ہوا۔ عبداللہ اس کے خیمے میں داخل ہوئے اور موقع پا کر سر اس کا کاٹ کے مدینہ کو روانہ ہوئے اور راہ میں ایک غار میں چھپ رہے خدائے تعالےٰ کے حکم سے اس غار میں مثل غار ثور کے مکڑی نے جالا پور دیا جب سفیان کی قوم کو خبر ہوئی عبداللہ کی تلاش میں چھپٹے بہتیر تلاش کیا نہ پایا پھر گئے عبداللہ غار سے نکل کر روانہ ہوئے اور منازل قطع کر کے حضور اقدس میں پہنچے سر اس لعین کا زیر پائے مبارک ڈالدیا آپ اور اصحاب بہت خوش ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے ایک عصا عبداللہ بن انیس کو دیا اور فرمایا کہ یہ عصا بہشت میں ہاتھ میں رکھیو اس طرح ان کو آپ نے خوشخبری جنت کی دی تھی وہ عصا عبداللہ کے ہر وقت ساتھ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ بوقت مرگ انہوں نے اپنے ساتھ کفن میں رکھوالیا۔

فصل آٹھویں قصہ بیر معونہ کے بیان میں

ابو براء عامر بن مالک بن جعفر کہ مشہور بملاعب الاسنۃ تھا نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر میں سے

---

[1] انیس بصیغہ تصغیر ۱۲ [2] قاموس میں ہے بطن عرنہ کہمزہ بعرفات یعنے بطن عرفہ بضم میں جملہ نہ فتح بلے جملہ ایک عرفہ میں ہے ۱۲ منہ۔

وہ حضور اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اسے اسلام لانے کے لئے اشارہ کیا وہ مسلمان تو نہ ہوا مگر دین اسلام کی اس نے تعریف بہت کی اور کہا میں مسلمان ہو جاتا مگر مجھے قوم کا خیال ہے۔ آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دیں کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کریں۔ اگر وہ مسلمان ہو جاویں گے تو مجھے کچھ تامل نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد کا ڈر ہے۔ اس نے کہا کچھ ڈر نہیں میں اپنی پناہ میں لے لوں گا۔ آپ نے ستر آدمی اپنے اصحاب میں سے جو قراء کہلاتے تھے یعنی قرآن مجید پڑھنے والے ان کے ساتھ کر دیئے۔ اکثر وہ انصار میں سے تھے۔ اور بعضے مہاجرین وہ لوگ بہت بزرگ اور مقبول اصحاب میں سے تھے۔ دن کو لکڑی اور پانی ازواج مطہرات کے حجروں میں پہنچاتے اور رات کو نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے۔ منذر بن عمرو کو ان پر امیر کیا۔ اور ایک نامہ رؤسائے نجد اور بنی عامر کو لکھ کے اسے دے دیا۔ عامر بن مالک کا ایک بھتیجا تھا عامر بن طفیل بن مالک اس کو اہل اسلام سے کمال عداوت تھی۔ جب یہ اصحاب بیر معونہ[1] میں پہنچے اونٹ عمرو بن امیہ ضمری[2] اور حارث بن صمہ کو دیئے کہ چراگاہ کو لے جاویں اور خط حرام ابن ملحان[3] کو دیا کہ بنی عامر کو پہنچا دیں حرام دو آدمی اور ساتھ لے کے خط پہنچانے کو عامر بن طفیل کے پاس گئے حرام جب متصل اس قوم کے پہنچے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں پہلے جاتا ہوں اگر مجھے امان ہو تم بھی آئیو۔ اور وہاں جا کے حرام نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام لے کے آیا ہوں مجھے ادائے رسالت فرمان رسالت مآب کے لئے امان دیتے ہو ایک کافر نے حرام کے پس پشت سے آکے ایسا نیزہ مارا کہ دوسری طرف سے نکل آیا۔ حرام نے کہا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے میں مقصود کو پہنچ گیا۔ قسم ہے مالک کعبہ کی اور عامر بن طفیل نے بنی عامر سے واسطے لڑائی کے ساتھ کی اور عامر بن طفیل نے بنی عامر سے واسطے لڑائی کے ساتھ اصحاب موصوفین کے کہا۔ انہوں نے بخیال عامر بن مالک کے قبول نہ کیا۔ تب اس کافر نے قبائل سلیم[4] اور عصیہ اور رعل اور ذکوان کے پاس آدمی بھیج بلایا اور لشکر انبوہ لے کر بیر معونہ کو جا کے گھیر لیا۔ وہ اصحاب سب لڑے یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔ حضرت عامر بن فہیرہ کہ غلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا تھا۔ اور ہجرت میں بھی وہ رفیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے وہ بھی شہید ہوئے اور ان کی یہ کرامت اس وقت نمایاں ہوئی کہ فرشتے ان کی

[1] بیر معونہ بفتح میم وضم عین مہملہ و نون یہ جگہ ہے بلا ہذیل میں درمیان مکے اور عسفان کے ۱۲ [2] ضمری نسبت ہے طرف ضمرہ کے بفتح ضاد معجمہ وسکون
میم ورائے مہملہ کہ نام ایک شخص کا ہے۔ اس کی اولاد ہیں کذافی القاموس ضمہ بصاد مہملہ مکسورہ وتشدید میم [3] ملحان بکسر میم وسکون لام
ورائے مہملہ ۱۲ منہ بہ [4] سلیم مہملہ بصیغہ تصغیر وعصیہ وصاد المہملتین ویائے بمشدد بصیغہ تصغیر ورعل بکسر رائے مہملہ
وسکون عین مہملہ ولام قبیلوں کے نام ہیں۔

نعش کو آسمان پہ لے گئے سب کافروں نے یہ بات دیکھی۔

حال :۔ حارث بن صمہ اور عمرو بن امیہ جب اونٹ چراگاہ سے پھیر کے لائے دور سے غبار اپنے لشکر کی جگہ پر اور جانور اڑتے ہوئے اور کافروں کے سواروں کو کھڑا دیکھا۔ آپس میں مشورہ کیا عمرو بن امیہ نے کہا کہ چل کے اس حال کی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دیں حارث نے کہا ۔۔۔ ۔ ۔ نہیں شہادت مفت ملتی ہے کاہے کو چھوڑ دیں۔ اور لڑے یہانتک کہ دو کافر حارث نے قتل کئے۔ اور شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ کو عامر بن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا۔ اس کی ماں کے ذمے ایک غلام کا آزاد کرنا تھا۔ اس میں چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا۔ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ سے ایک مقتول کو اہل اسلام کے پوچھا عمرو نے ہر ایک کا حال بیان کیا۔ کہا تمہارے یاروں میں کوئی کم گو تو نہیں ہے۔ عمرو نے کہا کہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہا وہ کون تھے عمرو نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سابقین اصحاب میں سے تھے۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ان کو بعد قتل کے آسمان پر اٹھا لے گئے۔

حال ۔ قاتل حضرت عامر بن فہیرہ کا ایک شخص بنی کلاب میں سے تھا۔ جابر بن سلمیٰ نام وہ کہتا ہے کہ جب میں نے نیزہ عامر کے مارا اور وہ پار ہو گیا۔ عامر نے کہا فُزْتُ وَاللّٰہ یعنی پالیا میں نے قسم خدا کی اور میں نے دیکھا کہ عامر کو آسمان پر لے گئے ہیں۔ میں نے عامر کے کلام میں تامل کیا۔ کہ کس چیز کو پالیا۔ ضحاک بن سفیان کلابی سے پوچھا۔ انہوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جنت کو پالیا۔ میں نے ضحاک سے کہا کہ اسلام کی مجھے تلقین کرو۔ اور میں بسبب مشاہدہ احوال حضرت عامر کے مسلمان ہو گیا۔ ابو براء بن مالک کو اس قصہ سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ اس کی آن میں اس کے بھتیجے نے فتور ڈالا بہت رنج ہوا اور ان ہی دنوں میں وہ مر گیا، اور عامر بن طفیل کے سر مجلس ربیعہ بن ابی براء نے نیزہ مارا اس سے تو وہ نہ مرا مگر طاعون سے کہ ایک پھوڑا۔ بری قسم کا اس کے نکلا تھا۔ مر گیا۔ اس نے براہ حماقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا۔ کہ یا تو ملک مجھے بانٹ دو۔ کہ ملک ۔ زمین نرم یعنے دیہات کا اور جنگل تمہارے حصہ میں رہے اور شہر میرے حصہ میں۔ یا مجھے اپنا خلیفہ بعد وفات کے کر دو۔ نہیں تو میں بڑا لشکر لا کے تم سے لڑوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عامراً یا اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا مجھ تک نوبت نہ آئے۔ تب وہ طاعون سے مر گیا۔

حال ۔ عمرو بن امیہ ضمیری وہاں سے پھرے راہ میں دو شخص مشرک بنی عامر کے انہیں ملے۔ عمرو نے ان دونوں کو قتل کیا۔ دل میں سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے۔ عامر بن طفیل سے جس نے

سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونوں مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امان میں تھے۔ اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے۔ لہذا آپ کو منظور ہوا کہ بمشورت ان کے اس معاملہ دیت کو طے کریں۔ اور یہ امر سبب غزوہ بنی نضیر کا ہوا۔

فصل نوین غزوہ بنی نضیر کے بیان میں

بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ میں یہود بنی نضیر نے کہ ہر وا حد ان میں سے ایک محلہ میں باہر مدینہ کے رہتے تھے آپ سے عہد باندھا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ موافق رہیں گے کچھ بدخواہی نہ کریں گے۔ اور آپ کے دشمن کی مدد نہ کریں گے بعد قتل کرنے عمرو بن امیہ ضمری کے دو مشرک بنی عامر کو جیسے کہ اوپر ذکر ہوا آپ واسطے مشورت معاملہ دیت کے محلہ بنی نضیر میں تشریف لے گئے۔ اور ان سے اس معاملہ میں کہا انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں ہم آپ کی ضیافت کریں گے آپ تشریف رکھیں۔ بعد فراغت کھانے سے اس امر میں عرض کریں گے اور آپ کو ایک دیوار کے تلے بٹھایا پھر ان ملاعین نے یہ تجویز کی کہ دیوار سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کریں۔ اللہ تعالے نے بوساطت جبریل علیہ السلام کے آپ کو اس بات سے مطلع کر دیا۔ آپ وہاں سے اس طرح اُٹھے جیسے کوئی قضائے حاجت کے لئے اُٹھتا ہے۔ اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اصحاب ہمراہی بھی جب آپ کی معاودت میں دیر ہوئی اور معلوم کیا کہ آپ تشریف لے گئے۔ مدینہ چلے گئے آپ نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ تم نے ارادہ فاسد میرے لئے کیا تھا غدر اور نقض عہد تمہاری طرف سے متحقق ہوا۔ اس لئے تمہیں یہ حکم ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ دس دن کی مہلت ہے۔ بعد دس دن کے جو ملے گا اس کی گردن ماری جائے گی۔ یہود نے نہ مانا لڑائی کے لئے تیار ہوئے تب آپ نے بنی نضیر پر لشکر کشی کی اور ان کی گڑھی کو جا گھیرا۔ اور محصور کر کے ان کی عافیت تنگ کی۔

حال:۔ یہود کو درخت خرما کے متصل ان کی گڑھی کے تھے بہت محبوب تھے۔ مثل اولاد کے بایں خیال کہ اگر یہ درخت کاٹ ڈالے جاویں تو ان کی روح پر صدمہ ہوگا۔ آپ نے حکم درختوں کے کاٹنے کا دیا اصحاب نے درخت کاٹنے شروع کر دیے۔ بعضوں نے عمدہ قسم کے درخت کاٹے بایں نیت کہ ان کے کٹنے سے کافروں کو رنج ہوگا۔ اور بعضے اصحاب نے بری قسم کے کاٹے

بایں نیت کہ ان کو یقین کامل اس بات کا تھا کہ اہل اسلام کی فتح ہوگی۔ اور سب اموال بنی نضیر کے اہل اسلام کے قبضہ میں آویں گے۔ عمدہ قسم مسلمانوں کے لئے بچ رہے اللہ تعالےٰ کو دونوں فعل بمقتضائے حسن نیت، پسند آئے۔ اور دونوں کو خدائے تعالیٰ نے اپنا حکم فرمایا مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَۃٍ اَوْتَرَکْتُمُوْھَا قَائِمَۃً عَلٰٓی اُصُوْلِھَا فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ط جو کاٹے تم نے ایک قسم کے درخت خرما کے یا چھوڑے قائم اپنی جڑوں پہ سو بحکم خدا ہے اور اس لئے ہے کہ رسوا کرے نافرمانوں کو۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے درختوں کے جلانے کا حکم بھی دیا تھا۔ چنانچہ کچھ درخت وہاں جلائے بھی گئے۔ اسی باب میں حضرت بن ثابت کا یہ شعر ہے۔ شعر

وَھَانَ عَلٰی سَرَاۃِ بَنِی لُوَیٍّ حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَۃِ مُسْتَطِیْرٗ

ترجمہ:۔ آسان ہوا سرداران بنی لوئی پر آگ لگا دینا۔ بویرہ میں کہ شرارے اس کے اڑتے تھے بویرہ اس جگہ کا نام ہے۔ جہاں درخت خرما بنی نضیر کے تھے۔ اور لوئی حمزہ سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک اجداد میں ہے بنی لوئی ان کی اولاد ہیں۔

حال:۔ انصار کے دو قبیلہ تھے۔ اوس خزرج ان میں ہمیشہ باہم لڑائی رہتی تھی اور بنی قریظہ اوس سے ہم عہد تھے اور بنی نضیر خزرج سے اور ہر ایک اپنے معاہد کی مدد کیا کرتے تھے۔ عبداللہ ابی بن سلول منافق خزرج میں سے تھا۔ اس لئے درپردہ اس نے بنی نضیر سے وعدہ مدد کا کیا تھا۔ اور حالت جنگ میں اور پہلے سے بہت تسلی کی باتیں کیا کرتا تھا۔ مگر مدد نہ کر سکا۔ جب بنی نضیر بہت تنگ ہوئے انہوں نے درخواست کی۔ کہ اب ہمیں نکل جانے دو۔ آپ نے فرمایا کہ اب یہ بات منظور نہیں۔ مگر اس طرح کہ ہتھیار سب چھوڑ جاویں اور جس قدر اسباب ان کے چارپایوں پر لد سکے لے کے مع عیال و اطفال جلاوطن ہو جاویں۔ مطابق اس کے یہود نامسعود وہاں سے نکل گئے۔ مکانوں سے بھی کواڑ یا کڑی یا کچھ اور چیز جو بہت اچھی جانی مکان توڑ کے نکال لیگئے۔ اور بسبب عجلت جانے کے مسلمانوں سے بھی انہوں نے مدد لی۔ مسلمانوں نے بھی مکان ان کے توڑ کے ان کی چیزیں نکال دیں ھُوَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ط مَاظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَاَتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ

اللہ وہی ہے جس نے نکالا ان کو جو کافر ہیں اہل کتاب میں سے ان کے گھروں سے پہلی باری لشکر جمع کرتے تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکل جاویں گے اور ان کا یہ گمان تھا کہ ان کے قلعہ ان کو اللہ سے بچالیوں گے سو آیا ان پر اللہ، اس جگہ سے جہاں انہیں خیال نہ تھا اور ڈالا ان کے دلوں میں رعب اجاڑتے تھے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سو عبرت پکڑو تم اے سمجھ والو ۱۲۔

الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝
اس آیت میں اسی قصّہ کا بیان ہے اور وہ لوگ جلاوطن ہو کے بعضے خیبر میں جا بسے بعضے شام میں اور بعضے اور جگہ۔

فصل دسویں غزوۂ خندق کے بیان میں

شرح غزوہ خندق کی یہ ہے کہ یحیٰ بن اخطب کہ بنی نضیر میں بڑا مفسد تھا۔ مع چند اشرار یہود بعد جلائے وطنی کے خیبر میں جا رہا۔ اور شب و روز اسی فکر میں رہتا تھا کہ اہل اسلام سے انتقام لے اس لئے وہ چند اور مفسد کہ سب قریب ۲۰ بیس آدمی کے تھے مکہ کو گئے اور قریش کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑائی کے لئے بوعدہ اپنی مدد اور تدبرات کے آمادہ کیا اور اس بات پر باہم ان کے عہد مستحکم ہوا۔ ابوسفیان نے چار ہزار آدمی مسلح جمع کئے اور مکے سے روانہ ہوا اور یحیٰ وغیرہ یہود قبیلہ غطفان کو گئے اور ان کو بھی بایں وعدہ کہ ایک سال چھوہارے خیبر کے تمہیں دیں گے آمادہ پیکار سید ابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا۔ عیینہ بن حصین فرازی کو سردار غطفان کا تھا۔ مع اپنے قبیلے اور چند قبائل کے اس کے ہم عہد تھے منزل مرالشہتران میں ابوسفیان سے جا ملے۔ سب اشترار کہ کے دس ہزار ہو گئے تھے۔ مدینہ کو روانہ ہوئے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی صحابہ سے آپ نے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان نے عرض کیا کہ میں نے ملک فارس میں دیکھا کہ جب کسی شہر پر بھاری لشکر چڑھ آتا ہے جس کے مقابلہ کی انہیں طاقت نہیں ہوتی گرد شہر کے خندق کھود لیتے ہیں اور اس کی پناہ میں لڑتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پسند آئی اور آپ نے خندق کھودنے کا پاس مدینہ کے بجانب کوہ سلع کے حکم دیا۔ اور طرفین مدینہ کی شہر پناہ کی دیوار اور عمارتوں سے محکم تھا۔ اس غزوہ کو غزوہ خندق اسی سبب سے کہتے ہیں بایں جہت کہ احزاب جمع حزب کی ہے۔ بمعنے جماعت کے۔ چونکہ کفار جماعتوں کو لے کر چڑھ آئے تھے۔ لہذا یہ غزوہ غزوۂ احزاب کہلایا۔

حال:۔ خندق کے کھودنے میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کے ساتھ شریک تھے اور سب اصحاب مہاجرین اور انصار خندق کھودنے میں بڑی محنت کرتے تھے اور آپ کا یہ حال تھا کہ بھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے تھے۔ حضرت جابرؓ نے یہ

حال دیکھا اور اپنی زوجہ کو کہا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوکا پایا۔ کچھ تدبیر آپ کے کھانا کھلانے کی کرنی چاہئے۔ انہوں نے ایک صاع جو کا آٹا نکالا اور گوندھ کے خمیر کیا۔ اور ایک بکری کا بچہ ذبح کرایا حضرت جابر رضہ نے جا کے حضور میں عرض کیا کہ میں نے تھوڑا کھانا پکایا ہے آپ تشریف لے چلیں۔ آپ نے چلا کے فرمایا کہ اے اہل خندق تمہارے لئے جابر رضہ نے دعوت کا کھانا پکوایا ہے جلدی چلو اور آپ نے جابر رضہ سے ارشاد فرمایا کہ جب تک میں نہ پہنچوں۔ ہانڈی نہ اتاریں۔ اور آٹا نہ پکاویں۔ حضرت جابر رضہ نے بڑھ کر اپنی زوجہ سے کہا کھانا تھوڑا ہے اور آپ سب اہل خندق کو لئے آتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ اور حضرت جابر رضہ نے حکم سنایا کہ ہانڈی قبل از تشریف آوری آپ کے نہ اتاریو اور نہ آٹا پکائیو۔ آپ تشریف لائے اور کھانے کے پاس جا کے آٹے اور ہانڈی میں آب دہن مبارک ڈال دیا اور دعائے برکت کی۔ پھر حضرت جابر رضہ کو آپ نے کہا۔ کہ ایک روٹی پکانے والی اور بلا لو۔ اور گوشت کی ہانڈی چولھے پر رہنے دو۔ اس میں سے گوشت نکال نکال کر پیالوں میں ڈال دو۔ پھر آپ نے کھلانا شروع کیا سب نے کہ ہزار تھے خوب سیر ہو کے کھایا اور ہانڈی گوشت کی ویسی ہی جوش مارتی تھی۔ جیسی پہلے سے تھی، اس میں گوشت ذرا کم نہ ہوا اور آٹا بھی اتنا ہی رہا جتنا تھا سبحان اللہ کیا برکت تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ پونے چار سیر آٹے کی روٹی اور ایک بکری کے گوشت سے اتنے بہت آدمیوں نے سیر ہو کے کھایا۔ اور کھانا اتنا ہی رہا۔

حال۔ خندق کھودنے میں ایک پتھر ایسا آیا۔ کہ صحابہ اس کے توڑنے سے عاجز ہوئے حضور خود وہاں تشریف لے گئے۔ اور پھاوڑا یا کدال آپ نے اس پتھر پر مارا وہ ایک تہائی ٹوٹ گیا۔ اور اس سے ایک بجلی چمکی جس سے آپ کو عمارات ملک شام کی نظر پڑیں آپ نے فرمایا اللہ اکبر۔ اللہ تعالےٰ نے ملک شام مجھے دیا۔ پھر آپ نے دوسری بار پتھر پر کدال مارا۔ پھر بجلی چمکی اور عمارات فارس کی اس میں آپ کو نظر پڑیں آپ نے فرمایا اللہ اکبر، خدایتعالےٰ نے ملک فارس مجھے دیا۔ پھر آپ نے کدال مارا پتھر پر پھر بجلی چمکی اور عمارات ملک یمن کی نظر پڑیں آپ نے فرمایا اللہ اکبر، خدایتعالےٰ نے مجھے ملک یمن دیا۔ اور وہ پتھر پاش پاش ہو گیا

ف۔ پیشینگوئی جو آپ نے فرمائی مطابق اس کے واقع ہوا۔ ملک یمن تو آپ کی حیات میں ہی قبضے میں آپ کے آیا تھا۔ لیکن بسبب ارتداد مرتدین اور دعوئے نبوت اسود علسی کے اس میں خلل ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضہ کے عہد میں وہ خلل رفع ہو گیا۔ اور ملک شام اور

فارس میں جہاد حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں شروع ہو گیا تھا۔ اور کچھ کچھ ملک اہل اسلام کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں کل ملک یمن اور کل ملک شام اور کل ملک فارس اہل اسلام کے قبضہ میں آیا۔

حال حیّ بن اخطب یہودی واسطے موافق کرنے بنی قریضہ کو ساتھ ابوسفیان اور احزاب کے محلہ بنی قریضہ میں گیا۔ راہ میں سے ابوسفیان نے حیئے کو واسطے اس کام کے روانہ کیا تھا، کعب سردار بنی قریظہ نے پہلے تو اظہار ناخوشی کا اس کے آنے سے کیا۔ بلکہ اس کو اپنے مکان کے اندر آنے کا اذن نہیں دیتا تھا۔ اور دروازہ نہیں کھولتا تھا۔ اور سنتے ہی اس آواز کے کہا۔ کہ یہ بڑا منحوس ہے اپنی قوم کا ستیاناس کر دیا۔ اب ہمارے تباہ کرنے کو آیا ہے لیکن اس کی مکر و فریب کی باتوں میں آ کر پہلے تو دروازہ کھولا۔ پھر نقض عہد پر ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور موافقت کفار پر مستحکم ہوا۔ اور کفار قریش اور احزاب کو کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور سب بنی قریظہ احزاب کے ساتھ متفق ہوئے۔

قصہ عجیب جوان انصاری

بعد مرتب ہونے خندق کے آپ نے وہاں لشکر اپنا قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت حضرت ابوسعید خدری وارد ہے کہ ایک نوجوان انصاری کہ حضرت ابوسعید خدری کے مکان کے سامنے اس کا مکان تھا بایں سبب کہ اس کا نیا بیاہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر خندق پر سے دوپہر کو آیا کرتا تھا۔ ایک دن آپ نے بوقت چلنے اس کے فرمایا۔ خالی ہاتھ مت جاؤ۔ کچھ ہتھیار لے لو۔ مجھے بنی قریظہ کا خوف ہے۔ اس جوان نے نیزہ اپنا لے لیا۔ جب گھر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ زوجہ اس کی دروازے پر کھڑی ہے۔ جوان نے بمقتضائے غیرت چاہا۔ کہ اپنی زوجہ کے نیزہ مارے۔ اس نے کہا کہ جلدی نہ کرو اندر جا کے دیکھ لو کہ مجھے کس چیز نے نکالا ہے۔ جوان اندر مکان کے گیا۔ دیکھا کہ اس کے بچھونے پر ایک بڑا سانپ بیٹھا ہے۔ جوان نے اس سانپ کو نیزہ مار کے نیزے میں پرو لیا اور سانپ نے تڑپ کے جوان کو کاٹ کھایا۔ پھر معلوم نہ ہوا کہ وہ سانپ پہلے مرا یا جوان پہلے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ یہ جوان زندہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جاؤ تجہیز و تکفین کر کے دفن کر دو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مکانوں میں ایک قسم کے سانپ ہوتے ہیں۔ کہ عوام کہلاتے ہیں۔ جب سانپ امکان میں نمودار

ہو تو دیکھتے ہی نہ مار ڈالو۔ تین دن اس سے کہہ دو۔ کہ پھر نہ نکلیو پھر اگر وہ دکھلائی دے تو اسے مار ڈالو سدف آپ نے جوان سے چلتے وقت ہتھیار لے لینے کو جو فرمایا اس کا یہ بھی ایک نفع ہوا کہ جوان کو مکان میں پہنچتے ہی ہتھیار کی حاجت ہوئی

حال جب لشکر کفار کا آ پہنچا۔ خندق دیکھ کر بہت متحیر ہوا۔ اس لئے عرب نے تو یہ صورت کبھی نہ دیکھی تھی اور متصل خندق کے خیمہ زن ہو کے تیر و سنگ سے لڑتے رہے۔ اور ہمیشہ خندق پر حملہ کرتے رہے۔ آنحضرت اور لشکر اصحاب اخیار بھی تیر و سنگ سے لڑتے رہے۔ اور ان کو دفع کرتے رہے کتب حدیث میں ہے کہ ایک بار بسبب ان کی یورش کے کہ آپ ان کی مدافعت میں مشغول رہے۔

بیان چار وقت کی نماز قضا ہونے کا

چار وقت کی نمازیں آپ کی قضا ہو گئیں کہ بترتیب قضا کیں یعنی مقدم نماز کو پہلے اس کے بعد اس کے بعد والی مثلاً ظہر کی۔ پھر عصر کی۔ پھر مغرب اور ایک بار عصر کی نماز آپ کی قضا ہو گئی آپ نے فرمایا مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَہُمْ وَقُبُوْرَہُمْ نَارًا کَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی الصَّلٰوۃِ الْعَصْرِ

یعنی خدائے تعالےٰ کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے جیسا انہوں نے ہمیں نماز وسطی سے کہ نماز عصر ہے۔ باز رکھا۔

ف۔ وسطیٰ کے معنے عربی میں بیچ والی کے بھی ہیں۔ اور افضل کے بھی حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی میں مفسرین نے لفظ وسطیٰ کی دونوں طرح تفسیر کی ہے اور اس بات میں کہ نماز وسطیٰ کون ہے۔ بڑا اختلاف ہے۔ ہر نماز کی طرف لوگ گئے ہیں۔ مگر حنفیہ کے نزدیک ترجیح اس بات کو ہے۔ کہ نماز عصر ہے۔ چنانچہ اشباہ النظائر میں لکھا ہے۔ اور حدیث جو اوپر مذکور ہے وہ صاف اس مطلب پر دلیل ہے۔ اور بیچ والی ہونے نماز عصر کی یہ وجہ ہے۔ کہ ایک طرف اس کے دو دن کی نمازیں ہیں یعنی فجر و ظہر دوسری طرف اس کے دو رات کی نمازیں یعنی مغرب و عشا اور فضیلت نماز عصر کی یہ وجہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس کی نماز عصر کی فوت ہو گویا لڑکے بالے اس کے اور گھر بار اس کا سب چھن گیا

حال۔ عمرو بن عبدود ایک پہلوان شجاع مشہور تھا۔ حتیٰ کہ لوگ اسے ہزار مرد کے مقابل کہتے تھے وہ ایک بار قافلہ قریش پر کہ تجارت کو گیا تھا کہ قزاق آ پڑے کہتے ہیں کہ پچاس تھے اور عمرو بن عبدود نے تنہا ان کے مقابل ہو کے حملہ کیا سب بھاگ گئے جنگ بدر سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا اور اس نے عہد کیا تھا کہ جب تک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتقام نہ لوں گا۔ تیل سر میں نہ ڈالوں گا سو عمرو مذکور خندق پر یورش کر کے آیا۔ اور ایک جگہ

تنگ خندق کی پا کے اُدھر سے خندق کے اندر گھس آیا۔ اور اس نے مبارزت یعنی مقابل واسطے لڑائی کے طلب کیا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حیدر کرار اسد اللہ الغالب علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اس کی مبارزت کے لئے بھیجا اور ان کے لئے دعائے محفوظی اور غالب آنے کی فرمائی اور ذوالفقار ان کو عنایت فرمائی۔ جب حضرت علیؓ عمرو بن عبدود کے مقابل ہوئے۔ انہیں دیکھ کے وہ بہت ہنسا۔ حضرت علیؓ نوجوان و کم عمر تھے کہنے لگا تم لڑکے ہو تم پر میں ہاتھ ڈالوں اور تمہارے باپ ابو طالب سے اور مجھ سے دوستی تھی۔ تم میرے بھتیجے ہوتے ہو میں نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں۔ حضرت علی نے کہا میرا جی تو چاہتا ہے کہ خدا کی رضا کے لئے تجھے قتل کروں۔ پھر جھپٹ کے حضرت علی اس سے بھڑ گئے۔ اور آپس میں ہتھیار چلنا شروع ہؤا اس کی تلوار حضرت علیؓ نے سر پہ لی۔ مگر اس زور سے اس نے ہاتھ مارا کہ سپر کٹ گئی۔ اور تھوڑا اثر اس کا سر مبارک حضرت علیؓ میں پہنچا۔ اور حضرت علیؓ نے ایسی تلوار ماری کہ سر اس کا دور جا گرا۔ حضرت علیؓ نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔ پہلے مکان مبارزت میں گرد اڑی تھی کہ لشکر اسلام کو حال جنگ نظر نہیں پڑتا تھا۔ جب آواز تکبیر کی سنی آپؐ خوش ہوئے۔ اور کفار احزاب کو بڑا رنج ہؤا۔ گویا ان کی کمر ٹوٹ گئی۔

حال۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے تفرقہ ڈالنے کے احزاب میں یہ تدبیر سوچی کہ ایک ثلث پیداوار خرمائے مدینہ کا قبیلہ غطفان[1] کو اور فرازہ[2] کو دیا تا کہ وہ قریش سے الگ ہو کے اپنے گھروں کو پھر جاویں۔ وہ بھی اس بات سے راضی ہوئے۔ صحابہ سے آپ نے اس بات میں مشورہ کیا۔ انصار نے عرض کیا۔ کہ ان کفار کی کیا حقیقت ہے کہ دندان طمع خرمائے مدینہ پہ دراز کریں۔ جب ہم مشرک تھے۔ تب تو ان کا حوصلہ ایسا نہ تھا۔ اب ہمیں خدائے تعالیٰ نے عزت اسلام کی دی اب ہم کیوں ایسی ذلت اختیار کریں۔ ہم کبھی ایک چھوہارا انہیں نہ دیں گے۔ ہمارے پاس ان کے لئے سوا تلوار کے کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ تجویز اس لئے کی کہ سارے عرب نے ایک کمان سے تم پر تیر مارنا شروع کیا میں نے چاہا کہ ان کو متفرق کر دوں۔ لیکن تمہاری مصلحت نہیں ہے پس کچھ ضرورت نہیں ــــ حال ف۔ ایک شخص کہ اعزہ قبیلہ غطفان[3] میں سے تھے۔ اور نعیم بن مسعود

[1] غطفان بفتح غین معجمہ وطائے مہملہ و نام قبیلہ ۔ ۱۲ [2] فرازہ بفتح فاو رائے معجمہ و رائے مہملہ و ہا نام قبیلہ ۱۲
ف۔ حسن تدبیر نعیم رضی اللہ عنہ سے نفاق ہو جانا فیما بین قریش اور بنی قریظہ کے۔ ۱۲ [3] نعیم بضم نون فتح عین مہملہ بصیغہ تصغیر قاموس میں ہے نعیم کزبیر ۱۲ منہ سے

ان کا نام تھا۔ حضور میں آ کے مشرف با اسلام ہوئے۔ اور انہوں نے عرض کیا کہ میں ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی لشکر قریش اور بنی قریظہ میں کر سکتا ہوں۔ اگر حضور مجھے اجازت دیں کہ جو میرے جی میں آوے سو کہوں میرے اسلام کی انہیں خبر نہیں اور میرا انہیں اعتبار ہے میری بات انہیں اثر کر جائے گی۔ آپ نے اجازت فرمائی۔ وہ پہلے بنی قریظہ میں گئے اور ان سے بہت التیام اور نیک خواہی کی باتیں کیں۔ وہ ان کی ملاقات سے بہت راضی ہوئے پھر نعیم نے کہا کہ جو تم قریش اور غطفان سے موافق ہوئے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تم نے نقض عہد کیا۔ بیجا کیا۔ اگر قریش محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تمام نہ کریں گے اور پھر جاویں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر فوج کشی کر کے تمہارا کام تمام کریں گے۔ اور تمہیں تنہا ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ یہود نے کہا اب اس کی کیا تدبیر ہے۔ نعیم نے کہا اب میری یہ صلاح ہے کہ تم قریش اور غطفان کو پیغام بھیجو کہ تم دو چار سردار یا اولاد سرداروں کی بطور اول[۱] کے دیویں کہ تمہارے پاس رہیں۔ تاکہ جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا قصد کریں۔ بضرورت حفظ اپنے سرداروں یا ان کی اولاد کے قریش اور غطفان کو تمہاری مدد کے لئے آنا ضرور ہوگا اگر وہ اس بات کو مان لیں تو سمجھ لو کہ دل سے انہیں تمہارا خیال ہے نہیں تو وہ دل سے تمہارے دوست نہیں۔ یہود بنی قریظہ نے اس صلاح کو بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ ہم قریش سے یہی پیغام کریں گے۔ بعد ازیں نعیم وہاں سے اٹھ کے قریش کے پاس آئے۔ ان سے پہلے اپنا اخلاص اور نیک خواہ ہونا ظاہر کر کے کہا کہ بنی قریظہ کی ہم نے ایک خبر سنی ہے کہ تم سے خیر خواہی بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ بنی قریظہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے در پردہ مل گئے ہیں اور انہوں نے اقرار کیا ہے کہ ہم قریش کی اب مدد نہ کریں گے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کہلا بھیجا ہے کہ تمہاری طرف سے دل ہمارا تب صاف ہوگا جب تم قریش میں سے کچھ عمدہ آدمی ہمارے ہاتھ گرفتار کرادو گے۔ سو بنی قریظہ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا ہے کہ کسی بہانے سے ہم سرداران قریش میں سے چند آدمی طلب کر کے تمہارے حوالے کر دیں گے۔ سو اگر وہ تم سے آدمی طلب کریں تو تم ہرگز نہ بھیجو۔ قریش نے یہ خبر سنکر نعیم کی خیر خواہی کا احسان مانا اور نعیم وہاں سے اٹھ آئے۔ اور غطفان کے لوگوں سے بھی یہ ہی بیان کر دیا۔ بعد ازاں قریش نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہمیں یہاں پڑے ہوئے بہت دن گذر گئے۔ اب تم ہماری مدد کے لئے آؤ تو یکبارگی حملہ کریں گے

[۱] اول اسے کہتے ہیں کہ کسی سردار کی اولاد یا قریب کا کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس رکھ لے۔ اس خیال سے کہ وہ شخص بہ خیال اپنی اولاد کے مخالفت نہ کرے۔ ۱۲۔ منہ

اس کے جواب میں بنی قریظہ کی جانب سے اسی تقریر سے جو نعیم نے بتائی تھی جواب آیا۔ قریش نے سنتے ہی کہا کہ نعیم نے سچ کہا تھا حقیقت میں بنی قریظہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل گئے ہیں اور صاف اس بات سے انکار کر کے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا۔ بنی قریظہ نے کہا نعیم سچ کہتا ہے۔ حقیقت میں قریش دل سے ہمارے دوست نہیں۔ اور فی الواقعی یہود بنی قریظہ اور قریش میں بگاڑ ہو گیا :

ف ۔حدیث میں آیا ہے اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی لڑائی فریب ہے مطابق اس کے حضرت نعیم سے واقع ہوا۔ ایسا فریب اور جھوٹ گناہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے ۔ ہاں غدر یعنے خلاف عہد کے کرنا دشمن اور کافر سے بھی جائز نہیں۔

حال ۔جب قریش اور احزاب کو زیادہ دن گذر گئے ۔سردی شدت کی پڑنے لگی ۔اور بسبب ناموافقت بنی قریظہ کے ان کے دل سرد ہو گئے اللہ جل جلالہ نے ایک پوروائی ہوا نہایت تیز و تند بھیجی ۔جس سے خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں ۔میخیں اکھڑ گئیں گھوڑوں نے لشکر میں چھوٹ کر دند مچایا۔ ہانڈیاں الٹ گئیں ۔ شدت سردی اور صدمہ ہوا سے سب بہت گھبرائے اور پھر جانے کا ارادہ مصمم ہو گیا ۔ اس رات کو جب کہ باد تند کا لشکر کفار پر بہت صدمہ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کوئی جا کے احزاب کی خبر لاوے ۔پھر آپ نے بتعیین حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا۔ اور سردی شدت کی جو پڑتی تھی اس سے محفوظی کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ ببرکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے میں مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا ہوں۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ کسی پر ہاتھ نہ ڈالیو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں متصل خیمہ ابوسفیان کے جا پہنچا اندر خیمہ ابوسفیان کے آگ جلتی تھی اس سے ابوسفیان تاپ رہا تھا۔ میرے[1] جی میں آیا۔ ابوسفیان نے لشکر کے لوگوں سے کہا اس میدان میں پڑے پڑے تنگ آ گئے ہیں۔ سردی کی یہ تکلیف ہے ہوائے تند نے یہ بلا نازل کی ہے یہود بنی قریظہ نے بے وفائی کی اب یہاں ٹھہرنا ہرگز صلاح نہیں ۔پھر لشکر میں واسطے کوچ کے پکار دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر کے یہ خبر حضور اقدس میں پہنچائی۔ اور اسی رات لشکر کفار چلا گیا۔ سورۂ احزاب میں اس غزوے کے حالات کا ذکر ہے اور اس آیت میں[2] یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ج ۔

---

[1] کہ قتل کر دوں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا تھا ۔۱۲ [2] اے ایمان والو یاد رکھو اللہ کا احسان جو کیا تم پر جب آئیں تم پر مصیبتیں پھر بھیجی ہم نے ان پر ہوا اور ایسی فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں ۔۱۲

ہوا کا اور ملائکہ کا مامور ہونا واسطے دفع لشکر کفار کے مذکور ہے۔

حال۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب لشکر کفار پھر گیا۔ آپ نے فرمایا اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا اب ہم ان پر چڑھ جاویں گے اور ہم پر چڑھ کے نہ آسکیں گے سو مطابق پیشنگوئی کے واقع ہوا کہ بعد غزوہ خندق کے پھر کفار آپ پر لشکر نہ لاسکے آپ ہی ان پر غزوہ فتح مکہ میں لشکر لے گئے۔

فصل گیارہویں غزوہ بنی قریظہ کے بیان میں

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فتح غزوہ احزاب کے دولت خانہ میں تشریف لائے آپ نہا رہے تھے کہ حضرت جبریل آئے اور آپ سے کہا کہ تم نے ہتھیار کھول ڈالے اور ہم نے ابھی نہیں کھولے خدا تعالے کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کرو۔ آپ نے اسی وقت روانگی لشکر کا حکم دیا اور فرمایا کوئی نماز عصر نہ پڑھے۔ مگر بنی قریظہ کے محلہ میں اصحاب روانہ ہوئے۔ راہ میں آفتاب غروب ہونے لگا۔ بعضوں نے نماز پڑھ لی اور کہا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلد پہنچنا ہے نماز کا قضا کرنا مقصود نہیں۔ اور بعضوں نے نہ پڑھی۔ بنی قریظہ میں پہنچ کر قضا پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کے کسی پر عتاب نہیں کیا۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطائے اجتہادی سے مواخذہ نہیں ہوتا۔ دونوں میں سے ایک بیشک خطا پر تھے اور آپ نے عتاب نہ فرمایا۔ اور نماز پڑھنے والے حنفیہ کے مشابہ ہیں اور قضا کرنے والے شافعیہ کے۔

حال۔ آپ نے مع لشکر بنی قریظہ کو گھیرا۔ اور قافیہ ان کا تنگ کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے گڑھی سے اترنا چاہا۔ ابو لبابہ انصاری سے کہ قبیلہ اوس سے تھے جو ساتھ بنی قریظہ کے ہم عہد تھا۔ اس بات میں مشورت کی اور کہا کہ ہم اس بات پر اتر آویں کہ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہمارے لئے حکم دیں ہمیں منظور ہے۔ ابولبابہ نے کہا بہتر ہے۔ مگر اس وقت اپنے گلے پر ہاتھ رکھا اس اشارہ کو کہ آپ قتل کا حکم دیں گے۔ پھر اسی وقت یہ سوچے کہ مجھ سے بڑا قصور ہوا اور میں نے اللہ اور رسول سے خیانت کی۔ وہاں سے روانہ ہو کے اپنے تئیں مسجد شریف کے ستون میں باندھ دیا اور کہا جب خدا تعالے میری توبہ قبول کرے گا تب ہی کھلوں گا۔ پندرہ دن تک بندھے رہے ایک لڑکی ان کی انہیں کھانا کھلاجاتی تھی۔ اور حاجت ضروری کے لئے کھول دیتی تھی۔ آپ نے

ابولبابہ کے بندھے کی خبر سن کر فرمایا کہ اگر وہ ایسے ہی میرے پاس چلے آتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا۔ لیکن جب وہ ستون مسجد میں جا بندھے۔ جب تک خدا تعالیٰ کا حکم نہ آوے گا میں نہ کھولوں گا۔ القصہ پندرہ دن بندھے رہے۔ تب اللہ جل جلالہ نے حکم اُن کی معافی قصور کا بھیجا۔ آپ حضرت ام سلمہ کے حجرے میں تھے کہ سحر کے وقت یہ حکم نازل ہُوا اور حضرت ام سلمہ نے ابولبابہ کو پکار کے خبر دی لوگ دوڑے کہ انہیں کھول دیں۔ ابولبابہ نے کہا مجھے کوئی نہ کھولے میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے کھلوں گا۔ صبح کو آپ نکلے ابولبابہ کو اپنے دستِ مبارک سے کھول دیا۔

جان دینا ایک یہودیہ کا محبت خاوند میں

ایام محاصرہ میں ایک یہودی کی زوجہ نے کہ شوہر سے بڑی محبت رکھتی تھی۔ کہا افسوس ہے اب تیری جان بچتی نظر نہیں آتی۔ تیری جدائی کا بہت قلق ہے۔ یہودی نے کہا کیا رنج ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو نہیں مارتے۔ لونڈی کر لیتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بغیر تیرے مجھے جینا پسند نہیں۔ یہودی نے کہا کہ اگر تو یہی ہے فلانے برج کے تلے کچھ مسلمان سوتے ہیں۔ تو ادھر پتھر لڑھکا کے ایک مسلمان کو مار ڈال اس کے قصاص میں البتہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے قتل کریں گے۔ یہ صورت البتہ میری جان کے ساتھ تیری جان جانیکی ہے۔ اس کافرہ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب بنی قریظہ قتل ہوئے ایک یہودیہ میرے حجرے میں بیٹھی تھی۔ ایک شخص نے اسے باہر بلایا۔ وہ ہنستی ہوئی اٹھی اور کہا مجھے قتل کو بلاتے ہیں۔ میں نے کہا ہماری شریعت میں عورتوں کو قتل نہیں کرتے۔ اس نے اپنا قصہ بیان کیا۔ مجھے اس بات کا بڑا تعجب ہوا۔ کہ قتل کے واسطے ہنستی تھی۔

حال۔ بنی قریظہ نے گھبرا کے درخواست کی کہ ہم اس طرح اترتے ہیں کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لئے حکم دیں ہمیں منظور ہے۔ وہ صحابی انصاری قبیلہ اوس میں سے تھے۔ جو بنی قریظہ کے حلیف تھے۔ اور ان کے غزوۂ خندق میں تیر ہاتھ کی ایک رگ میں لگا تھا۔ کہ خون بند نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اگر قریش سے آپ کی لڑائی باقی ہے تو مجھے مہلت دے کہ میں خوب میدان جنگ میں اس سے لڑوں۔ نہیں تو اس تیر سے میری شہادت ہو جاوے لیکن اتنی مہلت مجھے ہو کہ میں بنی قریظہ کی بدعہدی کی سزا دیکھ لوں فوراً خون بند ہو گیا۔ جب بنی

قریظہ اس کے حکم پہ راضی ہوئے بنی قریظہ کو یہ خیال تھا کہ جیسے عبداللہ بن ابی نے اپنے ہم عہدوں یعنے قینقاع کی رعایت کرکے جان بچائی - یہ بھی رعایت کریں گے - اوراس باب میں اور لوگوں نے بھی حضرت سعد سے کہا - لیکن انہوں نے التفات نہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مردان میں کے قتل کیئے جاویں گے اور عورتیں لڑکے لونڈی غلام کرلئے جاویں گے اور مال وجائداد ان کی سب ضبط ہو آپنے فرمایا کہ تم نے مطابق حکم فرشتے کے دیا - اور آپ نے چار سو یہودی بنی قریظہ کو جتنے مرد تھے قتل کروادیا - اور عورت ولڑکوں کو لونڈی غلام کرلیا - اور مال منقولہ وغیر منقولہ سب اہل اسلام میں حسب الحکم خدائے تعالیٰ تقسیم ہؤا -

فصل بارہویں (۱۲) قتل کعب[۱] بن اشرف کے بیان میں

کعب بن اشرف ایک یہودی بڑا مال دار تھا - اور وہ بھی نہایت دشمنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا تھا اور محمد بن مسلمہ[۲] صحابی انصاری اس کے قتل کے لئے مامور ہوئے - انہوں نے اجازت حاصل کی - جو کچھ جی میں آوے کہیں - پھر کعب بن اشرف کے پاس گئے - اس سے ان کا ایک رابطہ قدیم تھا - اس نے پوچھا کہ کیسے آئے انہوں نے کہا کہ ضرورت قرض لینے کی ہے - جب سے یہ شخص آیا ہے اور اشارہ طرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا - تب سے ہم کو بڑی زیر باری ہے - ہمیشہ نئے نئے خرچ ہمارے ذمے پڑتے ہیں - کعب نے کہا کہ آئندہ زیادہ اس کے رکھنے سے پشیمانی حاصل کروگے یعنے انہیں نکال کیوں نہیں دیتے محمد بن مسلمہ نے کہا - کہ اپنے عہد اور بات کا خیال ہے اس لئے ابھی ان کا چھوڑ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ابھی چند روز دیکھتے ہیں - چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محمد بن مسلمہ نے شکایت کی کعب راضی ہؤا - بعدازیں قرض کے باب میں اس نے کہا کہ کچھ رہن کے لئے لے آؤ - آخر گفتگو میں یہ بات قرار پائی کہ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ کچھ ہتھیار میں رہن کے لئے شام کو لے آؤں گا - شام کو محمد بن مسلمہ مع ابونائلہ کہ رضاعی بھائی کعب کے تھے - کعب کے مکان پہ گئے - وہ اس وقت اندر مکان کے زنانے میں تھا انہوں نے اس کو بلایا - اس نے ارادہ باہر آنے کا کیا - اس کی زوجہ نے کہا کہ تم مت جاؤ - اس آواز

---

[۱] یہ قصہ اگرچہ ۳ھ میں واقع ہوا - مگر اس مقام پر بمناسبت قصہ ابورافع کے لکھا گیا ہے اور غزوہ احد سے تا غزوہ بنی قریظہ سب فصلوں میں ایک کو دوسرے سے علاقہ ہے لہذا وہ سب مفصل لکھے گئے ہیں [۲] بفتح میم ولام ۱۲ منہ

سے خون ٹپکتا ہے صحیح بخاری میں اسی قدر ہے اور بعضے روایات میں ہے کہ اس نے بہت مبالغہ رو کرنے میں کیا۔ اور لپٹ گئی۔ مگر کعب نے نہ مانا۔ اور کہا کچھ اندیشہ نہیں۔ میرا دوست محمد بن مسلمہ ہے اور رضاعی بھائی میرا بونائلہ ہے۔ اپنے کام کے لئے . . . . آئے ہیں۔ لکھا ہے کہ وہ عورت کاہنہ تھی۔ آواز سنتے ہی اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں۔ القصہ کعب باہر آیا۔ محمد بن مسلمہ رضؓ کے ساتھ ہوا۔ بونائلہ کے تین آدمی اور تھے صحیح بخاری میں ان تینوں کا نام جبس بن جبر اور حارث بن اوس اور عباد بن بشر لکھا ہے اور اس کے آنے سے پہلے محمدؐ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ میں بالوں میں ہاتھ لگانے کے بہانے سے کعب کے بال پکڑ لوں گا۔ تب تم اس کا سر کاٹ لیجیو۔ جب کعب آ کے بیٹھا اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائے تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تم اس وقت خوب ستھرے پاکیزہ معلوم ہوتے ہو۔ خوشبو خوب تمہارے بدن میں مہکتی ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس عورتیں بہت پاکیزہ ہیں اچھی اچھی خوشبو میرے لگتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے سر کے بالوں میں بہت خوشبو آتی ہے اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سونگھوں اس نے کہا بہت اچھا محمد بن مسلمہ نے اس کے بال ہاتھ میں لئے اور سونگھنے لگے اور ساتھیوں کو سنگھائے پھر دوسری بار سونگھنے کی اجازت لی۔ اور پھر خوب مضبوط ان کے بالوں کو پکڑا۔ اور ہمراہیوں سے کہا کہ لو۔ انہوں نے کعب کا سر کاٹ لیا۔ اور حضور اقدس میں آنے کی خبر کی اور سر ناپاک کعب کا آپ کے قدموں کے تلے خاک مذلت پر ڈال دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ پہلا سر جو زمانہ اسلام میں کٹ کے حضور اقدس میں آیا یہ سر تھا۔ اور بھی مدارج النبوۃ میں ہے کہ بوقت سر کاٹنے کعب کے حارث بن اوس کے اپنے ساتھیوں ہی کے تلوار سے زخم آیا تھا اور خون جاری تھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زخم کو ہاتھ سے مل دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

فصل تیرھویں قتل ابورافع یہودی کے بیان میں

ابورافع ایک یہودی تھا۔ سوداگر بڑا مالدار ایک گڑھی میں خیبر کے متصل رہتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت عداوت رکھتا تھا لوگوں کو آپ سے لڑنے کی ترغیب دیتا تھا۔ اور اسباب میں مدد کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک اصحابی انصاری کو چند آدمی انصار پر سردار کر کے اس کے قتل کو بھیجا قریب شام کے عبداللہ بن عتیک منقل

اس گڑھی کے پہنچے اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ٹھہرو میں اکیلا جاتا ہوں اور ڈھب لگے گا تو چپکے سے گھس کے ابورافع کا کام تمام کروں گا۔ جب اس کے دروازے کے پاس پہنچے معلوم ہوا کہ کوئی گدھا گم ہو گیا تھا اس کی تلاش کے لئے کچھ لوگ مشعل لے کے نکلے تھے۔ یہ ان لوگوں میں مل گئے جب وہ لوگ دروازے میں داخل ہونے لگے۔ یہ باہر دروازے کے سامنے اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی پیشاب کو بیٹھا ہے۔ کہا۔ اے بندۂ خدا جلد آئیں کواڑ بند کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک دروازے میں داخل ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ میں ایک گدھے کے تھان میں چھپ رہا۔ اور دربان نے جہاں کنجیاں رکھ دیں ان کا میں نے دھیان رکھا۔ جب وہ سو رہا میں نے وہ کنجیاں اٹھا لیں۔ ابورافع کے پاس کہ بالاخانے میں تھا دیر تک قصہ کہانی کا قصہ کرتا رہا۔ جب وہ خاموش ہوا۔ میں بالاخانے پر گیا اور جس دروازے کو کھولتا تھا اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ کہ کوئی باہر سے نہ آ سکے۔ ابورافع اپنے اہل و عیال میں سوتا تھا۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں ہے۔ میں نے پکارا کہ اے ابورافع۔ وہ بولا۔ اس کی آواز پر میں نے تلوار لگائی۔ تلوار نے کچھ کام نہیں کیا۔ ابورافع نے ایک چیخ ماری اور میں اس کے مکان سے باہر ہو گیا۔ اور ذرا ٹھہر کے پھر مکان کے اندر جا کے میں نے آواز بدل کے کہا کیا ہے ابورافع کیوں آواز کی اس نے کہا خرابی ہو تمہیں ابھی کسی نے مجھ پر حربہ کیا تب میں نے بڑھ کے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کے اس زور سے دبائی کہ پیٹھ کی ہڈیوں کی جانب پہنچ گئی۔ اور وہاں سے دروازے کھولتا ہوا چلا زینہ پر سے اترتے ہوئے چاندنی رات میں سمجھا کہ زمین آ گئی پاؤں دھوکے سے بڑھا کے دھرا میں گر پڑا۔ پنڈلی کی ہڈی میری ٹوٹ گئی۔ میں نے پگڑی پھاڑ کر پٹی چوٹ پر باندھی اور دروازے سے نکل کر گڑھی کے متصل ٹھہرا۔ بایں ارادہ کہ جب خوب تحقیق سے معلوم ہوگا کہ ابورافع مر گیا۔ تب یہاں سے چلوں گا۔ جب صبح ہوئی تب میں نے سنا کہ قلعہ کے برج پر نوحہ کرنے والی عورت نے پکارا۔ اَلْعِیْ اَبَارَافِعٍ تَاجِرَ اَهْلِ الْحِجَازِ خبر موت سناتی ہوں میں ابورافع تاجر اہل حجاز کی۔ تب میں نے وہاں سے چل کے اپنے ہمراہیوں کے پاس پہنچ کے قتل ابورافع کی خبر دی۔ اور کہا تم جا کے حضور اقدس میں خبر پہنچاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں اور لنگڑاتا ہوا چلا مگر یاروں سے جلد پہنچا۔ اور سب حال حضور میں عرض کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے آپؐ نے دست مبارک چوٹ کی جگہ پر پھیرا فوراً پنڈلی کی ہڈی جڑ گئی۔ پاؤں بالکل اچھا ہو گیا۔ ایسا کہ کبھی چوٹ نہیں لگی تھی۔

فصل چودھویں قصۂ افک کے بیان میں

منجملہ وقائع زمان ہجرت کے قصۂ افک ہے افک کہتے ہیں جھوٹ اور تہمت لگانے کو حضرت عائشہؓ کو تہمت منافقین نے لگائی تھی۔ اور مخلصین بھی براہ نادانی اس میں شریک ہو گئے تھے شرح اس قصہ کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ مریسیع میں اور اسی کو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں۔ تشریف لے گئے تھے اور حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ تھیں۔ ایک ہودے میں سوار ہوا کرتی تھیں۔ بعد فراغت کے اس غزوہ سے پھرتے وقت ایک دفعہ رات کو قضائے حاجت کے لئے اٹھ کر گئیں۔ ایک مہرہ ان کے گلے میں تھا۔ وہ کہیں ٹوٹ پڑا۔ راہ سے اس کی تلاش کو پھر گئیں۔ تلاش میں اس کی دیر لگی لشکر کوچ کر گیا۔ جو آدمی ہودے کے اٹھانے اور اونٹ پر رکھنے کے لئے مقرر تھے انہوں نے خالی ہودے کو اونٹ پر رکھ دیا۔ حضرت عائشہؓ ان دنوں میں کم عمر ہلکی دبلی پتلی تھیں۔ اس سبب سے خالی بھرے ہودے کے اٹھانے والے کو تمیز نہ ہوئی حضرت عائشہؓ مہرہ پا کے پھر کے لشکر میں جب پہنچیں دیکھا کہ لشکر روانہ ہو گیا ہے۔ بدن پر کپڑا لپیٹ کر وہاں لیٹ رہیں اور سو گئیں۔ ایک صحابہ کہ صفوان بن معطل[1] ان کا نام تھا ان کو آپ کا حکم تھا کہ جب لشکر روانہ ہووے تب وہ چلیں اور سب لشکر کے آخر میں ان کا ڈیرا ہوتا تھا تاکہ جو چیز رہ گئی ہو تو اس کو لیتے آویں وہ وہاں پہنچے حضرت عائشہؓ کو اس حالت میں دیکھ کر چلا کے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ حضرت عائشہؓ ان کی آواز سے جاگ پڑیں اور منہ چھپا لیا اور صفوان نے اپنی اونٹنی بٹھائی۔ حضرت عائشہ رضؓ اس پر سوار ہوئیں صفوان نے مہار اونٹنی کی پکڑ لی اور لشکر میں حضرت عائشہ کو پہنچا دیا منافقین نے صفوان سے حضرت عائشہ رضؓ کو متہم کیا۔ عبداللہ بن ابی سلول کہ منافقین کا سردار تھا۔ اس نے مدینہ میں اس قصہ کو مشہور کیا اور چرچا اس کا پھیلایا۔ حسان بن ثابت انصاری اور مسطح[1] بن اثاثہ اور حمنہ[2] بنت جحش منجملہ مخلصین بھی اس میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضؓ کو اس کی خبر نہ تھی۔ مدینہ میں

---

[1] بکسر میم و سین مہملہ ساکنہ و طائے مہملہ مفتوحہ حائے مہملہ بن اثاثہ بضم ہمزہ و ثائے مثلثہ دیگر وہ نام صحابی برادر خالہ زادہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۱۲ [2] حمنہ بفتح ہائے مہملہ و میم ساکنہ و نون و ہا بنت جحش بفتح جیم و سکون خائے مہملہ و شین معجمہ صحابیہ خواہر زینب جحش کی کہ ازواج مطہرات میں تھیں۔ ۱۲ منہ

پہنچنے کے بعد انہیں بخار آنے لگا۔ کچھ افاقہ نہ ہُوا تھا کہ ایک بار وہ رات کو مسطح کی ماں کے ساتھ واسطے پاخانہ کے باہر گئی تھیں تب تک مکانوں میں پاخانے نہیں بنے تھے راہ میں مسطح کی ماں نے مسطح کو کوسا۔ کہا تعس مسطح ہلاک ہو مسطح حضرت عائشہ نے کہا کہ مسطح کو کیوں کوستی ہو۔ وہ اصحابی ہے بدر میں حاضر ہُوا تھا مسطح کی ماں نے کہا کہ تمہیں خبر نہیں۔ جس طوفان میں وہ شریک ہے اور مقولہ افک والوں کا بیان کیا۔ حضرت عائشہ کے ہوش جاتے رہے۔ بخار زیادہ چڑھ آیا اور صبح کو جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر میکے چلی گئیں اور وہاں سے یہ قصہ بیان کیا۔ اور رونا شروع کیا۔ اور ایک دن اور دو رات برابر روتی رہیں۔ آنسو تھمتے ہی نہ تھے صبح کو ایک عورت انصار کی وہاں آئی اور ان کے ساتھ رونے میں شریک ہوئی اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس قصہ کا رنج ہُوا اور آپ نے تفتیش کی۔ عورت خادمہ سے کہ بریدہ انکا نام تھا پوچھا۔ اس نے تعریف حضرت عائشہ کی بیان کی۔ اور کہا کہ لڑکی ہے بےخبر۔ خمیر کو رکھ دیتی ہے بکری کا بچہ آکر کھا جاتا ہے۔ یعنی کچھ دنیا کی چھل بل نہیں جانتی۔ اور اکثر صحابہ نے بھی کلمہ خیر ہی کہا۔ ایک دن آپ نے خطبہ بھی اس باب میں فرمایا اور کہا کہ میں اپنے اہل کا سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام لیتے ہیں اس کی آمد و رفت میرے یہاں جب ہوئی ہے میرے ہی پاس میرے سامنے ہوئی۔ لیکن چونکہ انبیائے کرام میں شائبہ بشریت ہوتا ہے تا وقتیکہ جناب باری سے برأت حضرت عائشہؓ کی نازل نہ ہوئی آپ کو ایک گونہ تردد رہا اور حضرت عائشہ رض کہتی تھیں کہ ان دنوں کچھ لطف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے آپ پر کم پاتی تھیں۔ جب میں ماں کے گھر آئی ایک دن آپ نے وہاں آکے روتے دیکھ کے فرمایا کہ اے عائشہ رض اگر تجھ سے گناہ نہیں ہُوا ہے تیری پاکی خدا تعالےٰ ظاہر کر دیگا۔ اور اگر گناہ ہُوا ہے تو توبہ کر کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تم ان کی بات کا جواب دو۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم اس کا دو۔ انہوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور میرے آنسو تھم گئے میں نے کہا میں نہیں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے جو بات سنی اس کا تمہیں یقین نہ ہوگا اور اگر میں اقرار کروں گی حالانکہ میں بیگناہ ہو تو تم لوگ یقین کرو گے۔ میرے حال کے مطابق بات یوسفؑ کے باپ کی ہے۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ۔ اب صبر ہے اچھا اور اللہ کی مدد چاہیئے۔ تمہاری باتوں پر مارے غم کے اس وقت حضرت یعقوب کا نام ان کی زبان پر نہیں آیا۔ اس لئے انہیں یوسف

علیہ السلام کا باپ کہا۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں اپنی ایسی حقیقت نہیں سمجھتی تھی کہ میرے لئے قرآن مجید میں وحی نازل ہو۔ بلکہ مجھے گمان تھا۔ کہ میرے معاملہ میں خواب کے طور پر آپ کو اطلاع میری بے جرمی کی ہو جانے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کرنی کہ آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ وحی آپ پر نازل ہوئی۔ بوقت نازل ہونے وحی کے آپ پر ایک حالت طاری ہوتی تھی کہ لوگ پہچان جاتے تھے۔ آمد وحی کو اور جاڑے کے دنوں میں آپ کو عرق آجاتا تھا۔ جب وہ حالت آپ سے منجلی ہوئی تب آپ نے ہنس کے فرمایا کہ اے عائشہ رضؓ خدا تعالیٰ نے تمہاری پاکی اور صفائی نازل فرمائی اور سورہ نور کی آئتیں اِنَّ الَّذِیْنَ جَآؤُا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ[1] آخر رکوع تک پڑھ سنائی۔ میں شکر الٰہی بجالائی میری ماں نے کہا کہ آپ کے پاس جاؤ میں نے کہا اس وقت تو میں اپنے اللہ کا شکر کرتی ہوں۔ پھر آپ نے جا کے ان لوگوں کو جنہوں نے یہ طوفان برپا کیا تھا اور اس میں شریک تھے طلب کر کے اسّی اسّی درے حد قذف کے لگوائے۔

ف۔ ایسے حالات کے واقع ہونے میں معاملات انبیاؑ و اہل بیت میں بہت حکمتیں ہوتی ہیں بعض شروح صحیح بخاری قصہ افک کی حکمتیں شمار کی ہیں۔ اور بہت لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ سبب ہوا نازل ہونے تعریف عائشہ رضؓ کا قرآن مجید میں دوسرے یہ کہ جو مصیبت مومنین کو پہنچتی ہے سبب ہوتی ہے بڑے ثواب اور رفع درجات کی اور ایسی تہمت غلط محض سے متہم ہونا بڑی مصیبت ہے تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات میں منکشف ہو جائے۔ اور خدائے تعالیٰ کے بیان سے واضح ہو جاوے۔ کہ مسلمانوں کی شان ایسے معاملات میں مقتضی ہے کہ کہیں سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ[2] اور نیک گمان رکھیں۔ اور کہیں یہ بات ہماری زبان پر لانے کے قابل نہیں۔ اور یہ بات کھلی کھلی جھوٹ ہے۔ چوتھی یہ کہ ہمیشہ مسلمانوں بے گناہوں کو جب ان پہ کوئی جھوٹی تہمت لگے۔ ذریعہ تسلّی ہو۔ اپنے دل کو سمجھالیں کہ جب جناب مطہرہ سی پاک دامن پہ لوگوں نے تہمت لگائی تو ہماری کیا حقیقت ہے۔ پانچویں یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدائے حضرت عائشہ رضؓ کے صبر جمیل کرے کہ سوائے رونے اور عجز و نیاز جناب ایزدی اور مدد مانگنے کے اس سے اور کوئی بات حضرت عائشہ رضؓ سے ظہور میں نہ آئی۔

حال۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور مسطح بن اثاثہ سے قرابت تھی۔ وہ ان کے خالہ کے بیٹے تھے اور مفلس تھے ابوبکر صدیق رضؓ نے کچھ ان کے خرچ کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ جب افک میں وہ شریک ہوئے

[1] بیشک جن لوگوں نے طوفان بنایا ایک جماعت ہے تم میں سے [2] پاک ہے تو یہ تو بڑا بہتان ہے ۱۲

حضرت ابوبکرؓ نے خرچ دینا موقوف کر دیا۔ اور قسم کھائی کہ انہیں خرچ نہ دیں اور یہ آیت اس باب میں نازل ہوئی۔ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صلے وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط حضرت صدیق رضؓ نے یہ آیت سن کے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی ہمیں تمنا ہے۔ اور خرچ معمولی مسطح کا جاری کیا۔

فصل پندرہویں آیت تیمم کے بیان میں

ایک جہاد میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ رات کو حضرت عائشہ رضؓ کا ایک مہرہ گردن کا زیور گم ہو گیا۔ آپ نے وہاں توقف کیا۔ پانی نہ تھا اور نماز کا وقت آ گیا حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ پر خفا ہونے لگے کہ ایسی جگہ پر آپ کو ٹھہرایا جہاں پانی نہیں ملتا مسلمانوں کو نماز کے لئے حیرانی ہے اللہ جل جلالہ نے آیتِ تیمم[1] کی نازل فرمائی تب اسیدؓ[2] بن خضیر نے کہ اجلہ اصحاب انصار سے تھے کہا یہ بھی ایک برکت تمہاری ہے۔ اے آل ابی بکرؓ کہ تمہارے سبب سے ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے واسطے ایک حکم آسانی کا نازل ہوا۔ پھر جب محمل کو اٹھایا وہ گردن بند اس کے تلے نکل آیا۔ قدرت خدا اس گردن بند کے تھوڑی دیر نہ ملنے میں یہی حکمت تھی کہ حکم تیمم نازل ہوا

فصل سولھویں (۱۶) قصہ حدیبیہ کے بیان میں

ایک عمدہ واقعہ زمان ہجرت میں قصہ صلح حدیبیہ کا ہے شرح اس کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ مکہ کو تشریف لے گئے ہیں اور آپ نے عمرہ ادا کیا ہے آپ نے یہ خواب اصحاب سے بیان کیا اصحاب تو شوق مکہ اور تمنائے زیارت خانہ کعبہ سے بیقرار تھے

---

[1] بعضے کہتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق ہی میں قصہ نزول آیت تیمم کا ہوا اور اس سفر میں دوبارہ ہار گردن حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ کا گم ہوا۔ ایک سبب نزول آیت تیمم کا ہوا۔ دوسری بار قصہ افک کا اور بعضے کہتے ہیں کہ غزوے میں ہوا۔ یعنی ذات الرقاع میں اور وہ ۶ ہجری میں ہوا تھا ۱۲

[2] اسید بضم ہمزہ وسین مہملہ مفتوحہ و یا و دال مہملہ بن حضیر و بجائے مہملہ وضاد معجمہ و یاد رائے مہملہ بصیغہ تصغیر صحابی انصاری جلیل القدر ہیں۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

خواب سن کے سب نے تیاری سفر کر دی۔ اور حضور اقدس نے بھی اور مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ متصل مکہ کے پہنچ گئے اور قریش نے سن کے کہا کہ ہم ہرگز مکہ میں نہ آنے دیں گے۔ اور اونٹنی آپ کی کہ قصوا اس کا نام تھا اور آپ اس پر سوار تھے۔ مکہ کے سامنے جاتی تھی کہ بیٹھ گئی۔ صحابہ اسے اٹھانے لگے اور کہنے لگے کہ قصوا کی عادت تو بیٹھ جانے کی نہ تھی پھر آپ نے فرمایا کہ الٰہی قریش مجھ سے جو امور تعظیم خانہ کعبہ کے چاہیں گے کوتاہی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کے اونٹنی کو اٹھایا وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر آپ نے وہاں سے پھر کے حدیبیہ پر مقام کیا۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے اس کے پاس میدان ہے وہاں ٹھہرے۔

حال۔ بعد پہنچنے حدیبیہ کے پانی کی بہت قلت ہو گئی صحابہ نے عرض کیا کہ سوائے اتنے پانی کے کہ ایک ظرف میں اس وقت آپ کے سامنے تھا۔ لشکر میں مطلق پانی نہ تھا۔ آپ نے دست مبارک اس برتن میں رکھا۔ درمیان سے انگلیوں کے مانند چشموں کے جوش مارنے لگا۔ سبھوں نے پانی پی لیا اور وضو کر لیا۔ حضرت جابرؓ سے کہ راوی اس حدیث کے ہیں لوگوں نے پوچھا کہ تم سب کتنے آدمی تھے۔ جابرؓ نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے پانی کفایت کرتا ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

حال ایک پانی کے متعلق معجزہ مقام حدیبیہ میں یہ بھی ہوا۔ کہ پانی چاہ حدیبیہ میں نہ رہا تھا۔ آپ نے کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کیا اور کلی اس پانی میں کر کے دعا کی اور وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ سو اس کنوئیں میں اتنا پانی ہو گیا۔ کہ سب آدمی اور جانور سیراب ہو گئے۔ اسے پیتے رہے اور جب تک لشکر وہاں رہا پانی کم نہ ہوا اور اسی سے پیتے رہے۔

حال بعد اقامت آپ کے حدیبیہ میں کفار کو اصرار اسی بات پر رہا کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ اور عمرہ نہ کرنے دیں بدیل بن ورقہ خزاعی آپ کے لشکر میں آیا۔ اور قریش کا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہونا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ہمیں لڑنا ہرگز منظور نہیں۔ ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور قریش سے کہہ دینا چاہیئے کہ ایک مدت قرار دیکے ہم سے صلح کر دیں اس مدت تک میں اور کافروں سے لڑتا رہوں گا۔ اگر میں غالب آؤں تو وہ بھی اگر چاہیں اوروں کی طرح میری اطاعت کر لیں اور اگر مغلوب ہوں تو مطلب ان کا حاصل کرے گا۔ اس نے جا کر قریش سے کہا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کو دیکھا وہ عمرے کے لئے

آئے ہیں۔ ان کا روکنا ہرگز مناسب نہیں اور پیغام آپ کا ادا کیا۔ مگر قریش ہموار نہ ہوئے۔ پھر عمر بن مسعود ثقفی آپ کے حضور میں آیا اور اس بات میں گفتگو کرنے لگا اثنائے گفتگو میں کہیں اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ جو تمہارے پاس جمع ہیں ان کا بھروسہ مت کیجیو۔ تمہیں چھوڑ کے بھاگ جاویں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق کو یہ مقولہ اس کا بہت ناگوار ہوا۔ انہوں نے کہا اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ چوس بظر لات کا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق نہایت غصہ سے بیتاب ہو گئے۔ لہذا فحش زبان پر لائے۔ بظر کہتے ہیں کہ پارہ گوشت کا کہ جو عورت کی فرج کے اوپر ہوتا ہے۔ ہندی میں اس کا نام مشہور ہے۔ عروہ نے کہا یہ کس نے بات کہی۔ پھر جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، تب اس نے کہا کہ تمہارا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا میں نے بدلہ نہیں کیا ہے تو میں تمہیں جواب دیتا۔ حالت گفتگو میں عروہ ریش مبارک پر بار بار اپنا ہاتھ پہنچاتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی مارتے اور کہتے تھے کہ اپنا ہاتھ دور رکھ۔ عروہ نے حضرت مغیرہ سے کہا کہ ابھی تک تیری معتدی کی اطلاع سے میں فارغ نہیں ہوا ہوں اور تو مجھے ایذا دیتا ہے۔ اور ایک قصہ ایام جاہلیت میں حضرت مغیرہ کا ایک قوم سے ایسا ہوا تھا کہ عروہ نے بمشکل اس کی اصلاح کی اور عروہ نے احوال اصحاب کا بخوبی ملاحظہ کیا۔ اور جا کے قریش سے کہا کہ میں نے بادشاہوں کے دربار اور ان کے تابعین کو دیکھا ہے جیسا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو جاں نثار اور فرمانبردار پایا۔ کسی بادشاہ کے تابعین کو نہیں دیکھا۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آب دہن مبارک یا آب بینی مبارک کسی پر جا پڑتا ہے اپنے بدن پر مل لیتے ہیں۔ آب وضو کو اس طرح تبرکاً لیتے ہیں کہ قریب ہوتا ہے کہ آپس میں کٹ مریں اور جس کام کو آپ فرماتے ہیں ہر ایک جھپٹتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں یہ حکم بجا لاؤں۔ اور آپ کی طرف تند نگاہ سے نہیں دیکھتے پست آواز سے آپ کے سامنے باتیں کرتے ہیں۔ اور مشورت عروہ نے قریش کو صلح کی دی۔

حال۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجویز کی کہ اپنی طرف سے کوئی شخص قریش کے پاس بطور سفارت کے بھیجیں۔ حضرت عمرؓ سے جانے کو بطور سفارت کے کہا انہوں نے عرض کیا کہ قریش کی عداوت مجھ سے معلوم ہوتی ہے مجھ سے معاملہ ان کا نہ بنے گا۔ پھر حضرت عثمانؓ کا بھیجنا قرار پایا۔ ان کے قرابت دار اور حمایت کرنے والے قریش میں بہت تھے۔ حضرت عثمانؓ قریش میں پہنچے اور پیغام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادا کیا۔ وہ ان سے بحث پیش

آئے لیکن اس بات پر کہ عمرہ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں آنے دیں ہرگز راضی نہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تم چاہو طواف کر لو تمہیں ہم منع نہیں کرتے حضرت عثمانؓ نے کہا مجھ سے ہرگز ایسا نہ ہوگا کہ بے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمرہ کر لوں بعضوں نے حضور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کیا کہ عثمانؓ کو خوب موقع ملا۔ بخوشی خاطر عمرہ کر لیگے پھر لشکر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمانؓ کو کفار نے مار ڈالا۔ شیطان نے یہ خبر لشکر میں پکار کے کہہ دی آپ یہ خبر سن کر بہت جلال و غضب میں آئے اور ایک درخت سمرہ[1] کے تلے بیٹھ گئے آپ نے سب اصحاب سے بیعت اس بات پر لی کہ جب تک جان باقی ہے کفار سے لڑیں گے اور منہ نہ موڑیں گے سب اصحاب نے کمال خوشی سے بارادہ جاں نثاری بیعت کی آپ نے بیان بہت کہ یہ بیعت خدا تعالیٰ کی جناب میں بہت مقبول ہونے والی تھی اور اہل بیعت کو درجات عالیات ملنے والے تھے۔ حضرت عثمان کو بھی اہل بیعت میں شریک کر لیا۔ اور فرمایا کہ عثمان خدا اور رسولؐ کے کام میں گئے ہیں۔ اور اپنا بایاں ہاتھ سیدھے ہاتھ پر رکھ لیا۔ اور کہا کہ یہ ہاتھ میرا عثمانؓ کے لئے ہے اور حضرت عثمانؓ کی جانب سے بیعت کر لی۔ اور خدائے تعالیٰ اس بیعت سے بہت راضی ہؤا۔ اور قرآن مجید میں اسی باب میں آیت بھی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ط

تحقیق اللہ تعالےٰ راضی ہؤا مسلمانوں سے جب بیعت کرتے تھے تم سے درخت کے تلے سو جان لیا اللہ تعالےٰ نے جو ان کے دلوں میں تھا۔ یعنی اخلاص قلبی کو پھر اتارا اطمینان اور چین ان پر اور انعام میں دی ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت سی غنیمتیں کہ لیں گے انہیں اور ہے اللہ زبردست اور حکمت والا۔

ف۔ فتح نزدیک سے مراد خیبر ہے کہ بعد صلح حدیبیہ کے بلا فصل ہوئی اور اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں اس لئے کہ رضوان یعنے خوشنودی الٰہی اس بیعت کے سبب سے ہوئی۔ اور حاضرین بیعت رضوان صحابہ میں بہت ممتاز ہیں جیسے اہل بدر اور سب کے لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت جنت کی دی ہے۔

حال۔ قریش کو جب بیعت مذکورہ کی خبر ہوئی ڈرے اور سہیل بن عمرو کو حضور اقدس میں بھیجا اور

---

[1] سمرہ ایک درخت کا نام ہے خاردار عرب کا مشہور ہے ۱۲ ذکر بیعت رضوان ۱۲ منہ

بوساطت سہیل کے صلح ٹھہری بایں شروط کہ امسال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر عمرے کے پھر جاویں سال آئندہ میں آکر عمرہ کریں۔ مگر ہتھیار ساتھ نہ لاویں سوائے تلواروں کے کہ وہ بھی قراب میں ہوں۔ قراب کہتے ہیں اس غلاف کو جو میان کے اوپر ہوتا ہے۔ اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں اور دس برس مدت صلح کی ٹھہری اس عرصہ میں فی مابین لڑائی نہ ہو۔ اور جو کوئی حلیف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ اس سے قریش نہ لڑیں اور نہ اس کے مخالف کی مدد کریں اور حلفائے قریش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی معاملہ کریں حلیف کہتے ہیں عہد موافقت باندھنے والے کو حلفاء اس کی جمع ہے اور وہاں بنی بکر ساتھ قریش کے اور جو کوئی قریش کی طرف کا مسلمان ہو کے مدینہ کو جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قریش طلب کریں دے دیویں۔ اور جو کوئی مسلمانوں میں سے مرتد ہو کے قریش کے پاس چلا آوے اس کو قریش پھیر نہ دیں۔ یہ سب شروط چونکہ حسب مراد کفار قریش اور مسلمانوں کے دبنے کی تھیں۔ اکثر صحابہ کو کہ مملو شجاعت اور غیرت سے تھے اور نظران کی حکمتوں کو جو ایسی صلح میں تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوچ لی تھیں۔ نہ پہنچتی تھی بہت ناگوار ہوئیں۔ حتے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس باب میں بہت طیش کھایا اور حضور اقدس میں جا کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ پیغمبر خدا نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک ہوں۔ عمر نے کہا کیا ہم حق پر اور دشمن ہمارے باطل پر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں کہا پھر ہم ایسی دب کے کیوں صلح کریں۔ یعنی آپ بے شک پیغمبر خدا ہیں پھر ہم لوگ باآنکہ ہمراہی پیغمبر خدا کے اور مستوجب نصرت الٰہی کے ہیں۔ کفار سے دب کے صلح کیوں کریں۔ آپ نے فرمایا بیشک رسول خدا کا ہوں۔ اور اس کے خلاف حکم نہیں کرتا ہوں پھر انہوں نے کہا۔ کہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ ہم خانہ کعبہ کو پہنچ کے طواف کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم سے کیا یہ کہا تھا کہ اس سال میں۔ حضرت عمر رض نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تھا سال آئندہ میں اس کا ظہور ہوگا۔ اور عمر رض نے یہ شرط کہ ہماری طرف سے جوان میں جا ملے اس کو وہ پھیر نہ دیں اور ان کے آدمی کو ہم پھیر دیں سنتے ہی تعجب کر کے حضور میں عرض کیا کہ آپ اس شرط پر بھی راضی ہوتے ہیں۔ آپ نے مسکرا کے فرمایا کہ ہماری طرف کا جو مرتد ہو کے ان میں جا ملے گا ہمارے کس کام کا ہے اس کے پھیر لینے میں ہمیں کیا نفع ہے اور ان میں کا جو ہم میں آوے گا ہم اسے پھیر دیں گے اللہ تعالے اس کی کچھ سبیل کر دے گا۔ حضرت عمر رض نے پھر جا کے حضرت

ل‍ہ اسد و بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہوئے اور بنی بکر ساتھ قریش کے

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور ان سے بعینہٖ وہی جواب سنا۔ ہر بات کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا۔

حال صلحنامہ لکھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ سہیل نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے بِاسۡمِکَ اللّٰھُمَّ لکھو مسلمانوں نے کہا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہی لکھیں گے بِاسۡمِکَ اللّٰھُمَّ نہ لکھیں گے آپ نے فرمایا بِاسۡمِکَ اللّٰھُمَّ ہی لکھ دو۔ اور کہا لکھو ھٰذَا مَا قَاضَیٰ عَلَیۡہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالۡقُرَیۡش یہ صلحنامہ ہے مابین محمدؐ رسول اللہ اور قریش کے سہیل نے جو بانی صلح تھا۔ کہا کہ ہم محمد صلعم کو اگر رسول اللہ جانتے تو ان کو خانہ کعبہ سے نہ روکتے۔ رسول اللہؐ مت لکھو بلکہ محمدؐ بن عبد اللہ لکھو آپؐ نے فرمایا میں رسول اللہ بھی ہوں اور ابن عبد اللہ بھی ہوں۔ حضرت علی رضؓ سے کہا کہ لفظ رسول اللہ محو کر کے ابن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علی نے کہا میں رسول اللہ کا لفظ محو نہ کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لفظ رسول اللہؐ کو محو کر کے ابن عبد اللہ لکھ دیا۔ آپ امی تھے اس وقت لکھ دینا ان الفاظ کا بطور معجزے کے ہوا۔ پھر صلحنامہ کو مرتب کر کے اس پہ گواہیاں طرفین کے اشخاص کی کرائیں۔

حال:۔ سہیل بن عمر بانی صلح کا بیٹا کہ ابو جندل اس کا نام تھا مسلمان ہوگیا۔ اور اس کے باپ نے اسے مکہ میں پا بہ زنجیر کر کے رکھا تھا۔ وہ بھاگ کے لشکر اسلام میں آیا۔ سہیل نے کہا اسے ہمیں دے دو۔ تب صلح قائم رہے گی۔ نہیں تو صلح نہیں رہے گی آپ نے ابو جندل کو دیدیا۔ ابو جندل نے مسلمانوں سے کہا کہ اے جماعت مسلمین مسلمان کو مشرکین کے حوالے کئے دیتے ہو۔ اہل اسلام خلاف شرط صلح کے کچھ نہ کر سکے اور حوالہ بخدا کیا کہ ان کے لئے کوئی سبیل کر دے

حال:۔ بعد اختتام صلح کے آپ نے حکم دیا کہ اونٹ ہدی کی یہیں قربانی کر ڈالو۔ اور بال مونڈ ڈالو صحابہ نے کہ اس صلح سے بہت دل تنگ اور کمال ملول تھے۔ قربانی کے لئے اٹھنے اور سر منڈوانے میں تاخیر کی۔ آپ اس تاخیر سے ملول ہو کے زنانے میں تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلمہ نے کہ ہمراہ تھیں سبب ملال کا پوچھا آپ نے بیان فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ اپنی ھدی قربانی فرماویں اور حجامت بنوائیں۔ بعد اس کے پھر کسی کو مجال تکلف نہ ہوگی آپ نے نکل کر اپنی ہدی کو قربانی فرمایا۔ اور حجام کو بلایا۔ تب سب اصحاب نے اپنی اپنی ہدی اور حلق کیا۔ آپ نے بجانب مدینہ کوچ فرمایا راہ میں سورۂ انا فتحنا نازل ہوئی اور اس سورت میں خدا تعالےٰ نے بشارت فتح مکہ

کی اور خبر کی اور رضامندی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی نازل فرمائی۔ اور وعدہ جنت کا ان کے لئے نازل فرمایا۔ اور آپ بہت خوش ہوئے راہ میں اونٹ پر سوار اس سورت کو کمال بخوش الحانی خوشی سے پڑھتے تھے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً بیشک ہم نے فتح دی تمہیں فتح ظاہر اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے فتح مکہ مراد ہے۔ کہ بعد ہونے نقض عہد کے اس صلح حدیبیہ کے امور میں آپ نے لشکر کشی کی۔ اور مکہ فتح ہوا۔ اور بعضے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس فتح سے صلح حدیبیہ ہی مراد ہے۔ کہ وہ سبب بہت فتوحات اور برکت کا ہوئی۔

حال :۔ وہ شرط صلح جو اصحاب کو ناگوار تھی۔ یعنی یہ کہ جو مکہ سے مسلمان ہو کے آوے اس کو بوقت طلب کفار کے حوالے کریں۔ ایک عجیب رنگ لائی۔ ایک شخص ابو بصیر نامی تھا۔ مسلمان ہو کہ مدینہ میں پہنچا کفار قریش نے دو آدمی اس کے لینے کو بھیجے۔ آپ نے ساتھ کر دیا راہ میں مسجد مقام ذوالحلیفہ میں کھانا کھانے بیٹھے۔ ابو بصیر رضہ نے ان دونوں میں سے ایک کی تلوار دیکھ کر کہا۔ کہ تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ دیکھوں تو سہی۔ اس نے تلوار دیکھنے کو دی۔ ابو بصیر نے اس تلوار سے اس کے مالک کو قتل کیا۔ اور دوسرے کا ارادہ کیا وہ بھاگا بھاگتے بھاگتے مسجد شریف میں پہنچا آپ نے دیکھ کے فرمایا کہ ڈرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ساتھی مارا گیا اور میرا بھی یہی حال ہوگا۔ اتنے میں ابو بصیر رضہ وہاں بھی پہنچے آپ نے فرمایا کہ عجب لڑائی کا بھڑکانے والا ہے خوب ہوتا جو کوئی اس کا ہوتا۔ یعنے مددگار اس ارشاد میں یہ ایما تھا کہ بھاگ جاوے اور مکہ میں جو مسلمان کافروں کے پاس ہیں۔ وہ اس سے جا ملیں۔ وہ سمجھا کہ اگر میں ٹھہرونگا آپ مجھے بیشک پھر پھیر دیں گے وہ وہاں سے چل دیا۔ اور ایک جگہ پر کہ ادہر سے قافلہ قریش کے گزرنے کہ تے تھے جا بیٹھا۔ پھر جو مکہ میں مسلمان ہوتا وہیں پہنچتا۔ ابو جندل بھی وہاں جا ملے یہاں تک کہ ستر آدمی اور بعضے کہتے ہیں کہ تین سو آدمی ابو بصیر کے ساتھ ہو گئے۔ ادھر سے جو قافلہ قریش کا نکلتا لوٹ لیتے کفار کو مار ڈالتے۔ قریش بہت تنگ ہوئے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں کہلا بھیجا کہ ہم شرط اپنی سے درگزرے آپ ہماری قرابت کا لحاظ کر کے بطور صلہ رحم یہ مہربانی کریں کہ ان لوگوں کو وہاں سے بلوالیں۔ آپ نے بلوا بھیجا۔ جس وقت نامہ مبارک بحکم طلب پہنچا۔ ابو بصیر رضہ جو سب سے پہلے پہنچے تھے اور سردار اس جماعت کے تھے اس وقت حالت نزع میں تھے۔ انہوں نے ہاتھ میں لیا۔ اور جان بحق تسلیم کی اور سب مسلمان مدینہ میں حاضر ہوئے۔

فصل سترہویں غزوۂ خیبر کے بیان میں

بعد رونق افروزی حضور اقدس کے مدینہ میں حکم تیاری کا واسطے خیبر کے غزوہ کے نافذ ہوا۔ اور صحابہ میں چرچا ہوا۔ کہ خدائے تعالٰے نے فتح خیبر کا اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا ہے۔ یہود جو مدینہ میں باقی تھے بہت جلے جس کا کسی مسلمان پر قرض آتا تھا۔ اس نے تقاضائے شدید کیا۔ عبداللہ بن ابی حدرد صحابی انصاری پر ابو شحم یہودی کے پانچ درم آتے تھے اس نے تقاضا کیا۔ صحابی موصوف نے کہا کہ خدائے تعالٰے نے فتح خیبر کا وعدہ کیا ہے جب وہاں کے غنائم میں مجھے مال ملے گا۔ تب تیرا قرض بھی ادا کروں گا۔ اس یہودی نے کہا کہ خیبر کا حال اور جگہ کے مانند نہ سمجھو خیبر میں دس ہزار مرد جنگی ہیں۔ صحابی نے خوب اس یہودی کو زجر کیا اور کہا کہ مردہ دل ہیں ہمارے دشمنوں سے ڈراتا ہے۔ وہ حضور اقدس میں نالشی ہوا عبداللہ نے مقولہ اس یہودی کا حضور اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے زیر لب کچھ فرمایا پھر عبداللہ سے ارشاد فرمایا کہ قرض اس کا ادا کر دو۔ اسی وقت عبداللہ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے بیچا بقیمت تین درم اور دو درم ایک صحابی سے قرض لے کر قرض اس کا ادا کیا۔ سلمہ بن اسلم نے کپڑا انہیں دیا۔ وہ کپڑا پہن کے غزوہ خیبر کو گئے۔ وہاں بہت غنیمت ان کے ہاتھ آئی اور ایک عزت دار قرمیہ اسی بوشحم یہودی کی انہیں ملی انہوں نے اسے بہت قیمت کو بیچا۔

حال:۔ آپ مع لشکر خیبر پہ جا پہنچے۔ خیبریوں کو پہلے سے خبر پہنچ گئی تھی اور پہرہ رکھتے تھے اور سوار مسلح ہر شب قلعہ سے نکل کر گشت کرتے تھے۔ اس دن سب سو گئے۔ صبح کو قلعہ کا دروازہ کھول کر آلات زراعت لے کر نکلے تھے کہ لشکر ہمایوں کو دیکھا دیکھنے والے نے پکار کے کہا۔ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مع پورے لشکر کے آپہنچے۔

ف خمیس پورے لشکر کو اس لئے کہتے ہیں کہ پورا لشکر وہ ہوتا ہے جس میں پانچوں ٹکڑے لشکر کے ہوں۔ مقدمہ۔ وساقہ۔ میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ مقدمہ کہتے ہیں آگے کے لشکر کو۔ اور ساقہ پشت کے لشکر کو اور میمنہ داہنی طرف والا اور میسرہ بائیں طرف والا۔ اور قلب بیچ کا لشکر۔ جس میں سردار رہتا ہے۔ یہ کہہ کے وہ لوگ جھٹ پٹ قلعہ میں گھس گئے۔ اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاصرہ کیا۔ سات قلعہ خیبر میں تھے۔ سب قلعہ تدریج مفتوح ہو گئے۔ مگر بعضے قلعہ والے خوب لڑے۔ حال ایک قلعہ کی لڑائی کا۔

حضرت علیؓ کا دروازہ خیبر کو اکھاڑنا

آپ نے ایک دن شام کو فرمایا کہ کل ایسے شخص کو نشان دوں گا کہ خدا اسے دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتا ہے اور خدا اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ صبح کو یہ لوگ منتظر تھے کہ یہ دولت کسے نصیب ہو۔ آپ نے حضرت علیؓ کو پوچھا وہ بسبب عارضہ دردِ چشم کے حاضر نہیں ہوئے تھے۔ لوگوں نے یہ عذر ان کا بیان کیا۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ جب وہ آئے آبِ دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ فوراً آنکھیں ان کی اچھی ہو گئیں اور نشان ان کو دیا۔ اور قلعہ پر یورش کے لئے فرمایا۔ حضرت علیؓ مع لشکر متعین قلعہ پر گئے۔ اور خوب لڑائی ہوئی اور مرحب نام ایک یہودی بڑا شجاع مشہور تھا اس کو جاتے ہی حضرت علیؓ نے مقابلہ میں قتل کیا۔ اور اس دن سات آدمی رئیس اور دلاور یہود کے حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

حال: کتب تواریخ میں ہے کہ حالت لڑائی میں حضرت علیؓ کی سپر گر پڑی حضرت علیؓ نے دروازہ قلعہ کا کواڑ اکھاڑ لیا اور بطور سپر ہاتھ میں لے لیا اور دن بھر لئے رہے بعد فراغت کے لڑائی سے اس کو پیچھے پھینک دیا۔ اسی بالشت دور گرا۔ اتنا بھاری تھا کہ سات آدمی ایک طرف سے دوسری طرف پھیر نہ سکے اور اس دن حسب اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلعہ فتح ہو گیا۔

حال: یہود خیبر جو باقی رہے آپ نے ان کے جلاوطن ہونے کا حکم دیا اور اموال ان کے اور باغات اور زمین سب ضبط کر لئے۔ یہود نے عرض کیا۔ کہ آپ کو اور سب مسلمانوں کو اپنے باغات اور زراعت میں کام کرنے کو مزدوروں کی حاجت ہو گی اگر ہم کو آپ جلاوطن نہ کریں تو ہم یہ کام کریں گے۔ آپ نے یہ بات ان کی قبول فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہیں گے تمہیں رکھیں گے جب چاہیں گے نکال دیں گے[1] اور بٹائی پر خدمت کے لئے انہیں رکھا۔ پیداوار میں سے نصف حصہ مقرر کر دیا۔ عربی میں معاملہ بٹائی کو جو مخابرہ کہتے ہیں وہ خیبر سے ہی مشتق ہے۔

---

[1] حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا۔ منظور تھا کہ جزیرہ عرب میں سوائے اہل اسلام کے کوئی اور امت والا نہ رہے۔ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم ہمیں کس لئے نکال دیتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہاں رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے خوب یاد ہے کہ آپ نے بوقت آباد رکھنے کے تم لوگوں کو کہا تھا کہ جب تک ہم چاہیں گے اور تجھ سے کہا تھا کہ تیرا کیا حال ہو گا۔ جب اونٹنی تیری تجھے رات کو لئے پھرے گی بھٹکتی ہوئی۔ اس یہودی نے کہہ دیا یہ ٹھٹھے کی بات تھی۔ ابوالقاسم کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے بلکہ آپ نے ٹھیک فرمایا اور سب یہودیوں کو نکال دیا۔ وہ سب شام کو چلے گئے۔ ۱۲۔ منہ

حال :۔ فدک ایک موضع خیبر سے ملحق ہے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ سے اس طرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی آپ کو دیں اور آدھی اپنے پاس رکھیں آپ نے قبول فرمایا۔

ذکر داخل ہونے حضرت صفیہ کا ازواج مطہرات میں

حضرت صفیہؓ غنائم خیبر میں سے وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں۔ آپ نے ان سے لے لیا۔ پھر آزاد فرما کے ان سے نکاح کر لیا۔ آپ نے ان کے رخسار پہ ایک داغ پایا۔ سبب اس کا پوچھا عرض کیا۔ کہ جب آپ خیبر کو محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری بغل میں آیا ہے میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے کہا اس نے ایک طمانچہ ایسے زور سے مارا۔ کہ رخسار نیلا ہو گیا۔ اور کہا کہ تو چاہتی ہے کہ اس بادشاہ کی بغل میں سو وے یہ نیلا داغ اسی طمانچہ کا ہے بادشاہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا اور مطابق خواب کے واقع ہوا۔

آنا حضرت جعفر اور دیگر مہاجرین جشہ کا خیبر میں

آپ خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے وہیں تشریف لائے حضرت جعفر سے معانقہ کیا۔ اور ان کی پیشانی چومی اور فرمایا کہ میں کہہ نہیں سکتا۔ کہ میں فتح خیبر سے زیادہ خوش ہوا۔ یا جعفر کے آنے سے اور حضرت ابو موسٰے اشعری معہ اشعرین کے بھی خیبر میں آئے اسی کشتی پہ جس پر حضرت جعفر آئے تھے۔ اور حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اوروں کی ایک ہجرت ہے اور تمہاری کشتی والو دو ہجرتیں ہیں

ف۔ وجہ دو ہجرتوں کی ظاہر ہے وہ کشتی مہاجرین حبشہ کی تھی۔ پہلے مکہ سے حبشہ کو ہجرت کر آئے اور ابو موسٰے اور ان کے ہمراہیوں کو بسبب ہمراہی مہاجرین حبشہ کے یہ شرف حاصل ہوا

ذکر زہر دینے یہودیہ کا آپ کو

ایک یہودیہ نے کہ جورو سلام بن مشکم کی تھی۔ کہ نام اس کا زینت بنت حارث تھا، خیبر میں گوشت بکری کا پکا کر بھیجا۔ اس نے سن لیا تھا کہ آپ کو بکری کے دست کا گوشت بہت پسند ہے سو اس نے دست ہی کے گوشت میں زہر داخل کیا۔ اور حضور اقدس میں بھیجا۔ آپ نے ایک لقمہ منہ

ہیں ڈالا۔ اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے کہہ دیا کہ مجھ میں زہر ملائی ہے۔ ایک صحابی نے اس دست میں سے کچھ گوشت کھالیا تھا۔ ان کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے اس یہودیہ کو بلا کے پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے زہر اس واسطے دیا تھا کہ اگر آپ پیغمبر نہ ہوں گے ہم آپ کی آفت سے نجات پاویں گے۔ اور جو پیغمبر ہوں گے آپ کو معلوم ہو جاوے گا اور کچھ ضرر نہ ہوگا اور آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اسے قتل کیا عوض اس اصحابی کے جو مر گئے۔

ذکر تحریم گوشت خر و متعہ

عرب اس وقت گدھے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ کچھ ہانڈیاں چولہوں پر چڑھیں ہوئیں تھیں آپ نے پوچھا کیا پکتا ہے۔ عرض کیا گدھے کا گوشت۔ آپ نے فرمایا یہ حرام ہے اور ہانڈیاں الٹوا دیں۔ اور متعہ کے لئے بھی غزوہ خیبر میں منع فرمایا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت علیؓ سے روایت ہے اور استبصار کتاب شیعہ میں بھی ابو جعفر طوسی نے روایات حدیث تحریم متعہ کی حضرت علی رضؓ سے نقل کی ہے لیکن متعہ غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا۔ پھر حرام ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔

فصل اٹھارہویں عمرۃ القضا کے بیان میں

بعد مدت ایک سال کے صلح حدیبیہ سے حسب شرط صلح مذکور آپ واسطے عمرۃ القضاء کے مکے کو مع اصحاب کے تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا۔ کہ سفر حدیبیہ میں جو ساتھ تھے وہ ضرور چلیں۔ مکہ میں پہنچ کر عمرہ کیا وہاں حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا۔ بعد تین دن کے قریش نے تقاضا کیا کہ حسب شرط آپ کوچ کر جاویں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں ٹھہر جاؤں تو تم لوگوں کی دعوت بطور ولیمہ کے کروں انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری دعوت منظور نہیں آپ کوچ کر جاویں آپ وہاں سے اسی دن مدینہ کو روانہ ہوئے۔

فصل انیسویں اسلام خالد بن الولید اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ کے بیان میں

وقائع زمان ہجرت سے بعد صلح حدیبیہ کے ایک یہ ہے کہ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کہ صاحب مفتاح کعبہ تھے۔ مکہ سے مدینہ میں آ کے مشرف باسلام ہوئے آپ نے ان کے باب میں

ارشاد کیا تھا۔ کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے مدینہ کو پھینک دیئے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ جب میں اسلام لایا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے واسطے ہاتھ دراز فرمایا میں نے ہاتھ کھینچ لیا آپ نے فرمایا کہ کیوں میں نے کہا کچھ شرط کیا چاہتا ہوں آپ نے پوچھا کیا شرط ہے میں نے کہا کہ میرے گناہ پچھلے سب بخشے جاویں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں نہیں معلوم ہے کہ اسلام سب پچھلے گناہ مٹا دیتا ہے اور ہجرت سب پچھلے گناہ مٹا دیتی ہے آپ اکثر حضرت عمرو بن العاص کو لشکر کا امیر کر کے بھیجا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ یہ سردار لشکر تھے سفر میں انہیں نہانے کی حاجت ہوئی۔ سردی بشدت پڑتی تھی۔ انہوں نے تیمم کیا اور کہا خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی مت قتل کرو تم اپنی جانوں کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنی اور اس بات پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور معتبر کتابوں میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعد صلح حدیبیہ کے قبل فتح مکہ کے مسلمان ہوئے تقریب التہذیب کتاب اسماء الرجال میں بھی کہ بہت معتبر ہے مسلمان ہونا معاویہ کا قبل فتح مکہ لکھا ہے۔

فصل بیسویں تحریر مکاتیب کے بیان میں

بعد صلح حدیبیہ کے وقائع سنین ہجرت میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر بادشاہوں اور والیان ملک کو نامے لکھے اور طرف اسلام کے دعوت دی ہرقل بادشاہ روم کو کہ شہنشاہ نصاریٰ کا تھا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کو کہ وہ بھی نصاریٰ اور مقوقس حاکم اسکندریہ و مصر کو اور پرویز شاہ فارس کو کہ پوتا نوشیرواں کا تھا اور والیان ملک کو اور لوگوں نے عرض کیا کہ عجم بے مہر کے خط قبول نہیں کرتے۔ تب آپ نے مہر کھدوائی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور چاندی کی انگشتری میں مہر تھی آپ سیدھے ہاتھ کی چھنگلی میں اکثر پہنے رہتے تھے اور بعد آپ کے وہ انگشتری حضرت ابو بکر کے پاس رہی پھر حضرت عمر رض کے پھر حضرت عثمان رض کے اور ان کے ہاتھ سے بیراریس میں کہ اس کے کنارے بیٹھے تھے گر پڑی اور بہتیر اتلاش کروائی نہ ملی اور اسی دن سے امورات خلافت راشدہ میں بے انتظامی شروع ہوئی اور انتظام ریاست دینیہ جیسا کہ چاہیئے قائم نہ رہا محققین نے لکھا ہے کہ انگشتری مبارک خاصیت انگشتری سلیمان کی رکھتی تھی۔ کہ اس کے گم ہونے سے انتظام بگڑ گیا۔ اور پہلے آپ نے سونے کی انگوٹھی بھی بنوائی تھی اور اصحاب نے بھی آپ کو دیکھ کے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ پھر آپ نے سونے کی انگوٹھی اتار ڈالی

اور فرمایا کہ سونا مردوں پر حرام ہے اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اصحاب نے سونے کی انگوٹھیاں دور کیں۔

بیان حال ہرقل بوقت وصول نامہ مبارک

ہرقل کے پاس جب نامہ مبارک پہنچا اس نے بہ تعظیم رکھا اس نامہ میں یہ لکھا تھا یہ خط ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہرقل سردار روم کو ہم تمہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ اسلام لاؤ سلامت رہو۔ اگر نہ مانو گے تو تم پر تمہاری رعیت کا بھی گناہ ہوگا پھر یہ آیت لکھی تھی یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ط اے کتاب والو آؤ طرف ایسی بات کے جو برابر ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کہ نہ پوجیں سوائے اللہ کے کسی کو۔ اور نہ ٹھہراویں بعضے ہمارے بعضوں کو رب سوائے اللہ کے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں

صحیح بخاری میں ابو سفیان سے روایت ہے کہ میں مع قافلہ قریش کے ان دنوں شام میں تھا جب خط آپ کا پاس ہرقل کے پہنچا۔ اس نے کہا کہ تلاش کرو اس شخص کے وطن کا کوئی آدمی یہاں ہو تو میرے پاس لے آؤ اور لوگ مجھے مع ہمراہیوں کے لئے آئے اس نے کہا جان سے یعنی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک ہو آگے ہو بیٹھے۔ ابو سفیان ہی اقرب تھے آگے ہو بیٹھے۔ پھر اس نے ترجمان سے یعنے اس آدمی سے جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا اور بادشاہ کی باتوں کا ترجمہ ابو سفیان سے اور ابو سفیان کی باتوں کا ترجمہ بادشاہ سے کرتا تھا کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ یہ کچھ جھوٹ کہے تو تم بتا دیجیو پھر ہرقل نے پوچھا کہ یہ شخص جو تم میں دعویٰ پیغمبری کا کرتا ہے نسب میں کیسا ہے ابو سفیان نے کہا بہت اعلیٰ ہے پھر پوچھا کہ دعوے نبوت سے پہلے تم نے کبھی کسی بات میں ا پھر پوچھا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا۔ ابو سفیان نے کہا نہیں پوچھا بڑے آدمیوں نے بیشتر اتباع ان کا کیا ہے یا غریبوں نے کہا غریبوں نے۔ پھر کہا جماعت ان کی روز بروز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے۔ کہا بڑھتی جاتی ہے۔ پوچھا جو کوئی مسلمان ہوتا ہے۔ بسبب ناپسند کرنے اسلام کے مرتد بھی ہو جاتا ہے۔ کہا نہیں۔ پوچھا لڑائی میں ہمیشہ تم غالب رہتے ہو یا وہ کہا کبھی ہم غالب رہتے ہیں۔ کبھی وہ پوچھا خلاف عہد بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ کہا نہیں اور اب ہمارے ان کے درمیان میں عہد ہوا ہے۔ دیکھیں خلاف اس کے کرتے ہیں یا نہیں۔ ابو سفیان نے بوقت ولیت

کہا کہ سارے سوال و جواب میں سوائے لا و نعم کے میں اور کوئی بات بڑھا نہ سکا۔ سوا اتنی بات کے جو اخیر جواب میں بڑھائی اور چونکہ ابوسفیان ان دنوں کافر تھا یہ بھی اس وقت کے حال میں بیان کیا کہ مجھے ڈر اس بات کا تھا کہ اگر جھوٹ کہوں گا تو مشہور ہو جاوں گا۔ نہیں تو میں جھوٹ بھی کہدیتا۔ بعد استفسار حالات کے ہرقل نے کہا کہ پہلے سوال کے جواب میں تم نے کہا کہ یہ پیغمبر نسب میں اعلیٰ ہیں۔ سو اللہ جل جلالہ پیغمبر عالی نسب ہی کو کرتا ہے۔ اور جب آدمیوں کے معاملہ میں اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو تعجب ہے کہ خدائے تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اگر باپ دادے میں اس کے کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ خیال ہوتا کہ اس بہانے سے اپنے باپ دادا کا ملک لینا چاہتا ہے اور اگر پہلے کسی نے دعوئے پیغمبری کا کیا ہوتا تو یہ گمان ہوتا کہ بتقلید سابق دعوئے کرتا ہے اور تابع پیغمبروں کے ہمیشہ پہلے غریب ہی لوگ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ روز بروز جماعت ان کی بڑھاتا ہے۔ اور جب حلاوت دین کی دل میں آجاتی ہے۔ پھر آدمی اس دین کو نہیں چھوڑتا اور لڑائی میں بھی یہی حال ہوتا ہے کہ کبھی دشمن پیغمبروں کے غالب ہو جاتے ہیں۔ اور آخر کو غلبہ پیغمبروں ہی کو ہوتا ہے۔ اور خلاف عہد بھی انبیا نہیں کرتے پھر ہرقل نے کہا کن باتوں کا حکم دیتے ہیں ابوسفیان نے کہا نماز کا زکوٰۃ کا اقارب سے سلوک کرنے کا حرام سے بچنے کا۔ ہرقل نے کہا کہ اگر یہ باتیں جو تم نے بیان کیں سچی ہیں تو وہ پیغمبر ہیں اور جو میں پہنچ سکتا تو ان کے حضور میں حاضر ہوتا اور جو میں وہاں ہوتا ان کے پاؤں دھوتا۔ اور عنقریب جہاں میرے قدم ہیں یہاں ان کا ملک ہو جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا کہ پھر ہمیں رخصت کیا میں نے کہا کہ بڑا ہو گیا کام ابن ابی کبشہ کا کہ بادشاہ روم اس سے ڈرتا ہے کفار پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے بوجہ اس علاقے کے ابی کبشہ حلیمہ آپ کی دودھ پلانے والی کے شوہر کا نام تھا۔

حال :۔ ہرقل کے دل میں تصدیق نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بخوبی آگئی تھی۔ اور اس نے ارادہ بھی کیا کہ مسلمان ہو جاوے مگر طمع بادشاہی نے اسے محروم رکھا۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ ایک دن اس نے سب نصاریٰ کو شہر حمص کی کوٹھی میں جمع کیا اور کواڑ بند کروا دئیے۔ پھر اس نے کہا کہ ایک بات تمہارے بھلے کی کہتا ہوں یہ پیغمبر جو عرب میں پیدا ہوئے ہیں ان کا دین اختیار کرو۔ یہ سچے پیغمبر ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے ملک تم سے چھن جائے گا۔ یہ سنتے ہی وہ بہت ناخوش ہوئے اور وہاں سے نکل جانے کا قصد کیا کہ کواڑ بند پائے اور آمادہ فساد ہوئے۔ تب ہرقل نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے آزمانے کے واسطے کہی تھی میں خوش

ہوا کہ تم اپنے دین پر مضبوط ہو۔ تب سب نے اسے سجدہ کیا۔

بیان حال ضغاطر عالم کہ آپ کی خبر سنتے ہی مسلمان ہو گیا

ایک شخص ضغاطر نام علمائے نصاریٰ میں بہت معظم و مکرم ان کے نزدیک تھا۔ اور بڈھا تھا ہرقل نے سفیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ وحیہ کلبی تھے کہا کہ اس شخص سے جا کہ تم اپنے پیغمبر کا حال کہو اگر وہ ایمان لاوے گا تو سب نصاریٰ ایمان لاویں گے انہوں نے جا کر اس سے احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہا سنتے ہی اس نے اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور سفید کپڑے پہن کر نکلا اور کلیسا میں جہاں بہت بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا۔ اور کہا کہ میں پیغمبر عربی پہ ایمان لایا اور بے شک وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسےٰ نے خبر دی ہے اور پچھلی کتابوں میں خبر ہے۔ تم بھی ایمان لاؤ یہ سنتے ہی نصاریٰ اس پہ دوڑے اور مارتے مارتے اُسے مار ڈالا ہرقل نے یہ حال سن کے کہا کہ میرا بھی ایسا ہی حال کریں گے۔ اگر میں ایمان لاؤں۔

ف۔ بڑے بڑے علمائے نصاریٰ اور اکثر بادشاہ ان کے ہمیشہ اقرار نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کرتے رہے اور جن کی توفیق ایزدی رفیق ہوئی ایمان لائے اور جو بے نصیب تھے باوصف اس کے کہ تصدیق آپ کی ان کے دل میں آ گئی محروم رہے اور بحیرا اور نسطورا اور نجاشی ایک بادشاہ حبشہ کا تھا کہ ذکر ان کا اوپر گذر چکا اور ہرقل اور ضغاطر کا یہاں ذکر ہوا اور بے شمار ایسے تھے اور علمائے یہود کا بھی ایسا ہی حال تھا حضرت عبداللہ بن سلام اور امثال ان کے ایمان لائے اور بہتیرے باوصف یقین کرنے آپکی نبوت کے بسبب ضد اور حب جاہ کے محروم رہے۔

بیان حال نجاشی بوقت وصول نامہ مبارک

نجاشی ایک بادشاہ حبشہ کا کہ والی ملک حبشہ کا تھا۔ بمجرد پہونچنے نامہ مبارک کے ایمان لایا اور بکمال تعظیم پیش آیا اور آپ کو جواب بہ تعظیم و توقیر تمام مشعر ایمان اپنے اور خوبی دین اسلام کے لکھا اور موزے وغیرہ تحفہ و ہدایا آپ کو بھیجے اور اس نجاشی کا نام اصحمہ تھا۔ ہر بادشاہ حبشہ کو نجاشی کہتے ہیں۔ اسی نجاشی کے عہد میں مہاجرین حبشہ حضرت عثمانؓ اور حضرت جعفرؓ وغیرہ ہما ہجرت کر گئے تھے اور اسی نجاشی کی بروز وفات سنہ ۹ ھ میں آپ نے مدینہ طیبہ میں خبر موت بیان فرما کہ نماز جنازہ غائبانہ پڑھی اور نکاح ام حبیبہ بیٹی ابو سفیان کا کہ ساتھ اپنے شوہر سابق کے حبشہ کو ہجرت کر گئی تھیں

بعد انتقال اس شوہر کے اسی نجاشی کے بموجب حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے منعقد کیا تھا۔ اور اسی نجاشی کے بعد جو نجاشی ہوا تھا اس کو بھی آپ نے نامہ لکھا تھا۔ مگر اس کا حال معلوم نہیں ہوا کذا فی المواہب۔

حال۔ مقوقش بادشاہ مصر و اسکندریہ نے بوقت پہنچنے آپ کے نامے کی بہت تعظیم کی اور تحفہ و ہدایا آپ کو بھیجے دو لونڈیاں ماریۂ قبطیہ اور شیریں کہ ماریۂ آپ کے تصرف میں رہیں اور ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بطن سے پیدا ہوئے اور ایک خچر سفید کہ نام اس کا دلدل تھا منجملہ اور ہدایا کے تھے۔

حال۔ پرویز کے پاس جب نامہ مبارک پہنچا اس نے جب دیکھا کہ عنوان نامے میں لکھا ہے مِن مُحَمَّدٍ الرَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی کِسْرٰی عَظِیْمِ فَارِسْ یہ خط محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ کسرے سردار فارس نے جھنجلا کے نامہ مبارک پھاڑ ڈالا اور کہا کہ اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا اور باذان اس کی جانب سے ملک یمن کا صوبہ دار تھا اس کو لکھ بھیجا کہ وہ شخص جو دعوے پیغمبری کا کرتے ہیں۔ ان کو یہاں بھیج دے۔ دو آدمی تیز و چالاک ان کے پاس بھیجدے کہ ان کو لے آویں باذان نے دو آدمی مدینے کو بھیجے اور آپ کو خط لکھا کہ تم دونوں آدمیوں کے ساتھ کسرے کے پاس چلے جاؤ وہ دونوں حضور اقدس میں حاضر ہوئے ڈاڑھیاں مونڈیں مونچھیں بڑی آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں ایسی صورت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے رب کسرے نے آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ ڈاڑھی رکھو اور مونچھیں کتراؤ۔ ان دونوں شخصوں کے دل میں اگرچہ رعب آنحضرت کا بہت آیا بدن ان کا تھرتھراتا تھا۔ لیکن گفتگو انہوں نے بے باکانہ کی کہ تم پاس کسرے کے چلے چلو نہیں تو کسرے کا مزاج برا ہے وہ تمہارے ملک عرب کو تباہ کر ڈالے گا۔ آپ نے دونوں سے کہا کہ ٹھیرو کل آئیو صبح ان دونوں سے کہا کہ رات کو شیرویہ نے پرویز کو مار ڈالا تم چلے جاؤ وہ رات منگل کی اور دسویں جمادی الاولے ۷ھ کی تھی وہ روانہ ہو کے باذان کے پاس پہنچے اور حال بیان کیا باذان نے کہا کہ اگر یہ خبر سچی ہے تو وہ بے شک پیغمبر ہیں اور سب ملوک سے پہلے میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان ہی دنوں میں نامہ شیرویہ کا بنام باذان اس مضمون کا پہنچا کہ پرویز ظالم تھا لہٰذا میں نے اسے قتل کیا اور تم کو تمہارے عہدہ پر قائم رکھا اور جو شخص کہ دعوے پیغمبری عرب میں کرتے ہیں ان سے تعرض مت کرو۔ جب تک میرا حکم اس باب میں نہ پہنچے باذان اسی وقت مع اپنے دو بیٹوں کے مسلمان ہو گیا اور سب اہل یمن اور فارس جو وہاں تھے مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اسلام کی۔

خبر دی۔ ف۔ کسریٰ نے جو نامہ مبارک پھاڑ ڈالا آپ نے اس کے لئے یہ بد دعا کی اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ یا اللہ پاش پاش کر دے اس کو یعنے خاندان کسریٰ کو خوب پارہ پارہ کر اور مطابق اس کے ہوا کہ خاندان کسریٰ کی سلطنت جو ہزار سال سے چلی آتی تھی ایسی بڑی سلطنت پر دہ زمین پر کوئی نہ تھی بالکل پاش پاش اور نیست و نابود ہو گئی۔ اور بہت تھوڑے زمانہ میں نام و نشان اس کی سلطنت کا نہ رہا۔ اور ہرقل نے جو نامہ مبارک تعظیم سے رکھا ملک اس کے خاندان کا قائم رہا۔ اگرچہ ملک اس کا اہل اسلام کے تصرف میں آگیا۔ لیکن بالکل سلطنت اس کی نہ مٹی۔

فصل اکیسویں سریہ حضرت ابو عبیدہؓ کے بیان میں

جس میں سمندر نے عنبر ماہی لشکر کو توشے کیلئے دی تھی!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد میں بڑی کوشش کرتے تھے اور بہت تکلیفیں اٹھاتے تھے بعضے مرتبہ جہاد میں بسبب قلت توشے کے یہاں تک نوبت پہنچی کہ درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کے کھائے وہ غزوہ ذات الخبط کہلاتا ہے۔ خبط کہتے ہیں پتے جھاڑنے کو اس لشکر کے حضرت ابو عبیدہؓ سردار تھے توشہ اس میں نہ رہا سمندر کے کنارے لشکر چلا جاتا تھا سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی کہ عنبر اس کا نام ہے کنارے پر لشکر کی طرف پھینک دی اتنی بڑی مچھلی تھی کہ آدھے مہینہ تک سارے لشکر کا قوت اس سے رہا لشکر کے تین سو آدمی تھے۔ اس مچھلی کی پسلی کی ایک ہڈی حضرت عبیدہ نے کھڑی کروائی تو بہت اونچا شتر اس کے نیچے سے نکل گیا۔ اس کی آنکھ کے حلقے میں منوں آٹا خمیر کیا کرتے تھے۔ صحابہ نے بعد معاودت کے مدینہ میں آپ سے اس مچھلی کا ذکر کیا آپ نے فرمایا خدائے تعالےٰ نے جو رزق تمہیں دیا ہے کھاؤ اور کچھ اس میں سے باقی ہو تو مجھے بھی دو میں بھی کھاؤں۔ چنانچہ گوشت اس مچھلی کا حضور اقدس میں بھیجا اور آپ نے تناول فرمایا۔

فصل بائیسویں غزوہ موتہ کے بیان میں

ایک قاصد کو راہ میں شہر موتہ کے حاکم شرجیل نے قتل کیا وہ قاصد حارث بن عمر ازدی تھا نامہ آپکا

حاکم بصریٰ کو لئے جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قاتل پر لشکر بھیجا تین ہزار آدمی اور زید بن حارث کو امیر کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جاویں تو حضرت جعفر بن ابی طالب کو اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر کیجئے اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو مسلمان ایک کو مسلمانوں سے امیر کر لیں۔ ایک یہودی نے یہ سن کے کہا اگر انبیائے بنی اسرائیل میں سے کوئی اس طرح نام لیتا تو وہ سب شہید ہوتے سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں بھی ویسا ہی ہوا۔ جب لشکر وہاں پہنچا دشمن نے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا لاکھ آدمی سے زیادہ اس کے پاس ہو گئے۔ مسلمانوں کو تردد ہوا اور پہلے مشورہ یہ ہوا کہ لڑائی میں توقف کریں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطے بھیجنے مدد کے لکھیں۔ پھر یہ بات قرار پائی کہ ہمارا لڑائی میں کچھ نقصان نہیں اگر مارے گئے تو شہید ہوں گے۔ اگر فتح ہو گئی تو عین مراد ہے۔ اور کفار کے مقابل ہوئے اور لڑائی سخت کی اور داد مردانگی و شجاعت کی دی پہلے حضرت زید بن حارثہ نشان لے کر بڑھے اور شہید ہوئے پھر حضرت جعفر نے علم لیا۔ اور داہنے ہاتھ میں ان کے علم تھا۔ وہ کٹ گیا تب انہوں نے علم اسلام بائیں ہاتھ میں لیا۔ وہ بھی کٹ گیا۔ تب انہوں نے علم کندھوں اور بازوؤں کے زور سے تھاما آخر کار شہید ہوئے۔ اور علم حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو امیر کیا اور ان کی حسن تدبیر اور شجاعت سے لڑائی فتح ہوئی صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت وقوع لڑائی کے حال بیان کر دیا کہ زید نے نشان لیا اور شہید ہوئے پھر جعفر رض نے نشان لیا اور شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے نشان لیا اور شہید ہوئے پھر ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح ہوئی آپ یہ فرماتے جاتے تھے۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری تھے فقط اللہ جل جلالہ نے حجاب دور کر دیا تھا کہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے آپ نے سو کوس سے زیادہ کا حال دیکھ کر بیان فرمایا۔

ف۔ پہلی امارت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اس لڑائی میں ملی اور تب ہی سے خطاب سیف اللہ کا ملا اور حضرت جعفر کے حق میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں دو پر ملے ہیں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں لقب ان کا جعفر طیار اسی سبب سے ہوا ہے خدا تعالےٰ کی راہ میں دونوں ہاتھ کٹے تھے اس کے بدلے میں انہیں دو پر ملے۔ آپ عبداللہ بن جعفر رض کو پکارتے تھے یا ابن ذوالجناحین اے بیٹے دو پر والے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن حضرت جعفر رض کے گھر کھانا بھیجا اور فرمایا کہ جعفر رض کے گھر کے آدمیوں کو بسبب غم کے کھانا پکانے کا اتفاق نہ ہوا ہوگا ان کے گھر کھانا بھیجدو اور تین دن ان کی تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھے۔

فصل تیئسویں فتح مکہ کے بیان میں

جب اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا کہ مکہ فتح ہو کہ شوکت عظیمہ اسلام کی ظاہر ہو اور کفر ذلیل ہو کہ جزیرہ عرب سے نیست و نابود ہو جائے سامان اس کا یہ ہوا کہ خزاعہ کہ عہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صلح حدیبیہ میں ہو گئے تھے اور بنی بکر کہ عہد میں قریش کے ہو گئے تھے۔ آپس میں لڑے اور بنا دفی بنی بکر کی تھی کہ شب خون خزاعہ پر مارا اور بیس آدمی ان میں سے مارے گئے اور قریش نے ان کی خفیہ مدد کی بلکہ عکرمہ ابی جہل وغیرہ سردار خود بھی منہ چھپا کر مدد کو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسی وقت بالہام الٰہی خبر ہوئی بلکہ خزاعہ کے رجز کہنے والے نے اسی وقت رات میں آپ کو پکارا اور آپ سے استغاثہ کیا اور مدد چاہی آپ کو خدا تعالیٰ نے اس کی آواز پہنچائی آپ نے اس کا جواب دیا۔ لبیک لبیک اور اسیوقت آپ زنانے میں وضو کرتے تھے۔ حضرت میمونہ نے جن کے حجرے میں آپ تھے لبیک آپ کا سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ قریش نے بنی بکر کی مدد کی اور ہم پر شب خون لائے۔ اور آپ نے صبح کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رات خزاعہ میں ایک بات ہوئی حضرت عائشہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کا گمان ہے کہ قریش عہد شکنی پر جرأت کریں گے۔ حالانکہ تلوار نے انہیں فنا کر دیا آپ نے فرمایا کہ انہوں نے عہد توڑا اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا ان میں ایک حکم ظاہر ہوا پھر تین دن کے بعد عمرو بن سالم خزاعی نے حضور اقدس میں پہنچ کے روبرو اصحاب کے سب حال نظم میں عرض کیا۔

حال۔ بعد وقوع اس قصہ کے قریش کو ڈر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جو خبر ہو گی تو بلاشک فوج کشی کریں گے اور ابو سفیان کو حضور اقدس میں بھیجا کہ حال دریافت کر آوے اور مدت صلح کی کچھ اور زیادہ کرا لاوے ابو سفیان مدینہ میں ام حبیبہ بیٹی ابو سفیان کی ازواج مطہرات میں تھیں پہلے ان کے پاس گیا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہا ام حبیبہ نے بچھونا لپیٹ دیا ابو سفیان نے کہا مجھے بچھونے پر بیٹھنے نہیں دیتی ہو۔ ام حبیبہؓ نے کہا تم مشرک ہو نجاست شرک سے بھرے ہو یہ بوریا جناب سید الطاہرین کے بیٹھنے کا ہے اس لئے لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا مجھ سے الگ ہونے کے بعد تیری خو بدل گئی ہے۔ ام حبیبہؓ نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے

اسلام کی ہدایت کی ہے اور اے باپ تو سردار قوم کا ہے اور عقل کا دعوے کرتا ہے مسلمان نہیں ہو جاتا اور پتھروں کو پوجتا ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ تعجب ہے کہ تو نے میری بے حرمتی کی اور مجھے کہتی ہے کہ باپ دادے کے دین کو چھوڑ دوں اور وہاں سے ناخوش ہو کے اٹھ آیا۔ اور حضور اقدس میں جا کر تجدید عہد کے لئے گفتگو کی آپ نے کچھ جواب نہ دیا بعد ازیں حضرت ابو بکرؓ سے اپنا مطلب کہا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عذر کیا اور کہا میں اس بات میں گفتگو نہیں کر سکتا اور حضرت عمر اور حضرت فاطمہؓ نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ مگر حضرت علیؓ کے جواب میں ظرافت تھی۔ جب ابو سفیان نے بہت مبالغہ کیا کہ کچھ تدبیر بتاؤ حضرت علیؓ نے کہا کہ تم مسجد میں آپ کے سامنے کھڑے ہو کر پکار کر کہہ دو کہ میں نے قریش کو امان دی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری امان کو نہ توڑیں گے۔ تم بڈھے آدمی سردار قریش کے ہو اس طرح کہہ دو ابو سفیان نے کہا کہ اگر میں ایسا کہوں گا تو مفید ہو گا۔ حضرت علیؓ نے کہا یہ میں نہیں جانتا جو بات میرے خیال میں آئی سو میں نے کہہ دی ابو سفیان نے ویسا ہی کیا اور مسجد شریف میں جا کر اسی طرح کہہ دیا۔ بعد ازاں مکہ کو روانہ ہوا۔ وہاں پہنچنے کے بعد قریش سے سب حال بیان کیا سبھوں نے بہت نفرین کی اور کہا کہ نہ تو خبر صلح کی لایا۔ کہ اطمینان ہوتا اور نہ خبر لڑائی کی لایا کہ تیاری کرتے اور حضرت علیؓ نے تجھ کو ٹھٹھا کیا تھا اور تو نہ سمجھا ویسا ہی کہہ گذرا زوجہ ابو سفیان نے کہ بہت زبان دراز تھی بہت لعنت اور ملامت ابو سفیان کو کی۔

قصہ خط حاطب بن ابی بلتعہ معجزہ ۵۰

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور خبریں بند کر دیں کہ قریش کو آپ کے عزم کی خبر نہ ہو کہ اچانک ان کے سر پر جا پہنچیں حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور آپ کے عزم کا حال اس میں تحریر کیا اور ایک عورت کو دیا کہ چپکے سے لے کے مکے کو روانہ ہووے اللہ نے اس حال سے آپ کو مطلع فرمایا آپ نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو بلا کے فرمایا کہ جھپٹ کے مکہ کی راہ پر روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک عورت مع خط کے جاتی ہے اسے لے آؤ۔ یہ تینوں صاحب گھوڑا دوڑاتے روضہ تک کہ ایک گھاٹی مکہ کی راہ میں ہے پہنچے۔ وہاں ایک عورت ملی تلاشی میں اس کے پاس سے کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علیؓ نے تلوار نکال کر اس عورت کو دھمکایا اور کہا کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے جھوٹ خبر تو نہیں دی ہے۔ خط تیرے پاس بے شک ہے اگر تو مجھے نہ دے گی تو میں تجھے ننگا کروں گا تب اس نے

سر کے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کے دیا۔ حضور اقدس میں لے آئے اس خط میں لکھا تھا۔ بنام سرداران قریش کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع لشکر جرار تم پہ آتے ہیں اگر وہ تنہا ہی تم پہ قصد کریں تو خدا تعالےٰ ان کو تم پر غالب کرے گا تم اپنی فکر کرو۔ آپ نے حاطب کو بلا کر حال پوچھا انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ کام براہ ارتداد نہیں کیا بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اور سب مہاجرین کی مکہ میں ایسی قرابت ہے جن کی جہت سے قریش ان کے وہاں کے اقارب اور عیال واطفال کی محافظت کریں گے اور میں ذات قریش میں سے نہیں ہوں جس سے وہ میرے عیال و اطفال کی محافظت کریں اور یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے گا۔ میرے اس لکھنے سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر اجازت ہو تو اس منافق کی گردن ماروں آپ نے فرمایا کہ اے عمرؓ یہ اہل بدر سے ہے اور تم نہیں جانتے ہو اے عمرؓ کہ اللہ تعالےٰ نے ایک خاص توجہ کی اہل بدر پر اور انہیں کہا۔ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ یعنی جو تمہارے جی میں آوے کرو میں نے تمہیں بخش دیا یہ سن کر حضرت عمر پہ رقت طاری ہوئی رونے لگے اور کہا خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے اور آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو رخصت کر دیا۔ اور کچھ سزا نہ دی [1]

حال۔ آپ نے مع لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کے کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے اور کوچ بکوچ روانہ ہوئے راہ میں حضرت عباسؓ ملے کہ ہجرت کئے ہوئے آتے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عباسؓ کی ہجرت آخری ہے جیسے میری نبوت آخری ہے اور حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ اسباب مدینہ کو بھیجدو اور تم ساتھ چلو جب قریب مکے کے پہنچے منزل مرالظہران میں آپ نے ارشاد کیا کہ رات میں ہر آدمی اپنے خیمے کے آگے آگ روشن کرے عرب کا دستور تھا کہ لشکروں میں آگ روشن کیا کرتے تھے موافق اس کے آپ نے یہ حکم دیا حضرت عباس نے خیال کیا کہ اگر ایکبارگی یہ لشکر مکے پہ پہنچ جائے گا سب قریش تباہ ہو جاویں گے۔ لشکر سے نکل کر جانب مکہ روانہ ہوئے کہ کوئی اگر مل جاوے تو زبانی اس کی قریش کو کہلا بھیجیں کہ اپنے بچاؤ کے واسطے کچھ صورت کر لیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحیم ہیں اگر تضرع و نیازمندی پیش آئے تو آپ رحم فرماویں گے ادھر سے ابو سفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا اس طرف کو آتے تھے مکے کے لوگوں نے خبریں دریافت کرنے کو بھیجا تھا۔ آنحضرت

[1] کذا فی البخاری باب فضل من شہید بدر ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالےٰ ۔

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لشکر کشی کا انہیں خوف تھا۔ مگر کچھ حال معلوم نہ تھا۔ جب پشتہ مرالظہران پر چڑھے ہے آگ کی روشنی دیکھ کر متحیر ہوئے آپس میں گفتگو کرنے لگے بدیل نے کہا قبیلہ خزاعہ کی آگ ہے ابوسفیان نے کہا کہ ان کی جماعت اتنی نہیں ہے کہ اتنی آگ ان کے لشکر کی ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت عباس وہاں پہنچے اور ان کی باتیں سنیں اور ابوسفیان کی آواز پہچان کر اس کو پکارا اور اس نے ان کو پہچانا اور حال پوچھا حضرت عباسؓ نے حال کہا بلکہ اسے اپنے ساتھ لشکر میں لے گئے۔ ابوسفیان کو حضرت عمرؓ نے دیکھ کر چاہا کہ اسے قتل کریں حضرت عباس نے کہا میں نے امان دی ہے۔ حضرت عمر جھپٹے کہ حضور اقدس سے اجازت قتل ابوسفیان کی لے لیں۔ حضرت۔ حضرت عباسؓ ابوسفیان کو لے کے پہلے پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے حضور میں پہنچ کے عرض کیا کہ یہ دشمن خدا ابوسفیان بے ایمان اور بے امان آتا ہے حکم ہو تو اس کی گردن مار دوں حضرت عباسؓ نے کہا میں نے امان دی ہے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت عمرؓ میں اس باب میں گفتگو ہونے لگی۔ آپ نے دونوں کو روک دیا۔ اور حضرت عباس کو کہا کہ ابوسفیان کو لے کے اپنے خیمے میں رکھو۔ صبح لے آئیو صبح حضرت عباسؓ حضور اقدس میں لے گئے۔ آپ باخلاق پیش آئے اور فرمایا کہ افسوس ابوسفیان اب تک تو نہیں اعتقاد کرتا کہ سوائے خدا کے اور کوئی لائق پرستش کے نہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ بڑے رحیم اور کریم ہیں۔ باوصف میری ایسی عداوت کے ایسی مہربانی فرماتے ہیں واقعی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔ نہیں تو ہماری مدد کرتا آپ نے فرمایا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری تصدیق کرے پیغمبری کی ابوسفیان نے تامل کیا حضرت عباس نے کہا کہ اب تامل کا وقت نہیں ایمان لاؤ نہیں تو عمرؓ آکے ابھی تمہارا سر کاٹ لے گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ[1]۔ بعد ازیں آپ سے ابوسفیان رخصت ہو کے روانہ ہوا حضرت عباس نے عرض کیا کہ مجھے خوف ہے۔ کہیں ابوسفیان مکے میں جا کے مرتد نہ ہو جائے آپ اسے جانے نہ دیجئے اور سب لشکر اس کو دکھلایا جاوے تاکہ ہیبت اسلام کی اس کے دل میں سما جاوے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے۔ ابوسفیان کو ٹھہرالو اور سارے لشکر کو اسے دکھاؤ۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو پیچھے اس کے جا کے بلا لیا اور اسے لے کے ایسی جگہ جا بیٹھے جہاں سب لشکر کا گذر ہو۔ ابوسفیان کے سامنے رسالے اسواروں کے اور غول پیدلوں کے الگ الگ ساتھ اپنے امیروں کے نکلنے لگے۔

---

[1] میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے رسول ہیں ۔

ابوسفیان کی آنکھیں کھل گئیں حضرت عباس سے کہنے لگا۔ کہ تمہارے بھتیجے بڑے بادشاہ ہو گئے۔ حضرت عباس نے کہا پیغمبری ہے یا بادشاہی۔ غرضکہ ابوسفیان نے سب لشکر دیکھا۔ حضرت عباس نے بوقت اسلام ابوسفیان کے حضور اقدس میں عرض کیا تھا کہ ابوسفیان اپنی نمود اور ظہور سرداری کو بہت دوست رکھتا ہے۔ کچھ اس کے لئے ایسی بات ارشاد ہو جاوے جس میں اس کا فخر ہو آپ نے فرمایا مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ یعنے جو داخل ہوا ابی سفیان کے گھر اسے امان ہے اور آپ نے فرمایا جو مسجد حرام میں داخل ہوا اسے امان ہے جو ہتھیار ڈالدے اسے امان ہے اور جو دروازہ اپنا بند کرے اسے امان ہے بعد ازیں موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا۔ اور فرمایا کہ جب تک کوئی لڑائی تم سے نہ کرے قتال نہ کرو ایک جانب سے عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ کچھ جماعت لے کر مقابل ہوئے۔ اس جانب لشکر حضرت خالد بن ولید کا تھا انہوں نے ان سے قتال کیا لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارتے مارتے قریب دروازہ مسجد حرام تک کافروں کو پہنچایا۔ چوبیس آدمی کافروں میں سے بنی بکر کے اور چار ہذیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے۔

حال۔ ایک مسلمان عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ نے یہ خبر سن کر تبسم فرمایا اصحاب کو تعجب ہوا آپ نے وجہ تبسم یہ ارشاد فرمائی کہ قاتل اور مقتول کو دیکھا ساتھ بہشت میں چلے جاتے ہیں اس سے سامعین کا تعجب اور زیادہ ہوا اس واسطے کہ عکرمہ کافر تھا اور کافر کا بہشت میں جانا محال اور عکرمہ کا مسلمان ہو جانا بہت دشوار جانتے تھے مگر آپ کی پیشینگوئی کے مطابق واقع ہوا کہ عکرمہ بعد ازیں مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ اس کا ذکر مشرح آوے گا۔

قصۂ عجیب

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے حضور اقدس میں استغاثہ ہوا کہ خالد اہل مکہ کو قتل کئے ڈالتے ہیں آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہدے ارفع عَنْھُمُ السَّیْفَ۔ یعنی تلوار قریش سے اٹھالو اس نے جا کر کہا ضَعْ فِیْھِمُ السَّیْفَ یعنی تلوار قریش میں رکھو۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی کی یہاں تک کہ ستر آدمی قتل کا فر ہوئے آپ نے خالد پر عتاب کیا اور سبب نہ ماننے حکم کا پوچھا۔ خالد نے عرض کیا کہ مجھے حکم ممانعت کا نہیں پہنچا بلکہ حکم قتل کا پہنچا تھا۔ آپ نے اس شخص حکم لیجانے والے سے پوچھا تو اس نے کہا راہ میں ایک شخص مہیب سر آسمان پر اور پاؤں زمین میں مجھے ملا اور اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا۔ اس نے مجھ سے

کہا تو یوں کہہ دے مَنَعَ فِیْھِمُ السَّیْفِ یعنی قریش پر شمشیر زنی کرو نہیں تو میں تجھے اس حربہ سے قتل کروں گا۔ مجھ پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سوا اس بات کے کچھ نہ کہہ سکا معلوم ہوا کہ وہ شخص مہیب فرشتہ تھا۔ اور منظور جناب ایزدی تھا کہ ستر آدمی مقتولان احد کے برابر قتل ہو جاویں اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بروز احد جب کہ حضرت حمزہ رضؓ چچا آپ کے شہید ہوئے تھے۔ کہا تھا کہ میں اگر قریش پر قابو پاؤں گا تو ستر آدمی ان میں سے قتل کروں گا۔ سو خدا تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا یہ قصہ روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ میں ہے۔

حال۔ بوقت داخل ہونے مکے کے آپ نے بنظر تواضع بجناب ایزدی سر مبارک بہت جھکا دیا۔ یہاں تک کہ کجاوے سے ریش مبارک لگ گئی یہ خیال کر کے کہ مکہ سے کس طرح نکلنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور کس عظمت اور شوکت سے رب العزت نے داخل کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پالان ہی پر سجدہ کیا

حال۔ مکہ میں پہنچ کے ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں جا کے غسل آپ نے فرمایا۔ اور آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز پڑھیں ام ہانی نے عرض کیا کہ میرا بھائی علیؓ فلانے کو قتل کیا چاہتا ہے۔ اور میں نے اسے امان دی ہے۔ وہ ام ہانی کے شوہر کے اقارب میں سے تھا۔ آپ نے فرمایا جس کو تم نے امان دی اس کو میں نے بھی امان دی۔

حال۔ بڑے بڑے سردار قریش شہر چھوڑ کے بھاگ گئے۔ اور جو حاضر ہوئے ان کا قصور معاف ہوا۔ اور آپ نے جان بخشی کی۔ ان سے آپ نے پوچھا کہ تمہارا مجھ سے کیا گمان ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا انہوں نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ برادر کریم ہیں ہمارے مالک ہوئے ہیں ہم پر رحم فرماویں گے آپ نے فرمایا تمہارے حق میں وہ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ط یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ط یعنی تم پر آج کچھ ملامت نہیں بخشے گا تمہیں اللہ تعالیٰ اور وہ زیادہ رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں سے۔

حال کہ درخانہ کعبہ کے مشرکین نے تین سو ساٹھ بت رکھے تھے اور پاؤں ان کے سیسے سے جما دیئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت تشریف لے گئے ایک لکڑی آپ کے ہاتھ میں تھی آپ یہ آیت پڑھتے تھے جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا یعنی آیا حق اور مٹا باطل بیشک باطل مٹنے والا ہے اور لکڑی سے آپ بتوں کی طرف اشارہ فرماتے

سو جس کے منہ کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بت چت گر پڑتا تھا اور جس کی پشت کی طرف آپ ارشاد فرماتے تھے وہ اوندھا گر پڑتا تھا۔ اسی طرح سب بت اکھڑ اکھڑ کے گر پڑے اور تصویریں جو دیوار کعبہ پر کھچی تھیں ان کو آپ نے چاہ زمزم سے پانی منگوا کر دھلوا ڈالا۔ ان میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی جو تھیں ان کے ہاتھوں میں تیر قمار کے بنا دیئے تھے آپ نے فرمایا کہ مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں پیغمبروں نے یہ کام نہیں کیا براہ شرارت ان کے ہاتھوں میں تیر قمار کی صورت بنادی تھی۔

ف یہ جو مشہور ہے کہ اونچے بتوں کے اتارنے کے لئے حضرت علی رض کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر چڑھایا۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ آپ میرے کاندھوں پر سوار ہوں فرمایا کہ تم بار نبوت[1] نہ اٹھا سکو گے اور میں یہ بار ولایت اٹھا لوں گا۔ سو مولینا شاہ محمد عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ جب بت اشارے سے گر پڑے تو اس بات کی کیا حاجت تھی۔ اور یہ امر شاید کعبہ کے اندر بتوں میں واقعہ ہوا۔

حال۔ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے ہدر فرمایا تھا یعنی جہاں پاؤ مار ڈالو مرد تو یہ ہیں۔ عکرمہ[۲] بن ابی جہل صفوان[۳] بن امیہ اور وحشی قاتل حمزہ۔ عبداللہ[۴] بن سعد[۵] بن ابی سرح۔ کعب[۶] بن زہیر اور ہبار[۷] بن اسود اور عبداللہ[۸] بن زبعری و عبدالعزی[۹] بن خطل اور مقیس[۱۰] بن صبابہ اور حارث بن طلاطلہ اور حوارث[۱۱] بن نقید یہ چار پچھلے قتل ہوئے باقی سب اسلام لائے اور محفوظ رہے۔ اور عورتیں ایک ہندہ[۱] تھی زوجہ ابوسفیان اور قرتنا اور قریبہ[۳] اور ارنب[۴] اور سارہ[۵] اور ام سعد[۶] یہ چاروں پچھلی قتل ہوئیں۔

حال۔ عبدالعزی بن خطل آکر کعبہ کے پردوں سے لپٹ گیا لوگوں نے حضور اقدس میں یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہیں مار ڈالو۔ چنانچہ قتل کر ڈالا اللہ جل جلالہ نے اسدن حرم میں اجازت قتل کی آپ کو دی تھی۔ لہذا آپ نے وہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور پہلے مدینہ میں آکے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ پہلے عبدالعزی تھا۔ آپ نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کو

---

[1] شیعہ اس قصہ سے حضرت علی کی بڑی فضیلت پر استدلال کرتے ہیں اور سر مخفی کہتے ہیں حالانکہ بالکل وجہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی یعنے تم بار نبوت نہ اٹھا سکو گے اس سے سر مخفی جو شیعہ نے اپنے دل میں رکھا ہے۔ یعنی شائبہ الوہیت کا باطل ہوتا ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رض شب ہجرت میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے غار ثور تک لے گئے۔ پس فضیلت حضرت صدیق کی ثابت ہوئی کہ جو بار حضرت علی نہ اٹھا سکے وہ اٹھا لیا۔ ۱۲ منہ

اس کو بھیجا تھا۔ اس سفر میں اس نے اپنے خدمت گار کو کہ کھانا پکانے میں اس نے دیر کی تھی۔ مار ڈالا۔ پھر اس ڈر سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قصاص میں اسے قتل کریں گے مدینہ نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لے کر مرتد ہو کے مکے کو چلا گیا سو آپ نے اُس کا خون بدر کیا تھا کہ مارا گیا۔

حال۔ مقیس بن صبابہ کا یہ جرم تھا کہ اس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کے قتل کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیت دلوادی بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔ روز فتح ایک گوشے میں اور مشرکوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو خبر ہوئی انہوں نے اسے قتل کیا حال ابن طلاطلہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذائیں دیتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اسے قتل کیا

حال۔ حویرث بن نقید کو بھی حضرت علی رضؓ نے قتل کیا۔ گھر میں بیٹھ رہا تھا۔ حضرت علی اس کے دروازے پر اس کے تلاش کے لئے گھر میں گئے کہا کہ جنگل کو گیا ہے۔ حضرت علی وہاں سے چلے آئے تب وہ گھر سے نکلا حضرت علی کو مل گیا۔ انہوں نے قتل کیا۔ وہ شاعر تھا۔ ہجو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتا تھا اس لئے خون اس کا بدر ہوا تھا .... بسبب حال عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا ام جمیل اس کی جورو مسلمان ہو گئی اور اس نے حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے آپ نے عکرمہ کو امان دی اور ام جمیل نے جا کر عکرمہ سے کہا کہ وہ جہاز پر چڑھ کر ارادہ بھاگ جانے کا رکھتا تھا۔

حال۔ بیان کیا اس نے کمال تعجب کیا۔ باوصف اپنی ایسی عداوت کے امان کو محال سمجھتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں ایسی ایذائیں آپ کو دیتا رہا۔ اس پر بھی مجھے امان دی ام جمیل نے کہا کہ آپ ایسے کریم اور رحیم ہیں۔ کہ تعریف آپ کی نہیں ہو سکتی۔ عکرمہ ام جمیل کے ساتھ ہو گیا۔ راہ میں عکرمہ نے ام جمیل سے ارادہ مباشرت کا کیا۔ ام جمیل نے نہ مانا اور کہا کہ تو مشرک ہے۔ جب تک مسلمان نہ ہو تجھ سے صحبت حلال نہیں۔ عکرمہ نے حضور میں آکر تعجب عرض کیا۔ کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے آپ نے فرمایا سچ کہتی ہے۔ میں نے تجھے امان دی ہے۔ عکرمہ نے کہا اتنا حلم سوائے پیغمبر کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ پھر حضرت عکرمہ کمال مقبول ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید دیکھ کے انہیں حالت وجد ہوتی تھی کہنے لگتے تھے هٰذَا كِتَابُ رَبِّي هٰذَا كِتَابُ رَبِّي اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارہ[۱۲] لشکر اپنی ابتدائی خلافت میں واسطے دفع فتنہ مرتدین اور قتال کفار کے جو مامور کئے تھے ان میں ایک

لشکر کا سردار عکرمہ بھی تھے۔ اور اسی عہد میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

حال۔ صفوان بن امیہ کو آپ نے مہلت دی۔ یہاں تک کہ غزوہ حنین واقع ہوا۔ اس لئے کہ آپ نے کچھ زرہیں صفوان سے بطور رعایت لیں اور بعد فتح حنین کے کہ غنیمت بہت اسلام کے ہاتھ آئی تھی۔ ایک پہاڑ سا غنیمت کی بھیڑوں اور بکریوں اور دنبوں سے بھرا ہوا تھا۔ صفوان بن امیہ نے دیکھ کے تعجب کیا۔ اور کہا کیا بہت مواشی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب کے سب میں نے تم کو ہبہ کیں۔ اس وقت صفوان مسلمان ہوگیا۔ اور بعضے مورخین نے لکھا ہے۔ کہ اس نے مہلت لی تھی۔ حال جب یہ آیت نازل ہوئی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط تو کہ اے بندو میرے جنہوں نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر مت ناامید ہو رحمت خدا سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہوں کو وہی ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان تب وحشی آ کے مسلمان ہوئے اور حالت اسلام میں اس کے ہاتھ سے یہ بہت اچھا کام ہوا۔ کہ مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا تھا۔ عہد ابوبکر صدیق رضؓ میں اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

حال:۔ عبداللہ بن سعد ابی سرح کا یہ قصور تھا۔ کہ وہ کاتب وحی تھا۔ کبھی آخر آیات میں اس جنس کا کلمہ جیسے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط اس نے تغیر و تبدل کی اور کبھی قبل اس کے کہ آپ ارشاد کریں اس جنس کا کلمہ اسکی زبان پر گذر گیا فتبارک اللہ احسن الخالقین آپ نے فرمایا کہ یہی لکھ تو اس نے لوگوں میں کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر نہیں ہوتی میں جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں۔ اور مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔

ف علمی امور میں تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ شاگرد اور سامعین کے دل پر استاد یا عالم کے افاضے کا اثر عکس پڑتا ہے کہ قبل بتانے کے ایک بات جو استاد یا عالم کو بتانی منظور ہوتی ہے شاگرد یا سامع کے دل میں آجاتی ہے۔ سو یہ معاملہ ابن اسعد کا کہ بعضے کلمات اس کی زبان پر جاری ہو گئے۔ اسی طرح کا تھا۔ مگر شیطان نے اسے گمراہ کیا۔ کہ وہ مرتد ہو گیا۔ اور رضاعی بھائی حضرت عثمان رضؓ کا تھا۔ حضرت عثمان رضؓ اسے حضور اقدس میں لے آئے اور بہ مبالغہ تمام اس کی سفارش کی اور قصور اس کا معاف ہوا اور اسلام اس کا قبول ہوا۔ بعد ازیں جب وہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا مارے شرم کے زمانہ ارتداد بھاگ جاتا۔ حضرت عثمان رضؓ نے یہ حال حضور اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا شرماوے نہیں۔ روبرو آیا کرے۔ حضرت

عثمانؓ کے عہد میں اذیقان انہی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ پہ فتح ہوا وہ حاکم مصر تھے۔ اور بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے واسطے بچنے کے مسلمان کے خون سے کسی طرف شریک نہ ہوئے

بیان اسلام کعب بن ظہیر کا

کعب بن ظہیر کا یہ قصور تھا۔ کہ اس نے ہجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر بن کے اپنے بھائی کو واسطے دریافت حال کے بھیجا تھا۔ وہ آگے بسبب سابقہ معرفت کے حضرت ابوبکر صدیق سے ملا اور ان کی ہدایت سے حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ کعب کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ بغیر میرے مشورے کے کیوں مسلمان ہو گیا۔ اور کچھ اشعار لکھ بھیجے۔ ان میں سے ایک بیت یہ ہے۔

شعر: سَقَاكَ اَبُوْبَكْرٍ بِكَاْسٍ رَوِيَّةٍ　　　فَانْهَلَكَ الْمَامُوْرُ مِنْهَا وَعَلَّكَا

پلایا تجھے ابوبکر نے بڑا پیالہ پھر سیراب کیا تجھے مامور نے اس سے اور مکرر دیا مامور محاورے میں اس شخص کو کہتے ہیں جیسے جن سے رابطہ ہو اور جن کا امر اسے پہونچے یہ کنایہ کیا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ہجویں بھی اس نے کہیں تھیں اس لئے خون اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدر فرمایا تھا۔ بعد فتح مکہ کے ہاتھ نہ آیا جب آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے بقصد مدینہ روانہ ہوا۔ دن کو چھپ رہتا رات کو چلتا۔ آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک بارگی مسجد کے دروازے پر اونٹنی بٹھا کر اس نے کہا میں کعب بن ظہیر ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ اور حضور میں حاضر ہو کر قصیدہ بانت سعاد جو نعت میں لکھا تھا سنایا آپ خوش ہوئے اور ردائے مبارک صلے میں عنایت فرمائی قصیدہ کے اس شعر میں ؎

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ　　　مُهَنَّدٌ اَلْمَامُوْنُ مِنْهَا وَعَاكَا

اس نے براہ ذہانت حرف اس شعر میں ایسے بدل دیئے جس سے یہ شعر ہجو کا نہ رہا بلکہ مدح کا ہو گیا۔ کہا میں نے یہ رویہ دال سے نہیں کہا ہے بلکہ واؤ سے کہا ہے بمعنے خوش گوار اور مامور نہیں کہا ہے۔ بلکہ مامون کہا ہے یعنی وہ شخص امانت دار ہیں خدا کی وحی میں آپ کعب کی حاضر جوابی اور جودت ذہن سے بہت راضی ہوئے منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ اپنے ایام خلافت میں دس ہزار دینار کعب کو ردائے مبارک کو قیمت کے دیتے تھے انہوں نے نہ بیچی اور کہا تبرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میں نہ بیچوں گا۔ بعد وفات کے ان کی اولاد سے امیر معاویہؓ نے بیس ہزار کو ردائے مبارک خریدلی۔

حال :۔ ہبار بن اسود کا یہ جرم تھا۔ کہ جب بی بی زینب صاحبزادی کو ان کے شوہر ابو العاص نے بموجب وعدہ کے مکہ سے مدینہ کو ہودج میں بٹھا کر ساتھ ابو رافع اور مسلمہ بن اسلم کے کہ بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لینے کو گئے تھے ۔ روانہ کیا۔ ہبار نے ساتھ چند اوباش قریش کے راہ میں پہنچ کے ایک نیزہ بی بی زینب کے مارا اور وہ ایک پتھر پر گر پڑیں اور حمل ان کا ساقط ہوا اور وہ بیمار ہو کے اسی صدمے سے مر گئیں۔ اس لئے آپ نے خون اس کا ہدر کر رکھا تھا۔ ایام فتح مکے میں نہ ملا۔ بعد مراجعت حضور اقدس کے مدینہ کو آپ ایک دن اصحاب میں بیٹھے تھے کہ ایکبارگی ہبار نے آ کے چلا کے کہا کہ میں متقر اسلام لایا ہوں اور مسلمان ہو گیا۔ اور آپ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔

بیان اسلام ہندہ عورت کا

ہندہ عورتوں میں شامل ہو کے آ کے مسلمان ہو گئیں اور اس نے عرض کیا کہ میرا یہ حال تھا کہ سب سے زیادہ آپ کو دشمن رکھتی تھی اب میں سب سے زیادہ آپ کو دوست رکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اور بھی زیادہ محبت ہو جائے گی۔ اور ہندہ نے گھر میں جا کر جتنے بت تھے توڑ ڈالے اور کہا کہ میں تمہارے فریب میں تھی اور حضور اقدس میں دو دو بکریوں کے بچے بطور ہدیہ بھیجے اور عذر کہلا بھیجا کہ میرے پاس بکریاں کم ہیں آپ نے اس کی بکریوں کے لئے دعا برکت کی بکریاں اس کی بہت زیادہ ہو گئیں۔ ہندہ کہتی تھی کہ یہ برکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے

بیان اسلام قرتنا و قتل دیگر زناں

قرتنا اور قریبہ دونوں لونڈیاں ابن خطل کی اور ارنب مولات یعنے لونڈی آزاد کی ہوئی اس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں اس لئے خون اس کا ہدر ہوا۔ قرتنا بھاگ گئی۔ لوگوں نے اس کے لئے امان آپ سے مانگ لی وہ حاضر ہو کے مسلمان ہو گئی۔ اور قریبہ اور ارنب ماری گئیں اور سارہ بنی مطلب کی موالات تھی وہ حضرت علیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوئی۔ اور ام سعد کا حال اتنا ہی لکھا ہے کہ وہ ماری گئی۔ کچھ حال اس کا کہ کون تھی اور کیا اس کا جرم تھا اور کس نے اس کو قتل کیا نہیں لکھا۔

حال :۔ ایام رونق افروزی مکہ میں آپ نے ایک دن کعبہ معظمہ کے اندر داخل ہونے کا قصد کیا عثمان بن طلحہ سے کنجی طلب کی وہ لے کے آئے۔ آپ کعبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عباس نے درخواست کی کہ سقایہ حاجیوں کا مجھ سے متعلق ہے کنجی بھی مجھے عنایت ہو۔ حضرت علیؓ نے بھی درخواست کنجی

کی خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا خدا تعالیٰ حکم کرتا ہے۔ کہ ادا کرو امانتیں امانت والوں کو آپ نے کنجی عثمانؓ کو دے دی اور فرمایا کہ لو ہمیشہ کے لئے نہ لے گا۔ کوئی تم میں سے مگر ظالم مطابق اس پیشینگوئی کے کنجی خانہ کعبہ کی خاندان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ میں اب تک چلی آتی ہے عثمان کے اولاد نہ تھی انہوں نے کنجی اپنے بھائی شیبہ کو بوقت وفات دی شیبہ کی اولاد میں وہ کنجی رہی۔ لہذا صاحب مفتاح شیبی کہلاتا ہے اور آپ نے عثمان کو اس وقت وہ قصہ یاد دلایا۔ کہ قبل فتح مکہ حضرت نے ایک مرتبہ عثمان سے کعبہ کے کھولنے کو کہا تھا۔ اس نے نہ مانا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا اس دن قریش بہت ذلیل ہو جاویں گے جو ایسی بات ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ قریش کو اس دن بڑی عزت حاصل ہوگی۔ سو مطابق اس پیشینگوئی کے واقع ہوا۔

فصل چوبیسویں غزوہ حنین کے بیان میں ۲۴ ۸ھ

بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا حنین ایک جگہ کا نام ہے نواح طائف میں آپ وہاں کے کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہوئے نکلے تھے لشکر لے گئے بارہ ہزار آدمی لشکر ہمایوں میں تھے۔ جب کفار مجتمع ہو کے سب مواشی وسامان لے کے چلے تھے۔ کسی نے یہ بات حضرت اعلیٰ میں عرض کی تھی آپ نے فرمایا سب غنیمت ہوگی مسلمان کی انشاء اللہ تعالیٰ سو ویسا ہی ہوا۔ سردار کفار کا عوف بن مالک تھا۔ اول جنگ میں مقابلہ ہوتے ہی مسلمان تنگ جگہ میں تھے اور قبیلہ ہوازن نے کہ کفار متقابلین تھے۔ بے طرح تیر برسائے۔ اکثر لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے آپ بغلہ شہبانہ یعنی دلدل پر سوار تھے اسے آپ نے آگے بڑھایا اور آپ بطور رجز کے فرماتے تھے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ میں نبی ہوں بیشک میں بیٹا عبد المطلب کا ہوں۔ اور ابو سفیان حارث بن عم آپ کے ساتھ تھے وہ بغلہ کی باگ تھامے تھے۔ کہ ایک بارگی بڑھ نہ جاوے۔ حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں تھے ان سے آپ نے ارشاد کیا۔ کہ صحابہ کو پکارو انہوں نے مہاجرین وانصار و اصحاب سمرہ کو پکارا چونکہ بیعت رضوان درخت سمرہ کے تلے ہوئی تھی لہذا اصحاب بیعت رضوان والے اصحاب سمرہ کہلاتے ہیں سب لوگ ان کی آواز پر پھرے اور حملہ سخت کیا کہ کافروں نے شکست کھائی اور فتح عظیم مسلمانوں کی ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے فرشتے بھی مسلمانوں کی مدد کو بھیجے

تھے۔ اور آپ نے اس غزوے میں بھی ایک مٹھی خاک اور کنکریوں کی لے کر کافروں کے لشکر کی طرف پھینک ماری تھی۔ اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ یعنی برے ہوئے یہ منہ اس خاک کے پہنچتے ہی کافروں پہ صورت شکست نمودار ہوئی۔

ف بعضے مسلمانوں کے دل میں خیال آیا تھا۔ کہ ہمیشہ ہماری جماعت قلیل ہوتی تھی اور کفار کے جماعت کثیر پہ غالب آتی تھی اب ہماری جماعت کثیر اور کفار قلیل ہیں۔ اور فی الحقیقت کفار کم تھے صرف چار ہزار تھے۔ یہ بات خدا تعالے کو ناپسند ہوئی اور ابتداء میں جو پاؤں اٹھ گئے تھے اس کی وجہ یہ تھی پھر اللہ تعالیٰ نے مدد کی قرآن مجید میں آیہ یَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ میں ذکر اسی قصہ کا ہے۔ غنیمت بے شمار از قبیل مواشی وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ آئی بھیڑ بکری دنبے سے ایک پہاڑ سا بھر گیا تھا۔ وہ سب آپ نے صفوان بن امیہ کو عنایت فرمایا کہ سبب اس کے اسلام کا ہوا چنانچہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

ذکر غزوہ اوطاس

غزوہ اوطاس بھی وہیں واقع ہوا کفار حنین سے بھاگ کے مجتمع ہوئے تھے حملہ لشکر ظفر پیکر سے انہوں نے شکست کھائی پھر آپ نے قلعہ طائف کا محاصرہ کیا اس میں عوف بن مالک ساتھ مشرکین ہوازن اور ثقیف کے تھا۔ اور پہلے سے برس کا سامان اس قلعہ میں رکھ لیا تھا۔ پندرہ روز محاصرہ کئے رہے تھے پھر آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ دودھ کا آپ کے سامنے ہے۔ ایک مرغ نے چونچ اس میں ماری اور دودھ گرا دیا۔ آپ نے ابوبکر صدیق سے بیان کیا انہوں نے اس کی تعبیر میں عرض کیا۔ کہ یہ قلعہ ابھی فتح نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا درست ہے اور آپ اس قلعہ پہ سے اٹھ آئے۔ بعد ازیں وہ قلعہ خود بخود فتح ہوگیا اور عوف بن مالک آ کے مسلمان ہوگیا۔ سارے ہوازن مسلمان ہوگئے اور عوف کو آپ نے امیر کیا اس نے مقابلہ کر کے ثقیف کو بھی مسلمان کیا۔

حال:۔ غنائم حنین وغیرہ سے آپ نے تو مسلمانان قریش کو بہت کچھ دیا بعضے نوجوانان انصار کے حقیقت امر کو نہیں سمجھتے تھے۔ اسباب میں گفتگو کرنے لگے کہ اموال غنائم قریش کو ملتے ہیں اور اب تک ہماری تلواریں قریش کے خون سے ٹپکتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی آپ نے سب انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور ان سے یہ کہا کہ تمہاری باتیں مجھے پہنچی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں سمجھ والوں نے تو ایسی بات نہیں کہی نوجوان نوعمروں نے البتہ کچھ کچھ

کہا ہے۔ آپ نے اپنے احسانات ان پر شمار کئے کہ میں نے تمہیں ہدایت کی اور شرک سے نکالکر طریق حق پر لایا اور لائق دخول جنت کے کیا اور تمہیں عزت دی اس جنس کے امورات آپ نے شمار کئے انصار نے عرض کیا کہ بجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہ کہو کہ ہم نے تمہیں اپنے گھر میں جگہ دی اور تمہاری مدد کی اور اس جنس کی باتیں ارشاد کیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ لوگ نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ ان کی تالیف کی جاوے اور صدمے انہیں بہت پہنچے تھے۔ اس لئے میں نے ان کو اموال دیئے اور تم راضی نہیں ہو اس بات سے کہ لوگ اپنے گھر اموال لے کر جاویں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔ سب انصار نے عرض کیا کہ ہم راضی ہیں بعد ازیں آپ نے عزیمت مدینے کی فرمائی ؀

فصل پچیسویں ۲۵ وفود کے بیان میں

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل میں بہت تھی اور تھوڑے دن قصہ اصحاب فیل کو گذرے تھے۔ لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آویں گے۔ بعد فتح مکہ کے سب عربوں کو اعتقاد اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے۔ قریات اور قبایل کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شرائع اسلام کے بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے۔ وفود وفد کی جمع ہے جس سال میں وفد بکثرت آئے تھے یعنی ۹ھ وہ عام الوفود کہلاتا تھا۔ آپ وفود کی بہت خاطر کرتے اور توقیر و تواضع ٹھیراتے اور جائزے یعنی انعام دیتے اور رخصت کرتے۔

حال مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعوے پیغمبری کا کیا تھا۔ وہ بھی ساتھ وفد بنی حنیفہ کے مدینہ آیا تھا۔ اس کے ساتھی مسلمان ہو گئے اس نے جہاں ٹھہرا تھا وہیں سے آپ کو کہا بھیجا کہ بعد اپنے مجھے خلیفہ کردیں۔ وہاں آپ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک شاخ درخت خرما کی تھی آپ نے فرمایا کہ اگر یہ شاخ مجھ سے مانگے گا تو بھی نہ دوں گا۔ اور جو خدا تعالے نے تیرے لئے مقدر کیا وہ ٹلے گا نہیں اور تو میرے بعد رہیگا تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے گا۔ اور ایک شخص اسود عنسی[۱] اس نے دعوئے پیغمبری کا کیا تھا۔ آپ نے خواب میں دیکھا۔

[۱] عنسی نسبت ہے عنس کے اور عنس بفتح عین حملہ و سکون نون و سین حملہ در آخر لقب ہے زید بن مالک ابن ادد کا جو باپ ایک قبیلہ کا تھا۔ یمن میں کما فی القاموس ۱۲ منہ رحمۃ اللہ۔

کہ کنگن سونے کے آپ کے دونوں ہاتھوں میں پڑے ہیں اور آپ کو گراں معلوم ہوئے اور آپ کو الہام ہؤا کہ ان پر پھونک مارو آپ نے پھونک ماری وہ دونوں اڑ کے جاتے رہے آپ نے صحابہ سے خواب بیان فرما کہ تعبیر یہ فرمائی۔ کہ دونوں کنگن سے مراد یہ دونوں کذاب ہیں یمامہ والا یعنے مسیلمہ اور یمن والا یعنے اسود ان دونوں کو خدائے تعالیٰ برباد کرے گا۔

ف)۔ وجہ اس تعبیر کی علمائے محققین نے یہ لکھی ہے۔ کہ سونا صورت زینت دنیا کی ہے ان دونوں کو غرض دعوئے نبوت سے حصول دنیا تھی۔ لہذا اس صورت میں نظر آئے اور آپ کے تصرفات عامہ کو روکنا چاہتے تھے اور ہاتھ آلہ تصرف ہے۔ لہذا بہ شکل کنگن بھاری کے ہاتھوں میں معلوم ہوئے اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق ہؤا۔ اسود آپ کے سامنے ہی مارا گیا یمن کے بعض بلاد میں اس نے دخل کر لیا تھا۔ فیروز ایک صحابی تھے انہوں نے اس کی زوجہ سے کہ مسلمان تھی اور بنت عم فیروز کی تھی اور بجبر اسود کے پاس تھی موافقت کر کے اس کے مکان کی پشت سے نقب لگا کر اسے قتل کیا قتل کے وقت اس نے بہت زور سے آواز کی باہر سے دروازے کے پہرہ والوں نے پوچھا۔ کہ کیسی آواز ہے اس کی زوجہ نے کہا۔ کہ تمہارے پیغمبر پر وحی آئی ہے اس کی آواز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی روز مدینہ میں اسود کے قتل کی خبر دی۔ اور مسیلمہ نے بہت قوت پائی۔ ایک لاکھ آدمی بلکہ زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں لشکر خالد بن ولید سے بدست وحشی قتل ہؤا۔

فصل چھبیسویں ۲۶ غزوہ تبوک کے بیان میں

منجملہ غزوات مشہور غزوہ تبوک ہے ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام میں لشکر ہمایوں وہاں جا کے ٹھہرا تھا۔ لہذا یہ غزوہ تبوک کہلاتا ہے۔ اور غزوہ عشرہ بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تکلیف کے دنوں میں تیاری اس جہاد کی ہوئی تھی۔ سبب اس کا یہ ہؤا کہ آپ کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لایا چاہتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہؤا کہ خود اس پر لشکر لے جاویں قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار آدمی اس غزوے میں ہمراہ حضور معلّے تھے۔ اور آپ کی عادت تھی کہ عزم جہاد کو چھپایا کرتے تھے۔ مگر اس غزوے میں بایں جہت کے سفر دور دراز اور موسم گرمی کا تھا لوگ مطلع ہو کے اچھی طرح سامان کریں صاف حال عزم فرما دیا تھا اور لوگوں کو ترغیب دی کہ سامان اس غزوے میں ہر شخص بقدر

استطاعت حضورؐ میں جمع کرے۔ اور فرمایا جو اس لشکر کا سامان کردے۔ اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اس معاملہ میں بھی جنت حاصل کی اور اتنا بہت مال دیا کہ جناب اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت راضی ہوئے کہتے ہیں کہ تیس ہزار آدمی لشکر میں تھے اس میں سے تیس ہزار کا سامان حضرت عثمانؓ نے کر دیا تھا۔ اور آپ نے فرمایا میں عثمانؓ سے راضی ہوں یا اللہ تو بھی راضی ہو اور یہ بھی فرمایا کہ عثمان کو کوئی عمل بعد آج کے ضرر نہ کرے گا۔

حال:۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکرؓ مجھ پر امور خیر میں غالب رہا کرتے تھے۔ زمانہ غزوہ تبوک میں مجھے دسترس خوب تھی۔ میں یہ سمجھا کہ اس مرتبہ میں غالب رہوں گا۔ اپنے سب مال میں سے آدھا حضور اقدس میں لے گیا۔ آپ نے پوچھا کہ عیال واطفال کے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے کہا اتنا ہی۔ ابوبکر صدیق سب مال اپنا لے آئے۔ آپ نے پوچھا کہ لڑکے بالوں کے لئے رکھا ہے انہوں نے کہا خدا اور خدا کا رسولؐ آپؐ نے فرمایا مَا بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَا تِکُمَا یعنی فرق تم دونوں کے درجوں میں ایسا ہے جیسا تم دونوں کے کلموں میں یعنے ابوبکر صدیقؓ نے عیال کے لئے خدا اور رسولؐ کو بنایا اور حضرت عمرؓ نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں تم پر کبھی غالب نہ ہوں گا۔

حال:۔ حضرت علیؑ کو آپ نے مدینے میں ٹھہرنے کو فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ فرمایا تم راضی نہیں ہوتے ہو کہ تم میرے لئے ہو مانند ہارون کے موسیٰ سے مگر پیغمبری بعد میرے نہیں ہے یعنے جیسے کوہ طور پر جاتے وقت حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل پر نائب کیا تھا ایسے ہی اس سفر میں تمہیں نائب کئے جاتا ہوں۔

حال:۔ آپ مع لشکر عظیم کے جو تیس ہزار آدمی تھے موضع تبوک پہنچ کے متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا۔ ادھر رخ نہ کیا آپ نے اطراف وجوانب میں لشکر بھیجے۔ حضرت خالد بن الولید کو کہ مع چار سو تیس سواروں کے اوپر اکیدر حاکم دومتہ الجندل کے بھیجا اور فرمایا۔ کہ تم اسے نیل گائے کے شکار میں پکڑ لو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جس وقت حضرت خالد بن الولید اس قلعے کے تلے پہنچے وہ قلعہ سے اترا سبب یہ ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر تھا۔ چاندنی رات تھی ایک بارگی نیل گائے نے دیوار قلعہ سے بدن اپنا رگڑنا شروع کیا اکیدر کو نیل گائے کے شکار کا بہت شوق تھا۔ بقصد شکار نیل گائے کے اترا بھائی بھی اس کا ساتھ تھا۔ وہ مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہو گیا۔ خالد رضی اللہ عنہ حضور اقدس میں لے آئے۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور کچھ نذرانہ اس نے مقرر کر دیا اور بعضوں نے

لکھا ہے کہ پھر اکیدر مسلمان ہو گیا۔
حال۔ ابوذر غفاریؓ پیچھے لشکر سے رہ گئے تھے۔ ان کا اونٹ تھک گیا تھا۔ پاپیادہ اسباب ضروری کندھے پر لاد کے روانہ ہوئے دور سے تبوک میں ایک شخص آتا نظر پڑا جب پاس آیا معلوم ہوا کہ ابوذر ہیں آپ نے جب وہ حاضر ہوئے مرحبا کہا اور فرمایا خدا رحمت کرے ابوذر کو کہ اکیلا چلا آتا ہے اور اکیلا ہی زندگی گذارے گا۔ اور اکیلا ہی مرے گا۔ سو مطابق اس واقع کے ہوا کہ عہد عثمان میں گانوں ربذہ[1] میں الگ ہو کے جا کے رہے تھے۔ اور تنہا مرے اور کوفہ سے ایک جماعت مسلمین اتفاقاً وہاں آگئی ان کی تجہیز و تکفین کی۔
حال۔ تبوک میں آپ نے دو مہینے اقامت فرمائی پھر صحابہ سے استفسار فرمایا۔ حضرت عمرؓ کی یہ صلاح ہوئی کہ آپ کا رعب اور دبدبہ ہرقل پر ہو گیا ہے۔ اور وہ لڑنے کو ڈر کے مارے نہ آیا اب فی الحال اور بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی یہی رائے ہوئی اور مدینہ کو معاودت فرمائی۔
حال۔ ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج[2] میں سے تھا اس نے پچھلی کتابیں پڑھی تھیں اور نصرانی ہو گیا تھا۔ پہلے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر اہل مدینہ سے بیان کرتا تھا جب آپ مدینہ میں پہنچے بسبب حسد اور اغوائے شیطان کے مسلمان نہ ہوا۔ اور عداوت میں آپ کے سرگرم رہا بعد غزوہ بدر کے بھاگ گیا اور قریش کے ساتھ ہو کے جنگ احد میں آیا اور سب سے پہلے تیر مسلمانوں پر اسی نے چلایا پھر روم کو چلا گیا۔ اس لئے کے لشکر بادشاہ روم کا آپ پر چڑھا لائے یہ صورت نہ بنی اس نے مدینہ میں پھر آنا چاہا اور منافقان مدینہ کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بنا دیں میں اس میں بیٹھ کے تعلیم و تلقین کروں گا اور مشورت کے لئے جگہ ہو گی قبل تشریف لے جانے آپ کے منافقین متصل مسجد قبا[3] کے وہ مسجد بنوا چکے تھے۔ حضور اقدس میں آ کے مستدعی ہوئے کہ آپ اس میں چل کے نماز پڑھیں آپ نے فرمایا۔ کہ میں اب جہاد کو جاتا ہوں۔ وہاں سے پھر کے دیکھا جائے گا۔ جب انہوں نے خبر معاودت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنی کچھ لوگ ان میں سے پہنچے اور کہا کہ ہم نے جو مسجد بنائی ہے۔ آپ پہلے وہاں چل کے نماز پڑھیں۔ تاکہ برکت ہو۔ غرض یہ تھی

[1] ربذہ بفتح رائے حملہ و بائے موحدہ و ذال معجمہ نام ایک جگہ کا ہے۔ قریب مدینہ کے جہاں حضرت ابوذر غفاری مدفون ہیں کذا فی القاموس [2] خزرج بفتح خائے معجمہ و سکون زائے معجمہ و فتح رائے حملہ و جیم در آخر نام ایک قبیلہ کا ہے انصار میں سے کذا فی القاموس [3] قبا بضم قاف و فتح بائے موحدہ بمد و بقصر نام ایک جگہ کا ہے قریب مدینہ کے۔ کذا فی القاموس ۱۲

کہ اس بہانے سے اس مسجد کی رونق ہو جاوے اللہ جل جلالہٗ نے آیت وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا۔ نازل فرمائی اور ان کے مکر سے مطلع کیا۔ مطابق اس کے آپ نے اس مسجد کو کھدوا ڈالا اور جل جلالہٗ نے مسجد قبا کی اور اس کے نمازیوں کی تعریف نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس میں ایسے لوگ ہیں کہ پاکیزہ رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور خدائے تعالےٰ پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

قصہ تین اصحاب مخلصین کا کہ بے عذر ہمراہی سے رہ گئے تھے

تین شخص اصحاب مخلصین سے بھی رہ گئے تھے۔ حضرت کعب بن مالک کہ یہ صاحب بدر سے نہ تھے۔ مگر بیعت عقبے میں جو انصار نے پہلے ہجرت سے مکہ میں ایام حج میں کی تھی اور سبب ہجرت مدینہ کا وہی بیعت ہوئی تھی۔ حاضر تھے۔ اور اس بیعت کی بھی بڑی فضیلتیں ہیں حتیٰ کہ صحیح بخاری میں حضرت کعب سے روایت ہے کہ اگرچہ فضیلت بدر کی بہت مشہور ہے لیکن بیعت عقبے میں حاضری ایسی ہے کہ باوصف اس کے اگر حضور بدر مجھے حاصل نہ ہوا تو مجھے کچھ رنج نہیں اور دو صحابی بدری تھے ایک کا نام ہلال بن امیہ تھا اور ایک کا نام مرارہ بن الربیع ان تینوں شخصوں نے بوقت معاودت آپ کے صاف صاف کہہ دیا کہ کچھ ہمیں عذر نہ تھا ویسے ہی بسبب شامت نفس کے رہ گئے حدیث کعب بن مالک میں کہ صحیح بخاری میں ہے یہ قصہ مفصل مذکور ہے بقول حاجی رفیع الدین خاں صاحب مراد آبادی مؤلف سلوک کتب تذکرۃ الحبیب کے وہ قصہ مذاق ایمان میں مزے دار ہے۔ لہٰذا مطابق حدیث مذکور کے جیسا کہ دیا ہے لکھا جاتا ہے حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ غزوہ تبوک کو تشریف لئے جاتے تھے میں صحیح و سالم تھا اور فراغت مالی بھی خوب رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بھی صاف سنا دیا تھا کہ تبوک کی طرف قصد ہے۔ مگر یہی خیال کرتا رہا۔ کہ اب سامان کر کے چل دوں گا اور سامان چلنے کا نہ ہوا یہاں تک کہ آپ روانہ ہو گئے ہر روز مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ اب چل کے مل جاؤں گا۔ یہاں تک کہ لشکر دور نکل گیا تو سوائے ضعفا کے یا ایسے اشخاص کے جو متہم بہ نفاق تھے۔ اور کوئی نظر نہ آتا۔ طبیعت سخت گھبرائی۔ آپ نے لشکر میں ایک دن میرا حال پوچھا ایک شخص نے کہا کہ اپنے کپڑے کی وضعداری میں رہ گیا اور معاذ بن جبل نے کہا کہ وہ ایسا نہیں ہے اور میری ثنائے جمیل کی ایک دن میں گھر میں آیا میری بیبیوں نے انگور کی ٹٹیوں میں چھڑکاؤ کر کے میرے لئے دوپہر کے سونے کے لئے جگہ تیار کی تھی۔ میں نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو گرمی اور لو میں ہیں اور میں ایسی جگہ سوؤں۔ میں وہاں نہ سویا

اور بڑی مشکل سے دن کٹتے تھے۔ جب خبر آپ کی معاودت کی سنی میں زیادہ گھبرایا حیران تھا کہ کیسے منہ دکھلاؤں گا۔ یہاں تک کہ رونق افروز مدینہ کے ہوئے دل میں طرح طرح کے منصوبے آئے آخر یہی ٹھانی کہ سوائے سچ کے نہ کہوں گا۔ حضور اقدس میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا۔ میں نے صاف صاف عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ عذر نہ تھا۔ نہ میں بیمار تھا۔ نہ بے مقدور مگر رہ گیا حضور کے ساتھ نہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ٹھیرو جیسا کہ خدا تعالے نے تمہارے باب میں حکم فرماوے کیا جاوے گا۔ میں وہاں سے رخصت ہو آیا اور منافقین نے جھوٹے عذر و حیلے کئے ان سے آپ نے کچھ نہ کہا لوگوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ اگر تم بھی کوئی عذر بنا کر کہہ دیتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عذر سن لیتے دیکھو جنہوں نے عرض کیا سب کا عذر سن لیا یہاں تک کہ مجھے بہکایا کہ باعث ہوئے اس بات کے کہ میں حضور اقدس میں حاضر ہو کے پہلی بات کو بدلوں اور کوئی جھوٹا عذر بیان کروں پھر آپ نے پوچھا کہ اور کسی کا بھی میرا سا حال ہوا ان دونوں اصحابیوں بدریوں کا نام لوگوں نے لیا میں نے کہا کہ وہ دونوں آدمی اچھے ہیں میں ان ہی کے ساتھ ہوں جو ہونا ہو سو ہو میں اب اس بات سے نہ بدلوں گا۔ آپ نے فرمایا ان تینوں آدمیوں سے کوئی کلام نہ کرے سب نے بولنا ہم سے چھوڑ دیا۔ دونوں ساتھی تو میرے گھر میں بیٹھے رہے نکلتے بیٹھتے نہ تھے میں جوان آدمی تھا مکان سے نکلتا اور مسجد شریف جا کے آپ کے ساتھ نماز پڑھتا۔ اور سلام کرتا۔ آپ جواب چلّا کے تو نہیں دیتے تھے۔ معلوم نہیں کہ آہستہ بھی جواب دیتے تھے یا نہیں۔ میں لب ہائے مبارک کو بوقت سلام خیال کرتا کہ آپ نے ہلائے یا نہیں اور میں نماز آپ کے متصل پڑھتا اور چھپی نگاہ سے آپ کی طرف دیکھتا۔ سو جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا آپ منہ پھیر لیتے۔ ایک دن میں بازار کی طرف چلا جاتا تھا کہ بادشاہ غسان[1] کا بھیجا ہوا آدمی بھی مجھے تلاش کرتا تھا۔ اور مجھے نشان دیا اس نے لا کے اس بادشاہ کا خط اس میں لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے تمہارے صاحب نے تمہیں علیحدہ کر دیا ہے تم سے ناخوش ہیں سو تم تو ایسے آدمی نہیں ہو۔ کہ کوئی تم سے ناخوش ہو۔ اگر تم ہمارے پاس چلے آؤ تو تمہاری بہت خاطر کریں اور تمہیں بہت خوش رکھیں۔ خط پڑھ کے مجھے بہت رنج ہوا اور میں نے کہا الٰہی میری یہاں تک نوبت پہنچی کہ کافر مجھے بلاتا ہے اور میرے ایمان میں طمع رکھتا ہے اور میں نے تنور میں اس خط کو ڈال دیا اور کچھ جواب خط کا نہ لکھا سبحان اللہ کیا ایمان کامل صحابہ رضی اللہ

[1] غسان بفتح غین معجمہ وسین مہملہ مشددہ الف دنون ایک قبیلہ ہے یمن میں بادشاہان غسان اسی میں کے تھے ۱۲

عنہم کا تھا کہ حالت رنج و تکلیف میں بھی خوب ثابت قدم رہتے تھے۔ حضرت کعب کہتے ہیں کہ پھر آپ کا حکم پہنچا کہ ہم تینوں آدمیوں سے زوجہ کسی کے پاس نہ رہے میں نے یہ سن کے کہا کہ حکم ہو تو طلاق دے دوں۔ بیان ہوا کہ صرف علیحدہ رہنا منظور ہے طلاق کا حکم نہیں میں نے اپنی زوجہ کو اس کے گھر رخصت کر دیا۔ میرے ایک ساتھی یعنے ہلال بن امیہ کے لئے ان کی زوجہ نے پیرانہ سالی اور ہونے تکلیف کے سبب نہ ہونے کسی ایسے شخص کے جو کام کر سکے عذر پیش کر کے اجازت اس بات کی لے لی کہ ان کی زوجہ ان کے ساتھ رہے مگر مباشرت نہ کریں مجھ سے لوگوں نے کہا کہ تم بھی کوئی عذر پیش کر کے اپنی زوجہ کے لئے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں جوان ہوں میں عذر پیش نہ کروں گا۔ پچاس دن ویسی ہی حالت میں گذرے اور حقیقت میں جیسا خدائے تعالیٰ نے فرمایا وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ تنگ ہوگئی زمین ان پر باہمہ فراخیہا ویسا ہی ہمارا حال تھا کہ ایک بارگی صبح کے وقت ایک پہاڑی سے پکار کے ایک شخص نے کہا۔

بشارت ہو تمہیں کعبؓ بن مالک تمہاری توبہ قبول ہوئی۔ میں نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور حضور اقدس میں جا کے حاضر ہوا مجلس میں سے مہاجرین میں سے طلحہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر میری تہنیت کی اور مجھ سے مصافحہ کیا۔ یہ احسان طلحہؓ کا میں کبھی نہیں بھولتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا چہرہ مبارک خوشی سے درخشاں تھا جیسے چاند کا ٹکڑا اور آپ نے ارشاد فرمایا بشارت ہو تجھے ایسے دن کی جو بہت بہتر ہے ان سب دنوں میں جب سے تیری ماں تجھے جنی ہے۔ میں نے کہا کہ اس خوشی کے شکرانے میں جی میں آتا ہے کہ سارا مال اپنا خیرات کر دوں۔ آپ نے سارے مال کے . . . . . . دے ڈالنے سے منع کیا اور فرمایا کہ کچھ اپنا مال اپنے پاس بھی رہنے دو۔ اور منافقین حیلہ بنانے والوں کو خدائے تعالےٰ نے فضیحت کیا سورہ برات میں ان کی مذمت اور جہنمی ہونے کی آیتیں بھیجیں اور ہمارے لئے بعد ذکر توبہ کے فرمایا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ لا اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تم ہو ساتھ سچوں کے ہم کو صادقین فرمایا۔ حضرت کعب کہتے ہیں۔ کہ تب سے خوبی سچ کی اور میرے دل میں راسخ ہوگئی۔ اور ہمیشہ سچ کا مجھے خیال رہتا ہے کہ سچ نے مجھے بچایا۔ اور جھوٹے فضیحت ہو کے جہنمی ٹھہرے ✦

فصل ستائیسویں فرضیت حج اور امیر الحاج ہونے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیان میں

نویں سال ہجرت سے حج فرض ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بسبب شغل تعلیم و ہدایت وفود کے اور امور غزوات کے تشریف نہ لیجا سکے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو آپ نے امیر الحاج مقرر کر کے مکہ روانہ کیا۔ کہ لوگوں کو حج موافق شرائع اسلام کے کرا دیں اور سورہ برات واسطے سنانے حکم نقض عہد کے . . . ان کے ساتھ کر دی۔ جب وہ روانہ ہوئے تب آپ نے فرمایا کہ معاملہ نقض عہد کا اظہار زبانی کسی شخص کے اہلبیت سے چاہیئے کہ عرب لوگ ایسے امور میں اقارب ہی کی بات قبول کرتے ہیں۔ تب حضرت علیؓ کو آپ نے ناقہ عضباؑ[1] پر سوار کر کے پیچھے ابوبکر صدیق رضؓ کے روانہ کیا سورہ برات موسم حج میں تم جا کے سناؤ۔ ابوبکر صدیق نے ناقے کی آواز سن کے گمان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے ٹھہر کے دیکھا تو حضرت علیؓ سے پوچھا۔ اَمِیْرٌ اَوْمَامُوْرٌ یعنی امیر ہو کے آئے ہو یا تابع ہو کے حضرت علیؓ نے کہا مامور یعنے حضرت تابع ہو کے اور بیان کیا کہ صرف سورہ برات سنانے کو آیا ہوں بعد ازیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حج لوگوں سے کرایا اور خطبہائے موسم حج پڑھے اور حضرت علیؓ نے سورہ برات کو سنایا۔ اور مضمون اس کا باواز بلند پکارا۔ اور مدد کرائی حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی مدد کے لئے کچھ لوگ مقرر کر دیئے۔ باری باری پکارتے منادی میں یہ بات تھی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور طواف خانہ کعبہ کوئی ننگا نہ کرے۔ اور جنت میں سوا مسلمان کے کوئی نہ جاوے گا اور کافروں میں جس نے عہد میعادی باندھا ہے وہ میعاد پوری کر لے اور جس کا عہد بے میعاد ہے۔ یا مطلق عہد نہیں اسے چار مہینے کی امان ہے بعد ازیں اگر مسلمان نہ ہو گا قتل ہو گا۔

---

[1] بفتح عین مہملہ وسکون ضاد معجمہ و بائے موحدہ والف ممدودہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ناقے کا لقب ہے۔ اور معنے عضبا کے ہیں کان چرے ہوئے اور ناقہ مذکورہ اگرچہ ایسی نہ تھی مگر لقب اس کا یہ ہو گیا تھا۔ کذا فی القاموس ۱۲

فصل اٹھائیسویں مباہلے کے بیان میں

عرب میں نصاریٰ کا ایک قبیلہ تھا نجران جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نامہ لکھا تھا۔ اور اسلام کی طرف دعوت کی تھی انہوں نے چودہ آدمی اپنی قوم میں سے منتخب کر کے حضور اقدس میں بھیجے۔ پہلے دن لباس ریشمی اور انگوٹھیاں سونے کی پہن کر حضور اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے سلام اور کسی کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ حیران ہوئے دوسرے دن بمشورہ حضرت عثمان اور عبدالرحمان بن عوف کے کہ ان سے پہلے ملاقات رکھتے تھے۔ حسب رائے حضرت علیؓ کے کہ اس وقت ان دونوں صاحبوں کے پاس تھے ریشمی کپڑے اور انگوٹھی سونے کی اتار کے رہبان کے سے کپڑے سادے بے تکلف پہن کے گئے۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے کلام فرمایا اور اسلام کی طرف دعوت کی اور انہوں نے قبول نہ کیا۔ بہت مباحثہ بے جا کیا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا ٹھیرو اس شہر میں تجھے جواب ملے گا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ۝

حال عیسیٰ کا نزدیک اللہ تعالےٰ کے مثل آدم کے ہے پیدا کیا اللہ نے اسے مٹی سے اور کہا ہو وہ ہو گئے حق تیرے رب کی طرف سے ہے اس میں کچھ شک مت کر و پھر جو کوئی جھگڑے اثبات میں تو کہہ کہ آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تم اپنے بیٹے اور ہم اپنی عورتیں اور تم اپنی عورتیں اور خود ہم بھی آویں اور خود تم بھی آؤ پھر التجا کریں پس کریں لعنت اللہ کی جھوٹوں پر۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیتیں سنا دیں انہوں نے مضمون آیت کا اقرار نہ کیا اور مباہلہ کے باب میں کہا کہ کل ہم آ کے اس باب میں کہیں گے اپنے مکان پر جا کے انہوں نے عاقب سے کہ ان کا سردار تھا پوچھا اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر برحق ہیں اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بے شک تباہ ہو جاتا ہے۔ مباہلہ مت کرو مباہلہ اسے کہتے ہیں جو شخص آپس میں نزاع رکھتے ہوں یکجا ہو کے مبالغہ تمام اللہ کی جناب میں دعا کریں کہ جو باطل پر ہو اس پر خدائے تعالیٰ کی لعنت نازل ہو اور خدا بتعالےٰ

اسے تباہ کر دے اور زیادہ مبالغہ کی صورت مباہلہ میں یہ ہے کہ طرفین اپنی اولاد اور عورتوں کو محل مباہلہ میں حاضر کریں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ دوسرے دن نصاریٰ حضور میں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع حضرت علیؓ و جناب حسنینؓ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم کے تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ میری دعا کے ساتھ آمین کہو۔ نصاریٰ پنج تن کی صورت دیکھ کر گھبرائے اور ابو الحارث بن علقمہ رضؓ نے کہا کہ یہ ایسے لوگ نظر پڑتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ سے پہاڑ کے ٹلجانے کی دعا مانگیں تو پہاڑ ٹل جاوے ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرو۔ مباہلہ نہ کیا اور اطاعت اختیار کی اور ہر سال ہزار حلے بطور پیشکش کے نذر قبول کر کے رخصت ہوئے۔ جناب رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سور ہو جاتے اور یہ جنگل ان پر آگ برساتا اور ایک سال میں پردۂ زمین پر نام و نشان نصاریٰ کا نہ رہتا سب تباہ ہو جاتے

فصل انتیسویں ۲۹ حجۃ الوداع کے بیان میں

دسویں سال ہجرت سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خود حج کو تشریف لے گئے اس حج میں آپ نے ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے یعنی لوگوں کو رخصت کرتا ہے۔ لہٰذا حجۃ الوداع کہلایا قبائل عرب کو خبر ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حج کو تشریف لئے جاتے ہیں۔ ہر طرف سے لوگوں نے حج کے لئے رخ کیا لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ آپ نے حج ادا فرمایا اور خطبوں میں احکام حج کے اور بھی مواعظ و نصائح مفید ارشاد فرمائے اور یہ بھی بعض خطبوں میں ارشاد فرمایا۔ کہ شاید سال آئندہ میں تم میں نہ رہوں مسلمانوں کے حفظ جان و مال اور ممانعت خونریزی کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ مرد اپنی جورو کا حق پہچانے اور عورتوں کے ساتھ سلوک اور احسان کرو اور خدا تعالےٰ سے ان کے معاملہ میں ڈرو یعنے بے جا تکلیف و رنج مت دو اور مردوں کے لئے عورتوں پر تاکید کی کہ اطاعت کریں اور مرد بیگانے کو گھر نہ آنے دیں۔ اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ جو کتاب اللہ کے احکام کو خوب مضبوط پکڑو گے گمراہ نہ ہو گے بعد تمام کرنے خطبے کے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خدا تعالےٰ تم سے میرا حال پوچھے گا۔ کہ کیا کیا معاملہ کیا اور کیسے رہے سو تم کیا کہو گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے احکام الٰہی بخوبی پہنچائے اور نصیحت امت کی بواجبی کی آپ نے

آسمان کی طرف انگلی اٹھا کہ تین بار فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ یا اللہ گواہ رہ اور فرمایا کہ تین چیزیں سبھوں کو پاک صاف رکھتی ہیں۔ ایک اخلاص عمل میں یعنے عبادت الٰہی محض خدا کے لئے کرنا اور ہر کام کو دل سے بے ریا کے کرنا۔ دوسرے مسلمانوں کی جماعت میں شریک رہنا۔ تیسرے بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی آپ نے فرمایا کہ جو لوگ حاضر ہیں۔ غائبوں کو یہ باتیں پہنچا دیں۔

بیان افراد قران و تمتع کا

حضرت علیؓ یمن میں تھے۔ وہ وہاں سے بقصد حج روانہ ہوئے اور انہوں نے احرام اسطرح باندھا کہ جیسا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا ویسا میں بھی احرام باندھتا ہوں۔ اس میں اختلاف ہے کہ جناب رسول نے احرام افراد کا کیا تھا یا قران کا یا تمتع کا۔ افراد اسے کہتے ہیں کہ فقط حج یا عمرے کے لئے احرام باندھے اور تمتع اسے کہتے ہیں کہ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ بجا لائے بعد اس کے حج کرے اور احرام حج یا عمرے کی نیت باندھنے کو کہتے ہیں کہ کپڑے بدل کے بے سیئے کپڑے پہنے اور زبان سے کہے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ بِحَجَّۃٍ نرے حج میں اور لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ بِحَجَّۃٍ بِعُمْرَۃٍ نرے عمرے میں اور لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ قِرآن میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام قران کا باندھا تھا اور اسی لئے قِران ابو حنیفہ کے نزدیک افضل ہے بسبت افراد اور تمتع کے امام نووی اور محققین شافعیہ نے اس مقام پر اس بات کو ترجیح دی ہے کہ احرام جناب رسول اللہ کا قِران تھا۔

حال۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایام حج میں حیض آگیا۔ اور وہ روتی تھیں آپ نے پوچھا انہوں نے بیان کیا آپ نے کہا حیض ایک امر ہے کہ خدا تعالےٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقدر کر دیا ہے۔ کچھ حرج نہیں سوائے طواف کے اور سب ارکان حج کے بجالاؤ بعد حصول طہارت کے حیض سے طواف کر لیجیو ویسا ہی کیا۔

حال۔ بروز عرفہ کو جمعہ تھا یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج کامل کیا میں نے تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام کا۔ مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ ایسی آیت اگر ہم میں نازل ہوتی تو ہم لوگ روز نزول کو قرار دیتے عید حضرت عمرؓ نے

کہا کہ میں خوب جانتا ہوں جس دن یہ آیت نازل ہوئی۔ عرفہ کے دن کہ جمعہ تھا نازل ہوئی۔ یعنی مسلمانوں کی بھی اس دن عید ہوتی ہے جمعہ کا دن بھی عید ہے اور عرفہ بھی عید ہے۔

حال۔ بعد فراغت ادائے حج کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں منزل غدیر خم میں خطبہ ولایت اور تاکید محبت کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمایا غدیر کہتے ہیں بڑے تالاب کو اور خم اس غدیر کا نام تھا۔ سبب اس خطبہ کا یہ ہوا۔ کہ یمن میں حضرت علیؓ کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے کچھ آدمیوں نے حضرت علیؓ کی بہت شکایت کی اور شکایت ان کی بے جا تھی بسبب نافہمی کے اور ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ حضرت علیؓ سے محبت رکھے۔ لہذا آپ نے اس منزل میں خطبہ واسطے شکایت ان لوگوں کے اور واجب کرنے محبت علی رضی اللہ عنہ کے فرمایا پہلے آپ نے سب لوگوں سے کہا کہ کیا میں سب مسلمانوں کے لئے واجب المحبتہ ان کی جانوں سے زیادہ نہیں ہوں سب نے عرض کیا کہ بیشک آپ کی محبت اپنی جانوں سے زیادہ واجب ہے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ میں جس کا مولا ہوں علیؓ اس کے مولا ہیں یعنی جو مجھ سے محبت رکھے علیؓ سے محبت رکھے یا اللہ دوست رکھا اسے جو علی سے دوستی رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ حضرت عمرؓ نے بعد سماعت اس خطبہ کے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی۔ اور کہا کہ آپ تو مولے ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے بعد ازیں آپ بطے منازل مدینے میں پہنچ کہ کار ہدایت وارشاد خلق و عبادت الہٰی میں مشغول ہوئے لیکن اکثر قرب اجل اور کلمات وداع کے فرماتے۔

فصل تیسویں وفات شریف کے بیان میں

باریک بین صحابہ نزول آیہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کو قرب زماں قیامت نشاں وفات سمجھ گئے تھے اس لئے کہ پیغمبر کا دنیا میں رہنا واسطے اکمال دین کے ہے جب دین کامل ہو گیا تب پیغمبر کو لاحق ملا اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ اور ان ہی دنوں سورہ نصر نازل ہوئی او مکہ فتح ہو گیا۔ اور لوگ دین میں فوج فوج داخل ہونے لگے تو تم اللہ کی تسبیح و حمد و استغفار میں مشغول ہو اس سے بھی علمائے صحابہ قرب اجل سمجھ گئے۔ بظاہر یہ آئتیں خوشی کی تھیں مگر اس جہت سے سبب رنج عظیم ہوئیں۔

حال۔ صحیح بخاری میں باب الخوخہ والممر فی المسجد میں ہے کہ ایک بار آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندے کو اختیار دیا گیا اس بات کا کہ چاہے دنیا کی ناز و نعمت جو چاہے اسے ملے یا اس

چیز کو جو خدا تعالیٰ کے پاس ہے اختیار کرے اس نے دنیا کو اختیار نہ کیا بلکہ جناب اقدس الٰہی کو یعنی آخرت کو اختیار کیا ابوبکر صدیق رضی یہ سنکر رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ متحیر ہوئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک بندیکا حال بیان کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی کیوں روتے ہیں اور کیوں ماں باپ کو قربان کرتے ہیں۔ پھر معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سمجھ والے تھے۔ کہ آپ کا مطلب سمجھ گئے اور آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی مت روؤ۔ سب آدمیوں میں سے مجھ پر احسان ابوبکر رضی کا مال دینے میں اور رفاقت کرنے میں زیادہ ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل یعنی دوست جانی بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن وہ اسلام کے بھائی اور دوست ہیں اور مسجد میں کسی کا دروازہ سوا ابوبکر کے نہ رہے۔

حال۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے ان سے کان میں کچھ باتیں کیں وہ خوب روئیں۔ پھر آپ نے اور باتیں کان میں کیں وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے بی بی فاطمہ سے حال سرگوشیوں کا پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز فاش نہ کروں گی۔ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میں نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پھر پوچھا۔ انہوں نے کہا مضائقہ نہیں اب بتاتی ہوں پہلی سرگوشی میں آپ نے یہ بات کہی تھی۔ کہ ہر سال جبرائیل مجھ سے رمضان میں ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ امسال دو بار دور کیا۔ اس سے میں جانتا ہوں کہ میری اجل قریب ہے۔ سو تم خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کرو میں اچھا بزرگ سب سے پہلے جاتا ہوں اس پر میں روئی۔ پھر آپ نے میرے کان میں یہ بات کہی کہ اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی یعنی تمہاری وفات میری وفات کے بعد جلد ہوگی۔ سب اہل بیت سے پھر میں خوش ہو کے ہنسی۔

ف۔ یہ پیشینگوئی آپ کی صادق ہوئی کہ حضرت بی بی فاطمہ کا سب سے پہلے انتقال ہوا اور بہت جلد یعنے بعد چھ مہینے کے آپ سے جا ملیں۔

حال۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر سے تشریف لائے میرا سر دکھتا تھا میں نے کہا وارا ساہ ہائے میرا سر دکھتا ہے آپنے فرمایا۔ اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں اچھی طرح تمہاری تجہیز و تکفین کروں۔ نماز

خانہ کی پڑھوں میں نے کہا کہ گویا آپ بھی چاہتے ہیں کہ مرجاؤں اور آپ بے شک اور بی بی کو لے کراسی دن میری جگہ سوئیں گے۔ ازواج مطہرات براہ ظرافت ایسی باتیں کہہ گزرا کرتی تھیں۔ محبت سے اور مورد عتاب نہیں ہوتی تھیں آپ نے تبسم فرمایا اور بھی مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا کہ وہ لقمہ جو میں نے خیبر میں کھایا اس کی تکلیف میں ہمیشہ پاتا ہوں۔ یہاں تک کہ اب میری رگ جاں بسبب زہر کے کٹ گئی۔ مراد اس لقمہ سے گوشت زہر آلود ہے۔ کہ ایک یہودیہ نے بکری کے دست کے گوشت کو زہر آلود کرکے آپ کے کھانے کو بھیجا تھا۔ اور آپ نے اس میں سے ایک لقمہ منہ میں لے لیا تھا۔ اور آپ کو درد سر اور بخار شدید عارض ہوا کہ وہی وجہ مرض الموت ہوا۔

نکتہ۔ اثر زہر سے مرض موت کا ہونا اس لئے ہوا کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت اثر زہر سانپ سے جس نے غار میں کاٹا تھا۔ ہوئی۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت حضرت عمر ہے۔

ف۔ بحسب ظاہر مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب کی تقریر سر الشہادتین پر اعتراض ہوتا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ کمال شہادت بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہیں ہوا۔ کہ اگر شہادت ظہریہ ہوتی تو اسلام میں فتور پڑتا اور اگر شہادت سریہ حاصل ہوتی تو شہادت کاملہ نہ ہوتی۔ اس لئے کہ کمال شہادت یہ ہے کہ آدمی مسافرت میں قتل کیا جاوے اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جاویں اور مصیبت کی باتیں لکھی ہیں بعدازیں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ذات حسنین رضی اللہ عنہما کو بجائے ذات جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرار دے کے کمال شہادتین کا بذریعہ ان کے آپ کو عنایت فرمایا۔ انتہیٰ سو اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث مذکور الصدر سے حصول شہادت سریہ کا آپ کو بذات خود متحقق ہوتا ہے اور امام جلال الدین سیوطی وغیرہم علمائے نے تصریح کی ہے کہ آپ کی موت بشہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی جواب مولانا شاہ عبد العزیز کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ مقصود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا یہ ہے کہ شہادت سریہ علیٰ وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن کے حاصل ہوئی اس لئے کہ کمال شہادت یہ ہے۔ کہ تاخیر نہ ہو لہذا ارتثاث یعنی یہ کہ بعد زخمی ہونے کے تاخیر کرکے کچھ دوا غذا کھا کے زخمی مرے موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہے پس اصل شہادت تو آپ کو حاصل ہوئی۔ لیکن شہادت کاملہ جیسا کہ مقتضے آپ کے منصب عالی کا تھا۔ بوساطت حضرت حسین رضہ کے حاصل ہوئی۔ شہادت سریہ

کاملہ بسبب حضرت امام حسن رضہ کے کہ صدمہ زہر سے بے امتداد مدت شہید ہوئے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کئی برس کے بعد آپ نے وفات پائی اور شہادت ظاہریہ کاملہ بہ سبب امام حسین رضہ کے پس آپ کی شہادت جملہ انبیا و شہدا سے کامل تر ہوئی اور تقریر مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب کی صحیح ہے۔

حال :- روز بروز بخار کی مرض کی زیادتی ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ مسجد میں امامت کے لئے نہ جا سکے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ ابوبکر رضہ سے کہدو کہ امام ہوں۔ حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ امام ہوگا۔ پھر آپ کی وفات ہوگی تو لوگ اسے منحوس سمجھیں گے اور اس لئے میں نے عرض کیا کہ ابوبکر صدیق نرم دل ہیں محراب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی دیکھ کر بیتاب ہو جائیں گے اور مارے رقّت کے نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضہ سے کہہ دو نماز پڑھاویں۔ پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم عمر رضہ کے لئے اجازت لے لو۔ انہوں نے اس بات کے لئے عرض کیا۔ آپ بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام ہونا ہرگز نہیں چاہئیے۔ اور بعضے روایت میں ہے کہ ایکبار جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت خبر پہنچانے موذن کے کہ جماعت تیار ہے۔ عبداللہ بن زمعہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہدو کہ نماز پڑھ لیں۔ عبداللہ نے ابوبکر صدیق رضہ کو نہ پایا حضرت عمر رضہ سے واسطے امامت کے کہہ دیا انہوں نے مسجد میں نماز پڑھانی شروع کر دی آپ نے آواز حضرت عمر رضہ کی سنی اور فرمایا کہ یہ آواز حضرت ابوبکر کی نہیں ہے لوگوں نے عرض کیا کہ عمر کی آواز ہے۔ آپ نے بتاکید فرمایا کہ سوائے ابوبکر رضہ کے اور کوئی امام نہ ہو خدا کو اور مسلمانوں کو سوائے ابوبکر کے اور کی امامت قبول نہیں۔

حال :- ابوبکر صدیق نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے جمال جہاں آرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس مقام پر نہ دیکھا شدت رنج سے بیتاب ہو گئے اور رقت ایسی غالب ہوئی کہ سب اہل مسجد رونے لگے اور مسجد میں غل مچا۔ ؎

در نماز م خم ابروئے تو چوں یاد آمد حالت رقت کہ محراب بفریاد آمد

سمع شریف تک وہ غل پہنچا آپ نے پوچھا کیا ہے حضرت فاطمہ رضہ نے حال عرض کیا آپ مسجد شریف میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور لوگوں کو تسلی دی فرمایا کہ اے مسلمانوں تمہیں خدا کے سپرد کیا خدا سے ڈرتے رہو اور اطاعت خدا کی کرتے رہو اور اب میں دنیا کو چھوڑتا ہوں اور

ایام مرض میں کبھی غمگینان امت کو بایں کلمات تسلی دی اور سمجھایا کہ کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا اور اور آپ نے یہ فرمایا کہ خوش قسمتی امت کی ہے کہ ان کا پیغمبر ان کے سامنے انتقال کر جائے اور جس امت سے خدا تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے اس کے پیغمبر کو زندہ رکھتا ہے اور اس کے سامنے امت کو ہلاک کر کے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

ف۔ موافق روایات کتب حدیث کے بعد ازانکہ ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز میں حسب الحکم امامت شروع کی دوبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت بخار نماز پڑھانے کو مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک بار ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی صف میں بیٹھ گئے۔ چنانچہ صحیح ابن حبان میں ہے اور یہ آخری نماز آپ کی تھی اور ایک مرتبہ آپ کھڑے ہوتے ہی ابوبکر صدیق رضؓ کے تشریف لے گئے۔ اور ابوبکر صدیق رضؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹیں آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ اور آپ پاس حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے جا بیٹھے اور امام ہوئے۔ اور ابوبکر صدیق رضؓ داہنی طرف آپ کے کھڑے ہوئے۔ لوگ ابوبکر صدیق رضؓ کی نماز کو دیکھ کے نماز پڑھتے تھے۔ ابوبکر جناب کے مکبر تھے کہ آپ امام کے ارکان سے لوگوں کو مطلع کرتے تھے۔ اور یہ روایت صحیحین میں ہے اور ایک مرتبہ آپ روز وفات یعنی صبح دوشنبہ کو حجرے کے دروازے تک تشریف لائے اور پردہ اٹھا کے کیفیت جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگوں کو نماز جماعت پر قائم دیکھ کر خوش ہوئے۔ ابوبکر نے اس وقت پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور مسجد شریف میں تشریف نہیں لائے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے آدمیوں میں دو شخصوں کے پیچھے نماز پڑھی ایک ابوبکر صدیق رضؓ اور دوسرے عبدالرحمٰن بن عوف کے ایک سفر میں چنانچہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قضائے حاجت سے تشریف لانے میں دیر ہوئی صحابہ نے عبدالرحمان بن عوف کو امام کر کے نماز شروع کر دی ایک رکعت آپ پڑھ چکے تھے کہ آپ تشریف لائے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو اور آپ نے ایک رکعت ان کے پیچھے پڑھ کر باقی اٹھ کر پڑھ لی۔ اور ایک بار حضرت ابوبکر رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محلہ قبا میں واسطے رفع ایک نزاع کے جو درمیان بنی عمرو بن عوف کے تھا۔ تشریف لے گئے تھے آپ کو دیر ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضؓ کو امام کر کے نماز شروع کر دی۔ اتنے میں آپ تشریف لائے ابوبکر صدیق رضؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور سب نے

نماز حضرت ابوبکر کے پیچھے پڑھی۔

حال۔ اسامہ بن زید کو آپ نے واسطے انتقام لینے خون زید بن حارثہ والد ان کے کہ ایک لشکر پر سردار مقرر کیا اور آپ نے دستِ مبارک سے لوا ان کے لئے باندھدی اور حکم فرمایا کہ شہر ابنی کے حاکم پر لشکر لے جاویں اس کافر سے جس کی لڑائی میں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے تھے انتقام بواجبی لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کو بھی اس لشکر میں تعینات فرمایا۔ حضرت اسامہ کے امیر کرنے میں یہ سر تھا۔ کہ ان کے باپ کے انتقام کے لئے یہ لشکر کشی تھی۔ ان کا جی خوش ہوا۔ اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہم کے متعین کرنے میں یہ سر تھا۔ کہ ان کی عظمت سب اصحاب کے دل میں جمی ہوئی تھی۔ ان کو اس لشکر میں دیکھ کے اور اصحاب لشکر کو عار نہ ہو کہ کم عمر مولٰے کے بیٹے کو ہم پر امیر کیوں کیا۔ بسبب بیماری آپکے لشکر کی روانگی ملتوی رہی اور ابوبکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تعیناتی سے علیحدہ کر کے حضوری خدمت یعنی امامت مسجد شریف پر مامور کیا شنبے کے دن دو روز وفات سے پہلے آپ کو افاقہ ہو گیا تھا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ اور لشکر کے لوگ آپ سے رخصت ہو کے لشکر گاہ میں جا کے باہر مدینے کے ٹھہرے یکشنبہ کو مرض نے زیادتی کی یہ خبر سنکر اسامہ ٹھہر گئے۔ دوشنبہ کی صبح کو آپ کو تخفیف ہو گئی۔ اسامہ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر کو گئے اور روانہ ہوئے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حالت نزع طاری ہوئی ام ایمن والدہ حضرت اسامہ نے یہ حال انہیں کہلا بھیجا وہ پھر آئے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی نے کہ علم بردار اس لشکر کے تھے علم کو لا کے اور مسجد شریف پر کھڑا کر دیا۔ بعد ازیں ابوصدیق رضؓ نے لشکر کو روانہ کر دیا مگر حضرت عمر رضؓ کو باجازت حضرت اسامہ کے واسطے مشورہ امور خلافت کے رکھایا۔

حال۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام مرض موت میں حضرت عائشہ سے کہا کہ تم اپنے باپ ابوبکر اور بھائی عبدالرحمان کو بلوا بھیجو میں ابوبکر کے لئے عہد خلافت لکھ دوں۔ کہیں اور کہنے والا نہ کہے کہ میں خلافت کے لئے اولیٰ ہوں۔ پھر آپ نے کہا کہ کچھ ضرورت نہیں خدا تعالےٰ اور مومنین خود سوا ابوبکر صدیق کے اور کسی کو خلیفہ نہ کریں گے۔ صحیح مسلم میں بہ تصریح یہ لفظ مذکور ہے کہ میں عہد نامہ خلافت ابوبکر لکھ دوں چونکہ محققین کا دستور ہے کہ جو لفظ مطلب میں صریح ہوتا ہے اور مفید تر وہی ذکر کرتے ہیں۔ اور جس کتاب کے لفظ کو ذکر کرتے ہیں حدیث کی اسی کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اگرچہ مضمون اس حدیث کا اس کتاب سے

اعلیٰ رتبہ کتاب میں واقع ہوا اسی سبب سے مشکوٰۃ شریف اور صواعق محرقہ میں کہ لفظ کتابت مذکور ہے ۔حدیث کو صرف مسلم کی طرف نسبت کیا ہے ۔حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں بھی صرف حدیث کی طرف مسلم کی نسبت کی ہے رام پور کے جو بعض علمائے نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث بخاری شریف میں بھی موجود ہے صرف مسلم کی طرف نسبت بے جا ہے سو یہ اعتراض بہ سبب ناواقفی کے قاعدہ محدثین سے ہے ۔

حال ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پنجشنبہ کے روز یعنی وفات سے چار دن پہلے آپ نے فرمایا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ میں ایسی باتیں لکھ دوں کہ تم سے خطا اور بے تدبیری واقع نہ ہو ۔ حاضرین خوب سمجھے نہیں بیماری کا آپ پر بہت غلبہ تھا ۔ اور آواز بھی آپکی دھیمی پڑ گئی تھی ۔لہذا حاضرین میں اختلاف ہؤا ۔ بعضوں نے کہا لے آؤ ۔ اور بعضوں نے بنظر عدم تکلیف دہی کے کہا مت لاؤ ۔ عمرؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے اور کتاب اللہ کافی ہے یعنے ایسے وقت تکلیف میں آپ کو محنت کرنا کچھ ضرور نہیں بسبب اختلاف کے آواز بلند ہوئی اور بعضوں نے کہا پھر پوچھ دیکھو پھر پوچھنے لگے آپ نے تنگ ہو کے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور پھر آپ نے قلم دوات لانے کو نہ فرمایا اور تین باتیں متعلق تدبیرات ملکی فرمائیں کہ ان میں سے ایک یہ ہے ۔ اَجِیْزُوا الوفود جائزہٗ انعام دیتے رہو وفود کو یعنی ان لوگوں کو جو قبائل عرب سے واسطے ملاقات اور سیکھنے امور دین کے مدینہ میں آئے ہیں دوسری بات یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو اور تیسری بات راوی بھول گیا ۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے ۔وہ حکم سامان کر دینے لشکر اسامہ کا تھا کہ آپ نے مرض موت میں بھی حکم اس کی روانگی کا دیا تھا ۔

ف ۔ اس قصہ کو شیعہ قصہ قرطاس کہتے ہیں ۔ اور اس گمان سے کہ باب خلافت میں لکھنا آپ کو منظور تھا ۔ حضرت عمرؓ کے بول اٹھنے سے وہ بات جاتی رہی ۔ اس قصہ کو عمدہ مطاعن حضرت عمرؓ سے شمار کیا ہے ۔ اور بنظر واقع کے جس طرح قصہ ہے اس میں کچھ طعن نہیں خلافت کے باب میں لکھنا منظور ہی نہ تھا ۔ پہلے ابوبکر صدیق ؓ کے لئے آپ نے جو لکھنا چاہا تھا ۔ اس کو موقوف رکھا ۔ کچھ امور تدابیر کے ارشاد کرنے تھے سو زبانی ارشاد کر دیئے اور اگر لکھنے کی ضرورت ہوتی تو آپ لکھنے کو موقوف نہ فرماتے فرض امر کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتا بلکہ حضرت عمرؓ کی عرض کے موافق آپ لکھنے سے باز رہے ۔ معلوم ہؤا کہ رائے حضرت عمرؓ کی اس معاملہ میں بھی مثل معاملہ حجاب و

اذان و دیگر امورہ موافقات وحی کے مقبول ہوئی۔ تحفہ اثنا عشریہ میں طعن و جواب طعن بتفصیل تمام مذکور ہے۔

حال۔ ازواج مطہرات نے کسی سے کہا کہ آپ کو مرض ذات الجنب ہے۔ ذات الجنب ایک پسلی کی بیماری ہوتی ہے سو بمشورہ حضرت ام سلمہ و اسماء بنت عمیس کے کہ حبشہ میں ذات الجنب کا علاج لدود دیکھ آئی تھیں آپ کے لیئے لدود تجویز کیا۔ لدود کہتے ہیں دوا کو کہ بیمار کے منہ میں ایک ہی جانب سے ڈالی جاوے۔ سو آپ کے منہ میں ڈالی۔ ہرچند آپ منع کرتے رہے اشارہ سے کہ بسبب غلبہ مرض کے آپ اس وقت بول نہ سکتے تھے۔ مگر نہ مانا اور وہ دوا دہن مبارک میں ڈال دی آپ کے منع کرنے کو وہ لوگ یہ سمجھے کہ جیسے بیمار کڑوی یا بدمزہ دوا کھانے کو نہیں چاہتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی فرماتے ہیں جب آپ کو اس حال سے آفاقہ ہوا اور آپ کو معلوم ہوا کہ ذات الجنب تجویز کر کے دوا آپ کے منہ میں ڈالی تھی تو آپ نے فرمایا ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ انبیاء کو ایسی بیماری نہیں ہو سکتی آپ نے فرمایا جتنے آدمی گھر میں ہیں۔ سب کے منہ میں دوا اسی طرح ڈالی جاوے سوائے عباس کے کہ وہ اس مشورہ میں نہ تھے سو حسب الحکم سوائے حضرت عباس کے سب کے منہ میں دوا اسی طرح ڈالی گئی۔ حتےٰ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی باآنکہ وہ روزہ دار تھیں۔

حال۔ مرض موت میں آپ کو معلوم ہوا کہ انصار اپنے ہر حال میں ہراساں ہیں آپ نے مسجد شریف میں تشریف لے جا کے خطبہ میں انصار کی خاطرداری اور توقیر کی بہت تاکید فرمائی۔

حال۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبل وفات تھوڑی دیر پہلے عبد الرحمان بن ابی بکرؓ آئے ان کے پاس مسواک تھی آپ نے ان کی طرف دیکھا مجھے شوق آپ کا واسطے مسواک کے معلوم تھا۔ میں سمجھی کہ آپ کا جی مسواک کرنے کو چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے لئے لے لوں آپ نے اشارہ کیا کہ ہاں لے لو میں نے مسواک عبد الرحمان سے لے کر اپنے دانتوں سے نرم کر کے دی کہ آپ نے کی۔ حضرت عائشہؓ فخر یہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالےٰ نے آخر عمر میں میرا دہن آپ کے دہن مبارک سے ملایا۔

دربیان خوبی مسواک ورغبت آنحضرت بسوئے التزام مسواک کا

ف۔ یہاں سے بہت خوبی مسواک کرنے کی پائی جاتی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری وقت بھی مسواک فرمائی۔ اور حدیثوں میں بہت تاکید مسواک کرنے کی کی ہے۔ حتیٰ کہ آیا ہے ایک رکعت مسواک سے ستر رکعت بے مسواک برابر ہے۔ اور ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے حسب تجربہ مشائخ یہ بات نقل کی ہے کہ جو شخص التزام کرے مسواک کا توقع قوی ہے کہ کلمہ شہادت اس کی زبان پر

جاری ہوگا۔ اور افیون کھانے والے کی زبان پر جاری نہ ہوگا۔

حال۔ حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ نے ایک کنیسہ یعنی عبادت خانہ نصاریٰ کا ذکر کیا اور اس کی تصویروں کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں کی عادت تھی جب کوئی مرد صالح ان میں مر جاتا اس کی قبر پر مسجد بناتے اور تصویریں بناتے اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ ھِمُ الْمَسَاجِدَ۔ یعنی خدا لعنت کرے یہود و نصاریٰ کو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد کر لیا۔

حال۔ بخاری میں ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے سنا تھا کہ پیغمبروں کو قبل موت اختیار دیا جاتا ہے۔ چاہیں دنیا میں رہنا اختیار کریں چاہیں ملا اعلیٰ میں جانا سو میں نے سنا آپ کو قبل وفات کہتے ہوئے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی۔ یعنی اللہ مجھے منظور ہے اوپر والے رفیقوں کے پاس جانا تب میں سمجھی کہ آپ کو ہمارے پاس رہنا منظور نہیں۔

حال۔ قبل وفات کے آپ نے یہ کلمہ فرمایا۔ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنی خوب حفاظت کرو نماز اور لونڈی غلاموں کی۔

ف۔ کمال تاکید نماز کی متحقق ہوتی ہے کہ بوقت وفات بھی آپ نے اس کی تاکید فرمائی۔ اور بھی لونڈی غلاموں کی رعایت کی تاکید کی۔ افسوس ہے کہ اب لوگ نماز میں بھی غفلت کرتے ہیں بہتیرے نہیں پڑھتے اور بہتیرے پڑھنے والے رعایت امور ضروریہ نماز کی نہیں کرتے۔ بالخصوص رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے اور درمیان دونوں سجدوں کے بیٹھنے کو اکثر ترک کرتے ہیں۔ اور اس سے نماز کا عدم وجود برابر ہو جاتا ہے اور لونڈی غلاموں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تاکید پر خیال کر کے نماز کو خوب درست پڑھا کریں اور لونڈی غلاموں کو محبت اور رعایت سے رکھیں۔

حال۔ بقول مشہور بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کو دوپہر ڈھلے آپ نے وفات پائی نزع کی تکلیف بہت ہوئی۔ آپ فرماتے تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ۔ رنگ مبارک کبھی سرخ ہو جاتا تھا کبھی زرد حضرت عائشہ رض کے سینہ پر آپ تکیہ لگائے تھے۔ اس حالت میں روح مبارک آپ کی قبض ہوئی۔ یہ بات بھی حضرت عائشہ رض فخر یہ کہا کرتی تھیں۔ آپ کی وفات سے گویا قیامت قائم ہوئی۔ اصحاب و اہل بیت پر ایسا رنج ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ حضرت عثمان رض کو سکوت لاحق ہوا حضرت عمر رض کے ہوش جاتے رہے عقل کٹ گئی یہاں تک کہ وہ کہنے لگے جناب رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

وفات نہیں پائی۔ جو کہے گا کہ آپ کی وفات ہوئی ہیں اسے قتل کر دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عباس رضؓ سب اصحاب ہیں مستقل رہے وفات سے پہلے آپ کو افاقہ ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر بھی آپ سے اذن لے کے اپنی زوجہ بنت خارجہ کے پاس سنح ہیں۔ کہ ایک جگہ کنارے مدینہ کے تھی چلے گئے تھے۔ خبر وفات کی پا کے آکے دیکھا کہ عمر رضؓ مدہوشانہ تلوار نکالے کھڑے ہیں۔ اور لوگ ان کے گرد ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا۔ اور آپ کو خدا نے بلا لیا جیسے کہ موسیٰ کو طور پر بلا لیا تھا۔ آپ آکے منافقین کے ہاتھ پاؤں کٹوائیں گے۔ منافقین نے خبر آپ کی موت کی جوڑوائی ہے۔ سب اس کی سزا پائیں گے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آتے ہوئے کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے چلے گئے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کہ پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور روئے اور کہا طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا آپ پاکیزہ ہیں حیات میں بھی اور بعد موت کے اور آپ پر خدا تعالیٰ دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ جو موت آپ کی مقدر تھی سو ہو چکی پھر باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے مقولے سے روکا۔ لوگ حضرت عمر رضؓ کو چھوڑ کے ان کی طرف آئے انہوں نے خطبہ پڑھا اور کہا۔ مَنْ[1] كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَقَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اور یہ آیت پڑھی وَمَا[2] مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اس خطبہ کے سنتے ہی سب کو موت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یقین ہوا۔ اور غفلت کا پردہ جس سے موت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر تھے اٹھ گیا آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوئی۔

حال۔ حصن حصین میں ہے کہ ملائکہ نے اصحاب سے تعزیت کی اور کہا اِنَّ فِی اللّٰهِ عَزَآءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابُ

---

[1] جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا ہو تو محمد صلے اللہ علیہ آلہ وسلم تو وفات پا گئے۔ اور جو کوئی خدا کو پوجتا ہو تو خدا زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔ [2] نہیں ہیں محمد مگر پیغمبر بیشک گذرے ہیں پہلے ان سے بہت پیغمبر آیا پس اگر مر جاوے یا مارا جاوے کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔ اور جو پھر جائے گا اپنی ایڑیوں پر نہ بگاڑے گا کچھ اللہ کا اور جزا دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔ ۱۲

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ بشیک اللہ میں تسلی ہے ہر مصیبت سے اور بدلہ ہے ہر گئی ہوئی چیز کا پس اللہ ہی پر اعتماد کرو اور اسی سے امید رکھو۔ محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم رہے اور سلام تم پر اور رحمت خدا تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی اور بھی حصن حصین میں ہے کہ ایک[1] شخص کھچڑی ڈاڑھی موٹا گورا وہاں آیا اور لوگوں کو پھلانگ کے بھیتر پہنچا اور رو دیا صحابہ کی طرف منہ کر کے کہا۔ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءً مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَّعِوَضًا مِنْ کُلِّ فَائِتٍ وَخَلَفًا مِنْ کُلِّ ھَالِکٍ فَاِلَی اللّٰہِ اَنِیْبُوْا وَاِلَیْہِ فَارْغَبُوْا وَنَظَرُہٗ اِلَیْکُمْ فِی الْبَلَاءِ فَاِنَّ الْمُصَابَ مَنْ لَّمْ یُجْبَرْ۔ وہ شخص یہ کہکر چلا گیا لوگ اسے پہچانتے نہ تھے۔ حضرت صدیق رضؓ و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ خضر تھے۔

حال۔ خبر پہنچی کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کے یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں یہ خبر سن کے حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح سقیفہ بن ساعدہ کو گئے۔ سقیفہ کہتے ہیں پٹے ہوئے مکان اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہے انصار میں اس قبیلہ میں ایک مکان بطور چوپال کے تھا وہ سقیفہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا وہاں پہنچ کر انصار سے اس باب میں گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت ایک تقریر اپنے دل میں بنا رکھی تھی میں نے چاہا کہ میں کروں حضرت ابوبکر رضؓ نے روکا اور خود جو تقریر کی باتیں میں نے سوچی تھیں انھوں نے بہت خوبی سے ادا کیں انصار کے فضائل اور مناقب بیان کئے اور ان کے حقوق کو بھی تسلیم کیا۔ انھوں نے امارت کے باب میں جو دعویٰ کیا۔ پہلے وہ کل امارت چاہتے تھے پھر انھوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں رہے اور ایک امیر تم میں یعنی مہاجرین میں ابوبکر نے یہ حدیث پڑھی اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ یعنی سردار اور بادشاہ قریش میں سے ہوں انصار خاموش ہو رہے تب ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا کہ ان دو آدمی عمر اور عبیدہ میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ حضرت عمر رضؓ کہتے کہ سب تقریر میں سے ایک یہی بات ناپسند ہوئی۔ اور جو گردن میری ماری جاتی تو مجھے گوارا تھا۔ بہ نسبت اس بات کے کہ میں امام ہوں ایسی جماعت پر جس میں ابوبکر ہوں میں نے ابوبکر رضؓ سے کہا کہ تمہارے ہوتے کون امام ہو سکتا ہے ہاتھ دراز کرو ہاتھ دراز کیا انھوں نے کہا میں نے بیعت کی اور حضرت ابوعبیدہ نے اور سب حاضرین نے بیعت کی صواعق محرقہ میں یہ روایت معتبر لکھی ہے۔

مسئلہ۔ امام احمد سے کہ بعد سمجھانے حضرت صدیق اکبر رضؓ کے سعد بن عبادہ بھی اسی وقت سمجھ گئے اور خلافت صدیق اکبر رضؓ کو انھوں نے قبول کر لیا۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

[1] ماتم پرسی کے واسطے آنا جانا خضر کا بعد وفات رسول صلعم کے۔

نے ساری عمر بیعت نہیں کی اور اس سبب سے مدینہ کو چھوڑ کر یمن کو چلے گئے معتبر نہیں ہے۔

حال۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ غسل مجھے میرے اہلبیت دیں۔ پہلے ایک آواز آئی کہ غسل مت دو وہ خود پاک ہیں۔ کہنے والے کو تلاش کیا۔ کوئی نہ پایا۔ پھر ایک آواز آئی کہ غسل دو پہلے کہنے والا شیطان تھا۔ اور میں حضر ہوں۔ حضرت علی اور عباس رضؓ نے غسل دیا اس میں اختلاف ہوا کہ برہنہ غسل دیں یا کپڑوں سمیت پھر سب پر نیند غالب ہوگئی اور گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ کپڑوں سمیت غسل دو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وقت غسل کے حاضر ہوئے تھے۔ انصار نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس شرف میں سے ہمیں بھی کچھ نصیب ہووے حضرت ابوبکر رضؓ نے ایک شخص انصار میں سے بھی تعینات کر دیا کہ پانی دینے میں اور اسی طرح کے کاموں میں مدد کرے۔

حال۔ جسب الحکم اقدس نماز کے لئے یہ ٹھہرا کہ بدفعات جو لوگ آتے جاویں تنہا تنہا نماز پڑھتے جاویں۔ منظور یہ تھا کہ اس شرف سے کوئی بے نصیب نہ رہے اور یہ بات تو معلوم تھی کہ جسد اطہر انبیا کرام میں بعد وفات کے مطلقاً تغیر نہیں ہوتا اس سبب سے تاخیر دفن کا کچھ اندیشہ نہ کیا۔ حسب الحکم عالی سب کو نماز سے شرف یاب ہو لینے دیا۔ اگرچہ نماز میں تاخیر اتنی ہوئی کہ سہ شنبہ کو بوقت سہ پہر یا شب چہار شنبہ کو آپ مدفون ہوئے۔

حال۔ قبر کے باب میں یہ بات قرار پائی کہ جس جگہ آپ کی روح قبض ہوئی وہی جگہ واسطے دفن کے لئے متعین ہے اس واسطے کہ حضرت صدیق رضؓ و علی رضؓ مرتضے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ نبی وہیں مدفون کئے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی روح قبض ہو۔ اور مدینہ میں دو شخص قبر کھودتے تھے ایک ابوطلحہ رضؓ کہ بغلی بناتے تھے اور ایک ابوعبیدہ بن الجراح کہ سیدھی کھودتے تھے۔ یہ قرار پایا کہ جو پہلے آوے وہ اپنا کام کرے۔ بغلی کھودنے والے ابوطلحہ پہلے آئے سو قبر آپ کی بغلی کھودی گئی۔ ایک غلام آزاد آپ کے نے شمقران ان کا نام تھا آپ کے بچھانے کی کملی قبر میں آپ کے نیچے بچھادی اور کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ بعد آپ کے اس پر کوئی بیٹھے اور حجرہ شریف عائشہ رضی اللہ عنہا میں آپ مدفون ہوئے۔

ف۔ علمائے نے لکھا ہے کہ متعدد نماز جنازے کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور گھر میں مدفون ہونا خاص نبی کریم سے ہے۔

حال۔ حضرت عائشہ رضؓ نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ تین چاند ان کے حجرے میں اترے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر کہی کہ تمہارے حجرے میں تین اشخاص ایسے مدفون ہونگے

کہ بہترین اہل ارض ہوں گے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ یہ ایک چاند تمہارے ہیں۔ اور دو چاند باقی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ ہوئے ایک قبر کی جگہ حجرہ شریفہ میں باقی ہے۔ سو روایت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وہاں مدفون ہوں گے

حال۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ایسا رنج ہوا کہ بسبب غم کے جب تک جیتی رہیں مطلق نہ ہنسیں اور چھ مہینہ ہی بعد آپ کی وفات کے زندہ رہیں۔ بعد دفن کے قبر شریف پر آئیں اور اصحاب سے کہا کہ تمہارے دل نے کیسے گوارا کیا کہ تم نے مٹی اپنے پیغمبر کے بدن پہ ڈالی اصحاب نے کہا اے بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا کے حکم سے مجبوری ہے۔ پھر حضرت فاطمہؓ نے تھوڑی سی مٹی قبر اطہر کی ہاتھ میں لے کر سونگھی اور یہ اشعار پڑھے ؎

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ ۞ اَنْ لَّا یَشَمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا ۞ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

حال:۔ ایک اعرابی تین دن بعد دفن کے قبر شریف پر آیا اور اس نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ط اور اگر وہ لوگ جب ظلم کریں اپنی جانوں پر یعنی کوئی گناہ کر کے آویں تیرے پاس وہ مغفرت مانگیں خدا سے اور مغفرت مانگیں ان کے لئے رسول۔ بیشک پاویں خدائے تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان سو میں نے ظلم کیا ہے اپنی جان پہ یعنے گناہگار ہوں حضور میں آیا۔ کہ آپ میرے لئے استغفار کریں تاکہ خدا تعالےٰ مجھے بخش دے قبر شریف سے آواز آئی قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ بے شک اللہ نے تجھے بخش دیا جذب القلوب میں ہے کہ اس حکایت کو سب علمائے مذاہب اربعہ جنہوں نے مناسک میں کتابیں تصنیف کی ہیں لائے ہیں اور استحسان کیا ہے۔

فائدہ عظیمہ:۔ زیارت قبر شریف بڑے ثواب کی بات ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یعنی جو کوئی حج کرے بعد اس کے میری قبر کی زیارت کرے میری موت کے بعد گویا کہ اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں اور حالت حیات کی زیارت کے لئے آیا ہے لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ رَّاٰنِیْ یعنی دوزخ میں نہ

لہ کیا چاہیئے اسے جو سونگھے خاک قبر احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہیئے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو پڑیں مجھ پر وہ مصیبتیں جو پڑتیں اوپر دنوں کے تو ہو جاتیں راتیں ۱۲۔

جائے گا۔ جس نے مجھے دیکھا پس دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو کوئی زیارت قبر شریف کی کرے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور لفظ حدیث بھی یاد پڑتا ہے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ یعنی جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوئی۔ سلف سے خلف تک یہ عادت رہی ہے کہ جب حج کو جاتے ہیں اس سعادت کو بھی حاصل کرتے ہیں خدا تعالیٰ اپنے فیض عمیم سے بطفیل جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس گناہگار تباہ روزگار کو جلد یہ سعادت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

باب سوم
حلیہ شریف اور اخلاق کریمہ اور معجزات کے بیان میں

فصل اوّل حلیہ شریف کے بیان میں

قد مبارک میانہ تھا نہ بہت لمبا نہ بہت ٹھنگنا فی الجملہ لمبائی سے قریب تھا اور جس مجمع میں آپ کھڑے ہوتے سب سے سربلند معلوم ہوتے۔ رنگ مبارک سرخ و سفید تھا مگر نمکینی و ملاحت بعض روایات میں وارد ہے کہ حضرت عائشہ رضہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا یوسف علیہ السلام آپ نے فرمایا اَنَا اَمْلَحُ وَاَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ میں ملیح ہوں یعنی گورا بانمکینی اور بھائی میرے خوب گورے تھے

ف۔ اہل نکات نے لکھا ہے کہ آپ کے بانمک ہونے میں یہ نکتہ تھا کہ نمک کی یہ خاصیت ہے کہ دوسرے کو آپ سا کر لیتا ہے۔ ع

ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

اور یہ کھانے کو مزیدار کر دیتا ہے۔ چونکہ اللہ جل جلالہ کو منظور تھا کہ ایک عالم کو آپ کی کیفیت سے مکیف کرے اور خلق کو آپ کے سبب بامذاق معرفت کر دے ظاہر عنوان کا باطن ہوتا ہے لہذا رنگ مبارک میں ملاحت عنایت ہوئی سر مبارک بڑا تھا موئے مبارک خوب سیاہ۔ تھے نرم تھوڑے بھرے ہوئے نہ بہت گھونگھر والے نہ سیدھے کھڑے کبھی دوش مبارک تک ہوتے کبھی نرمہ گوش تک اور بالوں کے بیچ میں فرق کرتے تھے۔ جسے مانگ کہتے ہیں اور نہ گوش مبارک نہ بڑے تھے

ایسے کہ بدنما ہوں نہ چھوٹے پیشانی مبارک کشادہ تھی کھلی ہوئی روشن ابروئے مبارک باریک تھیں کمان کی صورت ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور واقع میں ملی نہ تھیں دونوں کے بیچ میں کچھ فرق تھا دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی کہ غصہ کے وقت پھول جاتی تھی چشمان مبارک بڑی تھیں۔ اور سپیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی اور پتلیاں خوب سیاہ تھیں اور بغیر سرمہ لگائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہے۔ مژگان شریف بڑی تھیں خوبصورت رخسار مبارک نرم تھے پرگوشت لیکن نہ پھولے ہوئے اور نہ دبے ہوئے بینی مبارک بلند تھی اور نورانی دہن مبارک بڑا تھا لیکن نہ بہت فراخ کہ بدنما معلوم ہو۔ لبہائے مبارک بہت خوبصورت تھے دندان مبارک سفید مجلی تھی بوقت کلام نور آپ کے دانتوں سے نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ اور بوقت تبسم کے چمک مانند بجلی کی معلوم ہوتی تھی۔ دندان مبارک کی کشادگی تھی آگے کے دانتوں میں کھڑکی تھی۔ چہرہ مبارک لمبا تھا۔ نہ ایسا گول کہ بدنما ہو۔ مانند چودہویں رات کے چاند کے درخشاں تھا۔ بلکہ چودہویں رات کا چاند آپ کے چہرے کی خوبی کو نہیں پہنچتا تھا چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے چاندنی رات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے کو دیکھا سو میں چاند کی طرف دیکھتا تھا۔ اور چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا تھا۔ سو یا اللہ کہ چہرہ مبارک چاند سے زیادہ اچھا تھا۔ ریش مبارک بھری ہوئی تھی۔ گھنے بال سینے کو پُر کرتے تھے۔ گردن مبارک بہت خوبصورت تھی۔ جیسے مور کی گردن سانچے میں ڈھلی ہوتی ہے خوب صاف و شفاف دوش مبارک پرگوشت و خوبصورت دونوں میں فرق تھا۔ دست مبارک لمبے تھے جوڑ ہاتھوں کے اور کندھوں کے بڑے قوی اور مضبوط بلکہ سارے بدن کے جوڑ ایسے ہی تھے کف دست مبارک پُرگوشت اور بہت کشادہ اور بہت نرم کہ کسی دیبا و حریر کی نرمی کو نہیں پہنچتی بغلیں آپ کی سفید تھیں خوشبو ان سے آتی تھی اور بال ان میں نہ تھے جیسا کہ قرطبی نے ذکر کیا ہے اور سینہ مبارک چوڑا تھا۔ پشت مبارک گویا چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی انگلیاں دست مبارک کی لمبی اور خوشنما درمیان دونوں کندھوں کے مہر نبوت تھی اور وہ گوشت پارہ تھا ابھرا ہوا مانند بیضہ کبوتر کے اور گرد اس کے تل تھے اور بال چھوٹے چھوٹے اور جو یہ مشہور ہے کہ اس میں کلمہ طیبہ لکھا ہے یا تُوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّكَ مَنْصُوْرٌ سو یہ بات محدثین کے نزدیک ثابت نہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ آپ کے ہاتھوں اور سینے اور پنڈلیوں پر بال تھے اور ایک خط باریک بالوں کا سینہ سے تا ناف تھا نہایت خوشنما اور سوا اس کے بدن مبارک پر بال نہ تھے شکم مبارک ایسا صاف و شفاف اور نرم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خوب صاف و شفاف کاغذ کے تختے تہ کئے ہیں سینہ و شکم مبارک برابر تھا یعنی نہ شکم

سینے سے اونچا تھا کہ توند ہو نہ نیچا دبا ہوا کہ بدنما ہو. ساق مبارک ہموار و صاف و گول تھیں فی الجملہ باریکی ان میں تھی قدم مبارک کے کف پاپُر گوشت تھے اور بیچ سے خالی اور انگلیاں پائے مبارک کی قوی و خوشنما اور انگوٹھے کے پاس کی انگلی انگوٹھے سے بڑی تھی. غرضیکہ سب خوبی و لطافت جیسی کہ چاہیئے بدن مبارک و ہر عضو میں تھی ایسی کہ سب خوبصورتوں پر ترجیح رکھتی تھی. گویا سب کا حسن آپ میں جمع کر دیا تھا ؎

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری　　خوبی و شکل شمایل حرکات و سکنات

پس پشت سے بھی آپ کو ویسا ہی نظر آتا تھا. جیسا کہ سامنے سے اور سراس کا یہ ہے کہ آپ کا بدن نور تھا جیسا کہ شمع کی رو پشت اس کا ایک ہوتا ہے. اور جو چیز کہ اس کے مقابل ہو کسی طرف ہو روشن اور منکشف ہو جاتی ہے اور اسی سبب سے آپ کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ سایہ جسم کثیف ظلمانی کا ہوتا ہے نہ لطیف و نورانی کا. مولوی جامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے سایہ نہ ہونے کا خوب لکھا ہے اس قطعہ میں ؎

پیغمبر ما نداشت سایہ　　تا شک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست　　پیداست برزمیں نیفتد

جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی جو آپ سے مصافحہ کرتا تمام دن اس کے جسم سے خوشبو آتی تھی اور خوشبو عرق شریف ایسا خوشبو دار تھا. کہ بعض بیبیوں نے شیشہ میں بھر رکھا تھا دلہنوں کے بجائے عطر لگا دیتی تھیں سب خوشبوؤں سے اس کی خوشبو غالب رہتی تھی. جس کوچہ میں آپ نکل جاتے اس سے خوشبو آتی یہاں تک کہ پھر جو وہاں نکلتا. خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں. آپ جہاں قضا نے حاجت کو بیٹھتے وہاں سے خوشبو آتی اور زمین آپ کے فضلے کو چھپا لیتی پیشاب میں آپ کے قذارت اور بدبو نہ تھی. رات میں ایک بار آپ نے برتن میں پیشاب کیا تھا ام ایمن نے دھوکے سے اُسے پی لیا. مطلق نہ جانا پیشاب ہے آپ نے سُن کے فرمایا کہ تیرا پیٹ کبھی نہ دکھے گا. لہذا فقہا نے لکھا ہے کہ بول و براز آپ کا نجس نہ تھا. چنانچہ عینی شرح بخاری نے لکھا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا یہی ہے خوشبو آپ کو دنیا کی چیزوں میں بہت پسند تھی. اور آپ کو خدائے تعالے نے چالیس مرد کے برابر طاقت دی تھی اور بھی دنیا کی چیزوں میں آپ کو اچھا کھانا پسند تھا. راوی حدیث نے کہا کہ دو چیزوں سے آپ نے حظ اٹھایا یعنی خوشبو اور نسائے سے اور تیسری چیز یعنی طعام سے آپ متمتع نہ ہوئے بلکہ قصداً آپ بھوکے رہتے یہاں تک

کہ آپ شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور باوصف ایسے بھوکے رہنے کے مباشرت نساء پر قادر ہوتے کہ ایک رات میں سب ازواج مطہرات کے پاس ہو آتے تھے از قبیل معجزات ہے بدن مبارک کو روحانی طاقت تھی محتاج طعام دنیوی کے آپ نہ تھے۔ اس لئے آپ کو طے کا روزہ رکھنا جائز تھا۔ اور امت کو ناجائز ہے آپ نے فرمایا کون مجھ سا ہے تم میں میں خدائے تعالیٰ کے پاس رات کو رہتا ہوں خدائے تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یعنی بسبب غذائے روحانی کے دنیوی کھانے کی مجھے حاجت نہیں ہوتی مکھی بدن مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی۔ اور اس سبب سے کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے ایسے جسد اطہر پر کیسے بیٹھے جس جانور پر آپ سوار ہوتے جبتک آپ سوار رہتے بول و براز نہ کرتا۔ آپ دہن مبارک سبب ہو جاتا تھا کھاری کنوؤں کے شیریں ہو جانے کا اور کبھی ایک قطرہ اس کا طفل شیرخوار کے منہ میں ڈالتے بہتر از شیر مادر اسے قوت دیتا کہ دن بھر اس کو حاجت دودھ پینے کی نہ ہوتی۔ اور سوتے میں اگرچہ آنکھیں بند ہوتیں لیکن دل آپ کا بیدار رہتا۔ لہٰذا جو اس وقت آپ کے پاس باتیں کرتا سب آپ سنتے اور سونے سے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا اور سونے میں آپ کا تنفس یعنی سانس لینا ظاہر ہوتا آپ خراٹا کبھی نہیں لیتے تھے۔ اس لئے کہ خراٹا ایک آواز ناپسند ہے اور خدا تعالیٰ نے سب ناپسند باتوں سے آپ کو منزہ کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث نے اس تقریر سے نہ ہونے خراٹے کا بیان کیا ہے۔ بدن مبارک اور جامہ مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کَانَ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ یعنی آپ اپنے کپڑوں سے جوں دیکھ لیا کرتے تھے۔ محدثین نے لکھا ہے مراد یہ ہے کہ کسی اور کی جوں جو آپ کے کپڑوں پر چڑھ آتی تھی۔ اس کے دفعہ کرنے کے لئے آپ کپڑا دیکھ لیا کرتے تھے۔ اور فی الواقع امکان نہ تھا کہ ایسے جسد اطہر اور لطیف اور لباس معطر و معنبر میں جوں پڑے۔ جوں تو بہت کثافت میں پیدا ہوتی ہے۔ اور آپ کو پاکیزگی اور صفائی بہت پسند تھی۔ اور میلا کچیلا اور پریشان صورت رہنے کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ بلکہ ایسے شخص کو آپ نے مثل شیطان فرمایا بالوں کے دھونے اور کنگھی کرنے کا اور تیل پھلیل لگانے کا آپ نے حکم دیا ہے لیکن نہ اس قدر کہ اکثر اوقات اس میں مشغول رہے اور عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کرے۔

فصل دوسری اخلاق کریمہ کے بیان میں

خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی بے شک تمہارا خلق بہت بڑا عمدہ ہے کہ جب

حق تعالیٰ نے آپ کے خلق کو عظیم فرمایا یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کیسے عمدہ اخلاق کریمہ تھے حضرت عائشہ رضؓ
سے کسی نے آپ کے اخلاق کو پوچھا۔ انہوں نے کہا کان خُلُقُہُ القرآن آپ کا خلق قرآن تھا۔ یعنے جو
اخلاق حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں آپؐ سب سے متصف تھے۔ وضع آپ کی باوقار تھی جو ایکبارگی
آپ کو دیکھتا ہیبت کھاتا مگر جب شرف حضوری سے مشرف ہوتا اور بات چیت کرتا تو آپ کی محبت
اس کے دل میں آجاتی ملاقات میں تقدیم اسلام کی فرماتے منتظر اس بات کے نہ رہتے کہ وہ شخص سلام
کرے ہر ایک سے بکشادہ پیشانی و روئے خنداں ملتے۔ کبھی آپ کی زبان پر فحش یا کلام درشت
جاری نہ ہوتا جو کوئی آپؐ کو پکارتا آپؐ فرماتے لبیک یعنی حاضر ہوں۔ اصحاب میں کبھی پاؤں نہ پھیلاتے
جس مجلس میں تشریف لے جاتے کنارہ مجلس میں بیٹھ جاتے قصد بالا نشینی اور صدر محفل کا نہ
کرتے اگر کوئی شخص آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ جب تک وہ نہ چھوڑتا آپؐ نہ چھڑاتے کبھی کسی شخص
کو آپؐ نے ہاتھ سے نہیں مارا مگر جہاد میں اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیا۔ اور کسی پر غضب نہیں
کرتے تھے۔ مگر جب حدود الہٰی سے تجاوز ہوا اور اس وقت میں خدا تعالیٰ کے واسطے ایسا آپؐ
کو غضب ہوتا کہ کوئی تاب نہیں لا سکتا بڈھی عورتیں جو آپؐ کو اپنے کام کے لئے ساتھ لے لیتیں
آپؐ ساتھ ہو لیتے اور کام کر دیتے ایک یہودی کا آپؐ پر کچھ دین تھا بوعدہ معینہ ہنوز وعدہ منقضی
نہیں ہوا تھا کہ اس نے آپ کے تقاضا کے شدید کیا جوں جوں، وہ درشتی کرتا تھا آپ نرمی
فرماتے تھے۔ اس نے کہا کہ تمہارے خاندان میں ایسی ہی نادہندی چلی آتی ہے۔ اس بات کو
سن کے حضرت عمر بے تاب ہو گئے۔ یہودی کو زجر کیا اور کہا کہ اگر تو اس مجلس شریف میں نہ ہوتا
تو تیری گردن مارتا آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تمہیں چاہیئے تھا کہ مجھ سے ادا کے لئے کہتے
اور اس سے تقاضا بہ نرمی کے لئے کہتے اس کو زجر نہ چاہیئے تھا جاؤ اس کا قرضہ ادا کردو اور بیس
صاع عوض اس جھگڑے کے زیادہ دو۔ جب اس یہودی نے یہاں تک اخلاق دیکھا اسیوقت
ایمان لایا۔ اور کہا کہ میں نے کتب سابقہ میں پیغمبر آخر الزمان کی صفت میں دیکھا ہے کہ جوں جوں
کوئی ان سے درشتی کرے وہ نرمی کریں مجھے اس صفت کا امتحان منظور تھا۔ سو ویسا ہی پایا آپؐ
بیشک پیغمبر آخر الزمان ہیں آپ کی نرم خوئی یہاں تک تھی کہ خدا تعالےٰ نے اس کی تعریف فرمائی
فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اللہ کی
بڑی مہربانی ہے کہ تم نرم خو ہوئے مسلمانوں کے لئے اور اگر تم درشت خو سخت دل ہوتے تو
بیشک پریشان ہو جاتے۔ تمہارے گرد سے برکت کے لئے مدینہ کے لونڈی غلام خادم برتن پانی کا

لاکر درخواست کرتے کہ آپؐ دست مبارک اس میں ڈال دیں آپ ان کی خاطر سے اگرچہ جاڑے کے دن ہوتے ہاتھ ان کے برتنوں میں ڈال دیتے باآنکہ بسبب سردی کے تکلیف ہوتی تھی مجلس میں اصحاب سے بے تکلف رہتے اور اصحاب ہر جلس کی باتیں جو خلاف شرح نہ ہوتیں۔

اگرچہ ظرافت کی ہوتیں آپ کی مجلس میں کرتے ایک صحابی نے آپ کی مجلس میں ذکر کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو میرے بت نے خوب نفع دیا لوگ متحیر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں سفر کو جاتا تھا میں نے پرستش کے لئے ایک ستو کا بت بنایا راہ میں توشہ ختم ہو گیا میں نے اس بت کو توڑ کے کھایا سو مجھے تو بت نے نفع دیا ایسی باتیں ہنسی کی بھی مجلس شریف میں مذکور ہوتی تھیں آپؐ بھی کبھی مزاح یعنی ہنسی کی بات اصحاب سے فرماتے تھے مگر سوائے سچ کے نہیں۔ فرماتے تھے ایک شخص نے آپ سے سواری مانگی آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری سواری کو اونٹنی کا بچہ دوں گا اس نے کہا کہ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے ہیں تو کس کے ہوتے ہیں سو یہ بات سچی تھی براہ ظرافت آپؐ نے اس طرح فرمایا کہ ایک شخص زاہر نام گاؤں میں رہتے تھے۔ گاؤں کی چیزیں بطور ہدیہ کے حضور اقدس میں لایا کرتے تھے۔ اور آپؐ انہیں شہر کی چیزیں خرید کر دیا کرتے تھے اور فرمایا آپؐ نے زَاهِرٌ بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرَةٌ لہ یعنی ظاہر ہمارا گاؤں کا آدمی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں یعنی وہ گاؤں کی چیزیں ترکاری وغیرہ لے آتے ہیں اور ہم شہر کی چیزیں ان کو خرید دیتے ہیں۔ ایک دن زاہر بازار میں کچھ چیز اپنی بیچ رہے تھے آپؐ نے جا کے ان کو پس پشت سے لپٹا لیا انہوں نے دیکھا نہ تھا۔ کہنے لگے کون ہے۔ چھوڑ دے پھر جب ان کو معلوم ہوا کہ آپؐ ہیں پیٹھ اپنی بدن مبارک سے خوب چپٹا دی پھر آپ نے فرمایا کون مول لیتا ہے اس غلام کو زاہر نے کہا کہ قیمت تو میری بہت کم ملے گی وہ سیاہ فام تھے اور صورت ان کی اچھی نہ تھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم بیش قیمت ہو مقبول ہو اور نہ کیسے مقبول خدا ہوتے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محب اور مقبول تھے۔ ایسی ایسی باتیں ظرافت کی آپؐ واسطے طیب قلوب مسلمین کے براہ شفقت فرمایا کرتے تھے آپ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے تھے جیسے اپنا کپڑا سی لینا یا اپنی بکری کا دودھ دوہ لینا اور کام گھر کا کر لینا۔ حضرت انس بن مالک آپکے خادم تھے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپؐ کی خدمت کی قسم ہے خدا کی کہ سفر و حضر میں جس قدر میں آپؐ کا کام کرتا تھا اس سے آپؐ میرا کام زیادہ کر دیتے تھے۔ اور کبھی دس برس کے عرصہ میں آپ نے جھڑکا نہیں اور نہ اُف کہا . . . . اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلانا کام کیوں نہیں کیا یا

فلانا کام کیوں کیا۔ اور سواری فرماتے تھے براہ تواضع ہر سواری پر اونٹ پر گھوڑے پر خچر پر دراز گوش پر اور اصحاب کے ساتھ کام میں شریک ہو جاتے تھے ایک سفر میں ایک اصحاب نے ایک بکری ذبح کی کھانے کے واسطے اور آپس میں کام تقسیم کر لئے ایک نے کہا کہ کھال میں صاف کروں گا۔ ایک نے کہا کہ گوشت میں بناؤں گا ایک نے کہا میں پکاؤں گا۔ آپ نے فرمایا لکڑیاں جنگل سے میں اٹھالاؤں گا اصحاب نے کہا یہ کام بھی ہم کرلیں گے آپ کا ہے کو تکلیف کریں آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اس بات کو کہ ایک آدمی اپنے رفیقوں میں ممتاز ہو کے بیٹھے اور کام میں شریک نہ ہو آپ جا کر لکڑیاں اٹھالائے مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب آپ کو مسجد میں تشریف لاتے دیکھتے اصحاب بیٹھے رہتے کھڑے نہ ہوتے اس سبب سے کہ جانتے تھے آپ کو یہ بات ناپسند ہے یعنی بنظر شفقت بایں خیال کہ بار بار کھڑے ہونے میں کہ ہر وقت کی آمد و رفت ہے۔ لوگوں کو تکلیف ہوگی اجازت دے رکھی تھی کہ کھڑے نہ ہوا کریں صحابہ بمقتضائے اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ کاربند ہوئے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کھڑا ہونا تعظیم کے لئے منع ہے۔ اور حدیثوں سے جواز قیام کا واسطے شخص معظم کے براہ محبت و تعظیم ثابت ہوتا ہے امام نووی نے رسالہ البیان فی آداب قراۃ القرآن میں اس مسئلہ کو لکھا ہے کہ ایک رسالہ بالخصوص اس مسئلہ کے بیان میں انہوں نے علیحدہ تصنیف کیا ہے۔ اور احادیث سے بدلائل تو یہ جواز قیام کو ثابت کیا ہے۔ آپ مسکینوں سے بہت محبت رکھتے تھے اور ہر امیر غریب اور غلام اور آزاد کی دعوت قبول فرماتے اہل شرف اور عزت کی توقیر کرتے بحسب مرتبہ ہر ایک سے معاملہ کرتے اپنے اصحاب کو بہت دوست رکھتے تھے جو بیمار ہو تو اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور غمزدہ کے گھر واسطے ماتم پرسی کے تشریف لے جاتے جو کوئی ہدیہ لاتا قبول فرماتے اور اکثر اس کا بدلہ کر دیتے اسی قدر یا اس سے زیادہ نشست اکثر آپ کی قبلہ رو ہوتی۔ اور ایک مجلس میں سو سو بار استغفار کرتے اور نماز لمبی پڑھتے اور خطبہ چھوٹا بایں کثرت نماز پڑھتے اور تہجد میں قیام کرتے کہ پاؤں مبارک ورم کر جاتے لوگوں نے عرض کیا آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں آپ نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی مہربانی کی ہے تو کیا میں بندہ شکر گزار نہ ہوں اور شکر اس مالک کی نوازش کا ادا نہ کروں آپ جو ہنستے تھے تو تبسم فرماتے تھے۔ کبھی آواز سے نہیں ہنستے تھے اور کلام اس طرح فرماتے تھے کہ سامع اچھی طرح سمجھ لے اکثر کلام کو واسطے تفہیم سامع کے تین بار مکرر فرماتے اور ہر ایک سے اس کے

فہم کے موافق کلام کرتے اور اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو جوامع الکلم عنایت فرمائے تھے۔ یعنی ایسا کلام کہ عبارت تھوڑی ہو اور معنے بہت ہوں۔ جیسے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ سب عمل موافق نیت کے ہیں۔ یعنی جیسی نیت ہو ویسا ہی عمل کا پھل ملے۔ اس حدیث سے صدہا مسائل دینی و دنیوی ثابت ہوتے ہیں۔ اور علمائے محدثین اور فقہا نے ایک دفتر اس کی شرح میں لکھا ہے۔ مِنْ حُسْنِ اسلامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ یعنے آدمی کی خوبی اسلام میں سے یہ بات ہے کہ جس بات میں کچھ فائدہ نہ ہو نہ کرے یہ حدیث بھی صدہا امور دینی و دنیوی میں کار آمد ہے۔ اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں شجاعت اور سخاوت میں آپ سب سے غالب تھے۔ شجاعت کا یہ حال تھا۔ کہ جنگ حنین میں جس وقت لشکر کو ابتداء میں ہزیمت ہوئی تھی آپ نے شہباز کو جس کا نام دلدل تھا آگے بڑھایا اور رجز پڑھتے تھے اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ میں نبی ہوں جھوٹ نہیں میں ہوں بیٹا عبد المطلب کا اور اصحاب نے بیان کیا کہ جو زیادہ خوف کی جگہ لڑائی میں ہوتی تھی آپ وہیں تشریف رکھتے اور ہم لوگ جا کے آپ کی پناہ لیتے اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی سائل کے جواب میں لا نہیں فرماتے تھے۔ حتی الوسع اس کا مطلب پورا کر دیتے تھے اور جو نہ ہو سکتا تھا تو نرمی و خوش اخلاقی سے جواب دیتے اور اس طرح خرچ کرتے کہ فقر و ناداری سے نہ ڈرتے حتی کہ کفار جیسے صفوان بن امیہ بسبب آپ کی سخاوت کے مسلمان ہو گئے۔ ان کے حق میں آپ کی سخاوت ہی معجزہ ہو گئی۔ صفوان نے کہا کہ غیر نبی سے ایسی سخاوت ممکن نہیں سب عادات میں فروتنی اور تواضع فرماتے کھانے پینے میں نشست غربا کی رکھتے تکیہ لگا کے نہ کھاتے اور فرماتے میں بندہ ہوں بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور کھانے کو کبھی برا نہ کہتے پسند ہوتا تو کھا لیتے نہیں تو اٹھا دیتے۔ دودھ اور شرینی اور گوشت پسند فراتے بکری کے دست کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا۔ مرغی کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے۔ بسم اللہ کر کے کھاتے اور ہر کام بسم اللہ سے شروع کرتے اور سیدھے ہاتھ سے کھاتے مگر استنجا یا ناک جھاڑنے میں ایسے کام بائیں ہاتھ سے کرتے جس چیز میں بوئے بد آوے جیسے کچا لہسن یا کچی پیاز اس کو نہ کھاتے اور ناپسند فرماتے مسواک کو بہت دوست رکھتے اس سبب سے کہ باعث ہو صفائی اور لطافت کا۔ سواری میں آپ کو گھوڑا بہت پسند تھا دست مبارک گھوڑے کی پیشانی پر پھیرتے اور آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی سے برکت بندھی ہے۔

فصل تیسری معجزاتِ آپ کے بیان میں

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل جلالہٗ نے بیشمار معجزات عنایت فرمائے اور جو جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے آپؐ کو سب ملے اور علمائے محدثین اور اہل سیر نے معجزات آپ کے بقدر اپنے علم کے لکھے ہیں۔ بعضوں نے صرف معجزات ہی کے بیان میں کتاب لکھی ہے جیسے امام جلال الدین سیوطی نے خصایص کبریٰ تصنیف کی۔ اگرچہ راقم الحروف نے یہ کتاب نہیں دیکھی لیکن میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ ایک ہزار معجزے اس میں مندرج ہیں۔ اور محققین سے سنا ہے کہ علمائے محدثین نے لکھا ہے تین ہزار معجزے آپ سے صادر ہوئے فقیر نے بھی رسالہ الکلام المبین فی آیات رحمتہ للعالمین صرف معجزات عالیہ کے بیان میں تصنیف کیا ہے اور التزام کرکے وہی معجزات مندرج کئے ہیں جو بروایت معتبرہ کتب حدیث میں وارد ہیں اور تین سو معجزے اس میں درج ہیں وببرکت آیتہ کریمہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ایسی تمہید اور تقریر و ترتیب نادر اس رسالہ کی ہوئی ہے کہ مقبول طبائع جملہ اہل علم و دین ہے امید ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب نے بھی مقبول فرمایا ہو مطاوی حالات اس کتاب میں بہت معجزات مذکور ہو چکے ہیں اس لئے کہ معجزات کی ایسی کثرت تھی کہ کم کوئی معاملہ آپ کا معجزات سے خالی ہوتا تھا اس مقام میں پچاس معجزات شریفہ لکھے جاتے ہیں۔

معجزہ (۱) عمدہ ترین معجزات قرآن مجید ہے کہ ایسا معجزہ اور کسی پیغمبر کو عنایت نہیں ہوا سب انبیاء کے معجزے ایک وقت میں ظاہر ہو کے معدوم ہو جاتے تھے۔ اور یہ معجزہ آپ کا اب تک کہ ابتدائے نزول سے یارہ سو اٹھتر برس ہوئے باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا فصحائے عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بے عدیل تھے۔ اور فی البدیہ قصیدہ طویلہ اور عبارت نثر مسجع طویل بے تکلیف کہدیا کرتے تھے۔ اس کے مقابلے سے عاجز ہے آپ نے برملا ان سے کہا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنی لاؤ تم کوئی صورت قرآن ہی کی اور بلا لو اپنے مددگاروں کو سوائے اللہ کے اگر تم

۱؎ البتہ معجزے و پر ضمن حالات میں مذکور ہو چکے ہیں وہ پچاس یہاں مذکور ہیں کل ایک سو گیارہ ہوئے اور چار پیشینگوئیاں قرآن مجید میں مذکور ہیں علاوہ اعجاز قرآن مجید کے پس کل ایک سو پندرہ معجزے ہوئے پیشینگوئی اول مندرج قرآن مجید ۱۲ منہ

سچے ہو وہ برابر سورہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر کے سب سورتوں سے چھوٹی ہے نہ بنا سکے اور آج تک دشمنان دین کو جو فکر میں تخریب اسلام کی ہمیشہ رہتے ہیں اسبات پر نہ قادر ہوئے اور قرآن مجید بہت سی پیشینگوئیوں پر مشتمل ہے کہ آیندہ جیسی خبر دی تھی ویسا ظہور میں آیا۔ مثلاً قبل زمان ہجرت فارسیوں اور رومیوں میں ایک زمین متصل عرب پر لڑائی ہوئی اور فارسی غالب آئے مکہ کے کفار خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ فارسی اہل کتاب نہیں ہیں وہ غالب آئے رومیوں پر جو اہل کتاب ہیں اور اسی طرح ہم کہ اہل کتاب نہیں بوقت جنگ محمدیوں پر کہ اہل کتاب ہیں غالب آئیں گے۔ اللہ جل جلالہ نے ابتدائے سورہ روم میں خبر دی کہ فی الحال تو فارسی رومیوں پر غالب آگئے۔ مگر پھر رومی فارسیوں پر غالب آجاویں گے چند سال میں تو برس کے اندر سو مطابق اس کے واقع ہوا اور جس روز کہ مسلمانوں کی فتح کفار پر بدر میں ہوئی اسی دن فارسی رومیوں پر غالب آگئے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا اور اس آیت میں ایک اور پیشینگوئی کا بھی ظہور ہوا۔ اس آیت میں ہے یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ یعنی اس دن خوش ہوں گے۔ مسلمان اللہ کی مدد سے مطابق اس کے بھی واقع ہوا کہ جس دن رومی فارسیوں پر غالب آئے اسیدن کہ وہ بدر تھا مسلمانوں کی مدد ہوئی خدا تعالےٰ کی جانب سے کہ خوش ہوئے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے حاضر ہوئے اور فتح عظیم کے باعث تقویت عظیمہ ہوئے مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں خبر دی تھی کہ یہودی کبھی کسی لڑائی میں مسلمانوں پر غالب نہ ہوں گے اور مطابق اس کے واقع ہوا کہ یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر اور بنی قینقاع اور خیبر والے سب کے سب مسلمانوں سے لڑائی میں مغلوب ہوئے۔ کسی نے مسلمانوں پر غلبہ نہیں پایا اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خلافت راشدہ ملے گی۔ اور ان کے دین کو ان کے وقت میں خوب قوت وشوکت ہوگی مطابق اس کے چاریار باصفا خلیفہ راشدہ ہوئے۔ اور دین اسلام کی ان کے وقت میں بڑی قوت ہوئی اسی طرح اور بھی بہت سی پیشینگوئیاں قرآن مجید میں ہیں کہ کتب

لہ عناق الابل جو اس حدیث میں واقع ہے اس کی اکثر شارحین حدیث نے گردنیں اونٹوں کی لکھی ہیں مگر سید نے شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ اخوان الابل بصرے کی گھاٹیوں کا نام ہے اور یہ معنی بہت مناسب ہیں ۱۲ (یہ حاشیہ صفحہ ۱۵۱ سے متعلق ہے)

تفسیر وغیرہ میں مذکور ہیں اور رسالہ الکلام المبین میں بھی فی الجملہ تفصیل مذکور ہوئی ہیں۔

معجزہ (۲) صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی کہ اس کی روشنی سے شہر بصرے کی پہاڑیاں جن کا نام اعناق الابل ہے روشن ہوں گی ۵۴ھ میں متصل مدینہ طیبہ کے ایک آگ بطور شہر کے زمین سے نکلی اور مدت تک رہی اور پھر معدوم ہوگئی تفصیل سے حال اس آگ کا جل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز میں کہ اسی زمانہ میں قطب الدین قسطلانی رحنے تصنیف کی ہے اور تاریخ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفٰے میں کہ کہ سید سمہودی کی تصنیف ہے اور جذب القلوب الیٰ دار المحبوب تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی میں مذکور ہے اور کلام المبین میں بھی احوال اسی کا فی الجملہ منشرح ہے۔

معجزہ (۳) سنن ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبل قیامت کے ترک مسلمانوں کے ایک شہر کو کہ مسلمانوں نے آباد کیا ہوگا۔ اس کے بیچ میں دجلہ ہوگا گھیریں گے اور مسلمان وہاں کے تین قسم ہوجائیں گے۔ بعضے بادشاہ ترک کی پناہ میں آجاویں گے وہ ہلاک ہوں گے۔ اور بعضے اپنا مال و اسباب اور عیال و اطفال لے کے بھاگیں گے وہ بھی ہلاک ہوں گے۔ اور بعضے ہتھیار لیں گے اور لڑیں گے وہ شہید ہوں گے۔ انتہٰی مطابق اس کے واقع ہوا کہ ترکان تاتاری نے شہر بغداد کو کہ بیچ میں اس کے دجلہ ہے عہد مستعصم باللہ خلیفہ عباسی میں آ کے گھیرا اور خلیفہ بغداد اور قاضی وغیرہ پناہ چاہ کے بادشاہ اتراک کے پاس حاضر ہوئے اس ظالم نے جب بغداد سے کوچ کیا دوسری منزل میں ان سب کو قتل کیا اور کچھ لوگ مع عیال و اطفال بھاگ گئے وہ بھی مارے گئے اور تباہ ہوئے اور ایک جماعت نے جہاد کیا ان کا چہرہ گلگونہ شہادت سے رنگین ہوا۔

معجزہ (۴) عمار بن یاسر کے لئے آپ نے فرمایا کہ گروہ باغیوں کا انہیں قتل کرے گا مطابق اس کے واقع ہوا کہ وہ علی رضؓ کے ساتھ اور لشکر معاویہؓ کے ہاتھ مقتول ہوئے۔

معجزہ (۵) آپ نے خبر دی تھی کہ حضرت عثمان بلوے میں شہید ہوں گے۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔

معجزہ (۶)۔ حضرت علی کے حق میں آپ نے شہادت کی خبر دی تھی کہ ان کا قاتل سر میں تلوار مارے گا۔ ڈاڑھی پر خون بہے گا۔ مطابق اس کے ہوا۔

معجزہ (۷) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ ان کے سبب سے اللہ

ل حاشیہ ص ۱۵۵ پر تحریر ہوگیا ہے۔

تعالےٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ مطابق اس کے ہوا کہ حضرت امام حسن رضؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی۔

معجزہ (۸) حضرت امام حسین کے ۔لئے آپؐ نے خبر دی تھی کہ کربلا میں شہید ہوں گے مطابق اس کے ہوا۔

معجزہ (۹) فتح بیت المقدس کی آپؐ نے خبر دی تھی۔ سو حضرت عمرؓ کے وقت فتح ہوا۔

معجزہ (۱۰) آپؐ نے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے مسلمانوں پر تقسیم ہو گا۔ مطابق اس کے عہد حضرت عمرؓ میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شہر مدائن دار السلطنت یزدجرد بادشاہ فارس کو فتح کیا اور محل سفید کا خزانہ کہ اسی شہر میں تھا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

معجزہ (۱۱) خارجیوں کے ظہور ہونے ذوی الثدی کے ان میں اور ان کے مقتول ہونے کی ہاتھ اشخاص اہل حق سے آپؐ نے خبر دی تھی مطابق اس کے عہد حضرت علی میں واقع ہوا کہ خارجیوں نے جماؤ کیا۔ عبداللہ بن وہب ان کا سردار تھا اور حضرت علیؓ نے لشکر ان پر لے جا کے انہیں قتل کیا۔ حضرت ابو سعید خدری راوی اس کے حضرت علی رضی اللہ کے ساتھ تھے اور ذوی الثدی یہ کہ اس کا ایک ہاتھ مانند پستان عورت کے تھا۔ جیسا کہ آپؐ نے کہا تھا خارجیوں میں پایا گیا۔

معجزہ (۱۲) رافضیوں کے پیدا ہونے کی آپؐ نے خبر دی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ وہ لوگ سلف کو برا کہیں گے۔ اور حضرت علی کو بہت بڑھاویں گے۔ مطابق اس کے ہوا۔ حضرت علی کے وقت میں باغوائے عبداللہ بن سبا فرقہ روافض پیدا ہوا۔

معجزہ (۱۳) حضرت عمرؓ کی نسبت آپؐ نے خبر دی تھی کہ فتنہ اور فساد ان کے سبب سے بند رہے گا یعنے دین اسلام انتظام ان کے عہد خلافت تک خوب رہے گا۔ مطابق اس کے ہوا۔

معجزہ (۱۴) آپؐ نے خبر دی تھی کہ کنگن بادشاہ فارس کے سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں پہنائے جاویں گے۔ مطابق اس کے حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے غنائم فارس میں کنگن یزدجرد کے بھیجے تھے حضرت عمرؓ نے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے اتنے بڑے تھے کہ سراقہ کے کندھوں تک پہنچے۔ ف بعضوں کو اس مقام پر شبہ ہوتا ہے کنگن سونے کے تھے اور زیور پہننا مردوں کو مطلقاً حرام ہے بالخصوص سونے کا پھر حضرت سراقہ نے وہ کنگن کیسے پہنے اور حضرت عمرؓ نے کیسے پہنائے سو جواب ہے کہ سراقہ ان کنگنوں کو پہنے نہیں رہے بلکہ حضرت عمرؓ نے واسطے تطبیق الحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراقہ

کے ہاتھوں میں ڈال دیئے تھے پھر سراقہ نے اتار ڈالے :-

معجزہ (۱۵) آپ نے خبر دی تھی کہ مصر فتح ہوگا۔ اور ابوذر سے فرمایا تھا کہ مصر میں تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ لڑتے جھگڑتے ہوئے دیکھو گے تب وہاں سے چلے آئیو۔ مطابق اس کے واقع ہوا حضرت عمر رضہ کے وقت مصر مفتوح ہوا حضرت ابوذر نے ایک دن عبدالرحمٰن شرحبیل بن حسنہ اور ربیعہ اسکے بھائیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پہ جھگڑتے دیکھا اور وہاں سے چلے آئے۔

معجزہ (۱۶) حضرت عمر رضہ کے لئے آپ نے فرمایا کہ شہید ہوں گے مطابق اس کے ہوا ابو لولو مجوسی کے ہاتھ سے کہ نماز پڑھتے تھے صبح کے وقت اس نے زخمی کیا شہید ہوئے۔

معجزہ (۱۷) عدی بن حاتم سے آپ نے فرمایا تھا کہ ملک عرب میں بسبب انتظام اسلام کے ایسا امن طریق ہو جائے گا کہ تم دیکھو گے کہ عورت تنہا کجاوہ شتر پہ سوار ہو کے حیرہ[۱] سے حج کے لئے آوے گی اور کچھ خوف اس کو سوائے خدا کے کسی کا نہ ہوگا۔ مطابق اس کے ہوا اور عدی بن حاتم نے زن شتر سوار کے کہ تنہا حیرہ سے حج کے لئے آئی تھی دیکھا۔

معجزہ (۱۸) آپ نے خبر دی تھی کہ احجار الزیت پہ کہ پتھر ہیں ایک طرف مدینے کے چلتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تیل چپڑا ہے خون بہے گا۔ مطابق اس کے عہد یزید پلید میں واقع حرہ میں واقعہ ہوا۔ ربیعہ کے لوگ یزید سے منحرف ہو گئے اور اس کے حاکم اور سب بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا۔ تب یزید نے مسرف بن عقبہ کو ایک بڑا لشکر خونخوار مدینہ پہ بھیجا اور اس نے جاکر بڑی خونریزی کی اور نہایت ظلم کیا خون احجار الزیت پہ بہا حرہ کہتے ہیں پتھریلی زمین جلی ہوئی کو ایسی ہی جگہ پہ لڑائی ہوئی تھی لہذا واقعہ حرہ اس کا نام ہوا۔

معجزہ (۱۹) آپ نے خبر دی تھی کہ میری امت کے لوگ دریائے شور میں جہاز پہ سوار ہو کر جہاد کریں گے اور ام حرام بنت ملحان ان میں ہوں گی مطابق اس کے عہد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوا کہ با مارت حضرت معاویہ رضہ دریا میں جہاد ہوا۔ اور ام حرام بھی وہاں تھیں بلکہ سواری کے اوپر سے گر کے پھرتے وقت مر گئیں۔

معجزہ (۲۰) آپ نے خبر دی تھی کہ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وفات ان بی بی کی ہوگی جو بہت سخی ہیں۔ حدیث میں لمبے ہاتھ والی کنایہ ہے زیادہ سخی سے پہلے ازواج مطہرات لمبائی حقیقی سمجھتی تھیں لگیں لکڑی سے آپس میں ہاتھ ناپنے۔ پھر حضرت زینب کا سب سے پہلے انتقال ہوا سمجھیں کہ مراد لمبے ہاتھ ہونے سے سخاوت تھی اس لئے سب بیبیوں سے زیادہ وہی سخی تھیں۔

---

[۱] حیرہ شہر ہے عراق میں کوفہ کے متصل مکہ سے بہت دور ہے زیادہ ایک مہینہ کی راہ ہے۔ ۱۲

معجزہ (۲۱) حضرت ثابت بن قیس بن شماس انصاری کی نسبت آپؐ نے خبر دی تھی کہ ان کی موت بشہادت ہوگی۔ مطابق اس کے واقع ہوا کہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۲) شق القمر

ایام منا میں کفار مکہ ابوجہل وغیرہ نے آپؐ سے درخواست کی کہ چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا دونوں ٹکڑے اتنے فرق سے ہو گئے کہ جبل حرا دونو کے درمیان میں نظر آتا تھا۔ آپؐ نے پکار کے کہا ان لوگوں سے کہ گواہ رہو سب نے اس معجزے کو مشاہدہ کیا۔ لیکن بہ سبب شقاوت ازلی کے ایمان نہ لائے بلکہ کہنے لگے کہ یہ جادوگر ہے کہ ہمیشہ ایسا کیا کرتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو یہ ٹھہرایا کہ نگاہوں پر ہماری جادو کیا کہ ہمیں ایسا نظر آیا۔ یعنے نظر بندی کی اس معجزے کا کلام اللہ میں بھی ذکر ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ط وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ یعنے قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور اگر دیکھتے ہیں کوئی معجزہ اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے کفار نے باہم یہ کہا کہ اگر نظر بندی ہے تو باہر کے لوگوں کو ایسا معلوم نہ ہوگا۔ دور کے شہروں سے ان دنوں جو اشخاص مکہ میں آئے ان سے پوچھا سب نے بیان کیا فی الواقع ایسا ہوا تھا اور ہم نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا اس معجزے پر بیدینوں نے دو اعتراض کئے ہیں ایک یہ کہ چاند اور سورج اور سب اجرام علویہ میں خرق والتیام نہیں ہوتا سو یہ اعتراض محض بیہودہ ہے۔ اہل سنت یعنی اہل اسلام اور یہود اور نصاریٰ ہرگز اس بات کے قایل نہیں اور حکما میں صرف مشائین اس بات کے قایل ہیں سو کوئی دلیل اس بات پر کہ چاند اور سورج اور ہر ستارہ قابل خرق والتیام نہیں قائم نہیں کہ چنانچہ صدر شیرازی نے شرح ہدایۃ الحکمت میں کہ مشہور بصدرا ہے اس بات کو دو مقام پر لکھا ہے اور حکمائے انگلینڈ نے کہ بروضع فیثاغورس اشراقی ہیئت کو قائم کیا ہے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ سب ستارے مثل زمین کے قابل خرق والتیام ہیں دوسرا یہ کہ اگر امر واقع ہوتا تو بلاد دور دراز کے لوگ بھی اسے دیکھتے اور اس کی تواریخ میں بھی مندرج ہوتا سو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاد دور دست کے لوگوں سے بوقت وقوع جو اہل مکہ نے دریافت کیا سب نے مشاہدہ بیان کیا اور تواریخ فضلی میں مشاہدہ کرنا ہندوستان کے ایک راجہ کا اپنے محل پر سے چاند کا شق ہونا اور اپنے پنڈتوں کے بتانے سے دریافت کرنا کہ یہ معجزہ آخر الزمان پیغمبر کا ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایلچی بھیجنا اور مسلمان ہو کے مسمی بعبداللہ ہونا مذکور ہے اور سوانح الحرمین میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اور لکھا ہے کہ وہ شہر دھار کا راجہ تھا اور کنارہ شہر پاس کی قبر ہے اور بہتیری جگہ اس وقت دن ہوگا جیسا کہ تو لعد ہیئت سے ثابت ہوتا ہے اور بہتیری جگہ چاند

برف میں ابر میں چھپا ہوگا۔ ایسی جگہوں کے لوگ چاند کے حال پر اس وقت کیسے مطلع ہوتے قطع نظر اس کے رات کو لوگوں کی عادت ہے مسقف مکان میں بیٹھتے ہیں ہر آدمی کی نظر چاند پر نہیں ہوتی اور مثل کسوف اور خسوف کے پہلے اس امر کا انتظار نہ تھا اور پھر دو پہر توقف اس امر کو نہیں ہوا تھا۔ پس اکثر اشخاص کا مطلع نہ ہونا اور اپنی تواریخ میں نہ لکھنا موجب تعجب نہیں۔ توراۃ متداول یہود و نصاریٰ میں حضرت یوشع کے لئے آفتاب کا ٹھہر جانا مذکور ہے۔ اس کو اور بلاد کے لوگوں نے نہیں دیکھا اور نہ اپنی تاریخ میں کسی نے درج کیا۔ حالانکہ وہ قصہ دن کا تھا پس جس طرح بسبب عدم اندراج کے تواریخ دیگر امم میں اس قصہ کی تکذیب لازم نہیں آتی اس قصہ کی کہ رات کا تھا بطریق اولیٰ تکذیب نہیں ہو سکتی رسالہ الکلام المبین میں راقم نے اس مقام کو زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ایک رسالہ خاص اسی اعتراض کے جواب میں بہت اچھا ہے۔

معجزہ (۲۳) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں ایک دن حضرت علی کے زانو پر تکیہ لگائے سوتے تھے اور حضرت علیؓ نے نماز عصر کی نہیں پڑھی تھی اور آفتاب غروب ہو گیا آپ جاگے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میری نماز عصر کی فوت ہو گئی۔ آپ نے دعا مانگی آفتاب پھر آیا اور دھوپ اس کی پہاڑ پر پڑی حضرت علیؓ نے نماز عصر کی پڑھ لی۔

ف۔ یہ معجزہ بھی محققین محدثین کے نزدیک طریق معتبرہ سے ثابت ہے۔

معجزہ (۲۴) حضرت ابوہریرہؓ کی ماں ان کے پاس مدینہ میں آئی۔ انہوں نے اس سے اسلام لانے کو کہا اس نے انکار کیا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں برا کہا۔ ابوہریرہ کو بڑا رنج ہوا اور روتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں آئے اور حال عرض کیا اور آپ سے دعا اپنی ماں کی ہدایت کی چاہی آپ نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اللہ ہدایت کر ابوہریرہ کی ماں کو بعد اس کے ابوہریرہ اپنے گھر کو گئے۔ دیکھا کہ کواڑ بند تھے اور پانی گرنے کی آواز جیسے کوئی نہاتا ہو۔ آتی تھی ابوہریرہ نے کواڑ کھلوائے ان کی ماں نے کہا ٹھیرو جب نہا چکیں حضرت ابوہریرہ کو بلوایا اور کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ ابوہریرہ نہایت خوش ہوئے یہاں تک کہ بسبب خوشی کے انہیں رونا آیا کثرت و شدت خوشی میں بھی رونا آجاتا ہے سو روتے ہوئے حضور اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی ماں کے اسلام کا حال سے عرض کیا سبحان اللہ کیا کیا تصرف ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ماں ابوہریرہ کی ایسی کافر سدیدہ تھی کہ آپ کے دعا مانگتے ہی جھٹ پٹ نہا کے مسلمان ہو گئیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ

حَبِيْبِكَ وَصَفِيِّكَ وَآلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

معجزہ (۲۵) جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوہریرہ کے لئے تھوڑے چھوہاروں میں دعائے برکت کی اور فرمایا اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو ان چھوہاروں میں ایسی برکت ہوئی کہ ابوہریرہؓ قریب تیس برس کے ہمیشہ اس میں سے خرچ کرتے رہے اور منوں چھوہارے اللہ کی راہ میں دیتے اور وہ کم نہ ہوئے بروز شہادت حضرت عثمانؓ وہ توشہ دان کھو گیا۔ حضرت ابوہریرہ کو بڑا رنج ہوا اشعار ان کا اس باب میں مشہور ہے۔

شعر:۔ لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيْ فِي الْيَوْمِ هَمَّانِ   فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

یعنے لوگوں کو ایک غم ہے۔ اور آج مجھے دو غم ہیں ایک گم ہو جانا توشہ دان کا۔ دوسرا مقتول ہونا حضرت عثمانؓ کا۔

معجزہ (۲۶) سلمہ بن اکوعؓ کے جنگ خیبر میں پنڈلی میں ایسا زخم آیا کہ لوگ کہتے تھے کہ سلمہ نہ بچیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیر دیا۔ فوراً زخم ایسا اچھا ہو گیا گویا لگا ہی نہ تھا۔

معجزہ (۲۷) قتادہ بن نعمان کی ایک غزوے میں بسبب زخم کے آنکھ نکلکر رخسارے پر بہہ آئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ فوراً اچھی ہو گئی۔ دوسری آنکھ سے روشنی اس میں زیادہ تھی۔

ف یہ معجزہ مشہور ہے اور اولاد قتادہؓ کے میں اس کا تفاخر تھا۔ عمر بن عبد العزیز خلیفہ کی ملاقات کو قتادہ کے بیٹے گئے اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔ شعر

اَنَا ابْنُ الَّذِيْ سَالَتْ عَلَى الْخَدِّ عَيْنُهٗ   فَرُدَّتْ بِكَفِّ الْمُصْطَفٰى اَيَّمَا رَدِّ
فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ بِاَحْسَنِ وَجْهِهَا   فَيَا حُسْنَ مَا عَيْنٍ وَّيَا حُسْنَ مَا خَدِّ

میں بیٹا اس شخص کا ہوں کہ بہہ آئی رخسارے پر آنکھ اس کی پھر رکھی گئی کف مصطفےٰ سے کیا اچھا پھیر رکھنا سو ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی طرح سو کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا رخسار۔

معجزہ (۲۸) ایک اصحابی کے ہاتھ میں غدود تھا ایسا سخت کہ بسبب اس کے تلوار نہیں پکڑ سکتے تھے آپؐ نے کف مبارک اس پر رکھ کر اسے دبا کر ہاتھ کو جکڑ دیا فوراً اچھا ہو گیا۔

معجزہ (۲۹) حضرت علیؓ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تھی کہ سردی گرمی کی تکلیف انہیں کبھی نہ پہنچے ایسا حال ان کا ہو گیا کہ گرمیوں میں جاڑوں کے کپڑے اور جاڑوں میں گرمیوں کے پہنتے تھے اور کچھ تکلیف گرمی سردی کی نہیں معلوم ہوتی تھی۔

معجزہ (۳۰) حضرت سعد بن ابی وقاص کے لئے آپ نے دعا کی کہ خدا ان کی دعا قبول کرے۔ پھر جو دعا حضرت سعد کیا کرتے تھے قبول ہوتی تھی

معجزہ (۳۱) حضرت انس بن مالک کے لئے آپ نے طول عمر اور کثرت اولاد اور برکت کی دعا کی تھی سو برس سے زیادہ ان کی عمر ہوئی اور اولاد کی بھی کثرت ہوئی یہاں تک کہ ان کی حیات میں سو سے زیادہ ان کی اولاد بیٹے پوتے ہو چکے تھے اور برکت کا حال ان کے اموال میں تھا باغ ہر سال میں دوبار پھل لاتا تھا۔

معجزہ (۳۲) ایک اندھا حضور اقدس میں آیا اور اس نے درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی ہو جاویں آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ لِیَکْشِفَ لِی عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ اس نے ویسا ہی کیا اسی وقت اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

ف: عثمان بن حنیف سے اس حدیث کی روایت ہے اور یہ طریقہ نماز صلوٰۃ الحاجۃ کہلاتا ہے حضرت عثمان بن حنیف اور اس کے خاندان کے عمل میں تھا لوگوں کو سکھلا دیتے تھے اور حاجتیں ان کی پوری ہو جاتی تھیں اور حاجتوں میں بجائے لِیَکْشِفَ لِی عَنْ بَصَرِیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیَقْضِیَ رَبِّیْ اور دل میں جو مطلب رکھتا ہو قصد کرے۔

معجزہ (۳۳) ایک اعرابی ایک سوسمار شکار کر کے لئے جاتا تھا راہ میں ایک جگہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع اصحاب بیٹھے دیکھا۔ لوگوں سے پوچھا۔ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ پیغمبر خدا ہیں اس نے جا کے آپ سے کہا کہ میں تم پر ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ سوسمار میرا ایمان نہ لائے گا۔ اور سوسمار آپ کے سامنے ڈال دیا اس سوسمار نے بزبان فصیح حسب سوال آپ کے خدا تعالیٰ کی خدائی اور آپ کی پیغمبری کو بیان کیا اور اعرابی اسی وقت ایمان لایا اور جا کے یہ حال اپنی قوم سے کہا وہ سب آئے اور مسلمان ہوئے۔

معجزہ (۳۴) صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں آپ نے میدان میں قضائے حاجت کا قصد کیا وہاں کچھ آڑ نہ تھی دو درخت اس میدان میں الگ الگ دور نظر پڑے آپ اس درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر آپ نے فرمایا کہ میرا فرمانبردار ہو جا بحکم خدا وہ درخت آپ کے پاس اس طرح ہو لیا جیسے اونٹ اپنی مہار پکڑنے والے کے ساتھ

لہ یا اللہ میں بے شک سوال کرتا ہوں تجھ سے اور پیش کرتا ہوں تیرے رو برو تیرے پیغمبر محمد صلعم کو جو نبی رحمت ہیں یعنی شفاعت کے لئے اور اے محمد صلعم پیش کرتا ہوں تمہیں اپنے رب کے سامنے تاکہ میری آنکھیں کھول دے اور یا اللہ سفارش میرے لئے قبول کر

ہو لیتا ہے۔ آپ نے اس کو اس جگہ ٹھیرایا جو بیچا بیچ مسافت کا دونوں درختوں میں اور دوسرے درخت کو بھی اسی طرح شاخ پکڑ کے لے آئے اور دونوں درختوں سے آپ نے فرمایا کہ مل جاؤ دونوں مل گئے۔ آپ نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فراغ حاصل کیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرا خیال اور طرف تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ تشریف لاتے ہیں اور اپنی جگہ دونوں درخت جا کے قائم ہو گئے۔

معجزہ (۳۵) آپ ایک جنگل میں چلے جاتے تھے ایک ہرنی نے آپ کو پکارا یا رسول اللہ آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی سو رہا ہے اور ہرنی بندھی ہے آپ نے پوچھا کیا کہتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ اور میرے بچے اس پہاڑ میں ہیں وہ بھوکے ہیں اور میرے تھن دودھ سے بھرے ہیں اگر آپ مجھے کھول دیں تو میں بچوں کو دودھ پلا کے پھر آجاؤں گی۔ آپ نے اس سے عہد لیا۔ اس نے کہا میں بیشک پھر آؤں گی آپ نے ہرنی کو کھول دیا۔ وہ حسب وعدہ بچوں کو دودھ پلا کے آگئی۔ آپ نے اسے پھر باندھ دیا اس عرصہ میں وہ اعرابی جاگا۔ آپ کے وہاں تشریف رکھنے کا سبب پوچھا آپ نے بیان کیا اور آپ کی مرضی کے موافق اس اعرابی نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور ہرنی جنگل میں کہتی تھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ف۔ ہرنی کے اس قصہ کی روایت میں بعضے محدثین نے کلام کیا ہے اور اس کو موضوع کہا۔ مگر محققین محدثین کے نزدیک یہ روایت معتبر ہے اور موضوع کہنا بیجا ہے ✧

معجزہ (۳۶) مسجد شریف میں آپ ایک ستون سے لگ کے خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ نے منبر بنوایا آپ خطبہ منبر پر فرمانے لگے۔ ستون ایک بارگی چلّا چلّا کے رونے لگا۔ اس طرح کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے آپ نے منبر سے اتر کے اس ستون کو چمٹا لیا۔ تب آہستہ آہستہ وہ رونے سے چپ ہوا۔

ف۔ حدیث گریہ ستون بھی متواتر ہے۔ اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اے مسلمانوں ایک لکڑی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق سے ایسی بے قرار ہوئی تمہیں اس سے زیادہ شوق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا چاہیئے۔

معجزہ (۳۷) ایک بار آپ نے منبر پر خطبہ میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنی بزرگی بیان فرماتا ہے۔ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ میں جبار ہوں بڑا ہوں میں بڑا ہوں بہت بلندی والا۔ منبر خوب تھرتھرایا آپ نے جو عظمت الٰہی کو بیان کیا اس کی تاثیر منبر پر ہوئی ✧

معجزہ (۳۸) حضرت عباس رض سے ایک دن آپ نے فرمایا کہ تم مع اپنی اولاد کے اپنے مکان پر صبح

کو ہونا میں آؤں گا۔ صبح کو وہاں تشریف لے گئے اور حضرت عباس اور ان کی اولاد کو ایک کپڑا اڑھا دیا اور دعا کی الٰہی ان کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھ جیسے میں نے اس کپڑے سے ڈھانک لیا ہے اسی وقت مکان کی چوکھٹ اور بازو نے آمین آمین کہا۔

معجزہ (۳۹) ایک سفر میں آپ کی ایک اونٹنی گم ہوگئی ایک منافق نے ایک صحابی کے ڈیرے میں یہ بات کہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی خبریں بتاتے ہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے اسی وقت اللہ جل جلالہٗ نے منافق کے اس مقولہ کی آپ کو خبر دی اور یہ بھی مطلع کیا کہ فلانی جگہ درخت میں مہار اونٹنی کی اٹک گئی ہے وہاں ہی آپ نے اپنے خیمہ میں ان اصحابی کے روبرو جن کے ڈیرے میں منافق نے یہ طعن کیا تھا ارشاد کیا کہ ابھی ایک منافق نے یہ طعن کی بات کہی سو میں نے دعوے نہیں کیا کہ بے بتائے اللہ تعالےٰ کے مجھے کچھ معلوم ہوجاتا ہے اب اللہ تعالےٰ نے مجھے مطلع کردیا ہے کہ فلانی جگہ اونٹنی کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ لوگوں نے اسی جگہ اسی کیفیت سے اونٹنی کو پایا اور لے آئے اور ان اصحابی نے اپنے ڈیرے میں جا کے جب اس کا ذکر کیا تب معلوم ہوا کہ ان ہی کے ڈیرے میں منافق نے یہ بات کہی تھی اور نام اس کا زید بن لصیت بلام صاد مہملہ۔

معجزہ (۴۰) عبداللہ بن جحش کی تلوار غزوہ احد میں ٹوٹ گئی آپ نے ایک لکڑی ان کو دے دی۔ سخت خاصی تلوار ہوگئی اور ہمیشہ ان کے پاس رہی۔

معجزہ (۴۱) جابر بن عبداللہ رض گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتے تھے انھوں نے یہ حال عرض کیا آپ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور ان کے لئے آپ نے دعا کی کہ گھوڑے پر ثابت رہیں نہ گریں بعد اس کے وہ کبھی گھوڑے پر سے نہ گرے۔

معجزہ (۴۲) ابو طلحہ رض انصاری کا ایک گھوڑا بہت کند رفتار تھا ایکبار آنحضرت اس پر سوار ہوئے ایسا تیز رفتار ہوگیا کہ مانند دریا کے چال چلتا تھا۔

معجزہ (۴۳) اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا حال عرض کیا۔ قلت علف اور کثرت محنت کی شکایت کی اور آپ نے مالکوں سے اس کی سفارش کی۔

ف۔ اونٹ کا سجدہ کرنا آپ کو بہت طریقوں سے محدثین کے نزدیک ثابت ہے۔

معجزہ (۴۴) ایک باغ میں آپ تشریف لے گئے کچھ بکریاں تھیں سب نے آپ کو سجدہ کیا۔

معجزہ (۴۵) رکانہ مکے میں ایک بڑا پہلوان تھا۔ کسی سے اس کی پیٹھ زمین پر نہیں لگی تھی ایک دن آپ اس کے پاس جنگل میں جہاں وہ بکریاں چراتا تھا۔ پہنچے۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے

معبودوں کو برا کہتے ہو آج مجھے خوب اکیلے ملے۔ آپؐ نے اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا مجھ سے کشتی لڑو۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو۔ تو میں دس بکریاں دوں گا۔ آپؐ اس سے کشتی لڑے اور اس کو پچھاڑا۔ اس نے کہا کہ میرے لات و عزیٰ نے مدد نہ کی اور تمہارا رب غالب آیا۔ آج تک میری پیٹھ کسی نے زمین پر نہیں لگائی۔ پھر لڑو۔ اور دس بکریاں دوں گا۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو گے۔ آپؐ نے پھر اسے پچھاڑا۔ پھر اس نے ویسی ہی تقریر کی۔ اور تیسری بار بھی آپؐ نے اسے پچھاڑا۔ اس نے کہا تیس بکریاں میری بکریوں سے پسند کر لو۔ آپؐ نے نہ لیں۔ اور کہا کہ میری خوشی یہ ہے کہ تو مسلمان ہو جا تاکہ دوزخ سے نجات پاوے۔ اس نے معجزہ طلب کیا۔ ایک درخت سمرہ کا وہاں تھا۔ سو آپ نے اس درخت کو بلایا۔ وہ درخت جڑھ سے دو رہو گیا اور ایک آن میں وہاں سے چلا آیا اور رکانہ کے درمیان آ کے کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ معجزہ تو خوب دکھایا۔ اب اس سے کہہ دو کہ چلا جاوے آپؐ نے فرمایا کہ جو چلا جاوے تو تو مسلمان ہو جاوے گا۔ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ کے کہنے سے وہ چلا گیا اور دونوں مل کے ایک ہو گئے۔ آپ نے رکانہ سے کہا۔ کہ اب مسلمان ہو جا۔ رکانہ نے کہا کہ گر میں مسلمان ہو جاؤں تو عورتیں مجھے کہیں گی کہ رکانہ ڈر کے مسلمان ہو گیا۔ اس وقت تو رکانہ مسلمان نہ ہوا لیکن فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا۔

معجزہ (۴۶) ایک اعرابی نے حضور اقدس میں خشک سالی کی شکایت کی اور کہا کہ مینہ نہ برسنے سے آدمی اور چار پائے مرے جاتے ہیں۔ آپ مینہ کیلئے دعا فرماویں آپ مسجد شریف میں اس وقت تشریف رکھتے تھے۔ اور جمعہ کا دن تھا۔ اور بوقت خطبہ کے اس اعرابی نے یہ بات کہی تھی آپ نے مینہ کے لئے دعا فرمائی اسی وقت مینہ برسنا شروع ہوا۔ اور دوسرے جمعہ تک اتنا برسا کہ لوگ گھبرا گئے۔ اسی اعرابی نے یا کسی اور شخص نے پھر آ کے عرض کی کہ اب مینہ کی کثرت سے بڑی تکلیف ہے آپؐ نے فرمایا الٰہی گرد ہمارے برسے ہم پر نہ برسے اور آپ نے جدھر کو اشارہ کیا مینہ کھل گیا۔ اور مدینہ کے گرد برستا رہا۔

معجزہ (۴۷) نجاشی بادشاہ حبشہ کا جس وقت انتقال ہوا اسی وقت آپ نے مدینہ میں خبر دی اور اس کے نماز جنازے کی نماز غائبانہ پڑھی۔

ف۔ اس حدیث کے موافق امام شافعی کے نزدیک نماز جنازہ غائب پڑھنی جائز ہے۔ اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اس وقت جنازہ نجاشی کا جناب اقدس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے حاضر تھا۔ آپ نے غائب پر نماز نہیں پڑھی۔

معجزہ (۴۸) ایک یہودی متصل مدینہ کے بکریاں چراتا تھا۔ ایک بھیڑیا اس کی ایک بکری لے گیا چرانے والے نے جھپٹ کے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور کہنے لگا تو نے میرا قوت جو مجھے حق تعالےٰ نے دیا تھا مجھ سے چھین لیا۔ بکریاں چرانے والا متحیر ہو کر کہنے لگا کہ بھیڑیا آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ درمیان ان دونوں پہاڑوں کے یعنے مدینہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باتیں گذری ہوئی اور آنے والی بیان کرتے ہیں اس یہودی نے اسی وقت حضور اقدس میں حاضر ہو کر حال سنا کر کلمہ پڑھ لیا۔

معجزہ (۴۹) ایک بار ابوجہل نے کہا کہ جب محمد صلعم کو دیکھوں گا مٹی میں منہ ملتے یعنی سجدہ کرتے اپنی لات سے ان کی گردن دبادوں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے۔ بوقت سجدہ اس ملعون نے بارادہ مذکور آپ کی طرف قصد کیا اور پاس پہنچنے سے پہلے بے تحاشا بھاگا لوگوں نے کہا کہ کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے اور محمد صلعم کے درمیان ایک خندق آگ کی ہے اور بہت پر دیکھے فرشتوں کے اس لئے میں ڈر کے بھاگا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی لے جاتے۔

معجزہ (۵۰) ایک مرتبہ حضرت حمزہ رضؓ نے آپ سے درخواست کی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مجھے دکھا دیجئے آپؐ نے فرمایا کہ تم نہ دیکھ سکو گے۔ انہوں نے اصرار کیا آپؐ نے کہا کہ کعبہ کی طرف دیکھو انہوں نے کعبہ شریف کی چھت پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا پر ان کے زبرجد کے نہایت درخشاں تھے اس کی چمک سے حضرت حمزہ رضؓ کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور غش کھا کے گر پڑے بعد اس کے حضرت جبرائیل غائب ہو گئے اور حمزہ رضؓ ہوش میں آئے۔

خاتمہ

شفاعت کبریٰ کے بیان میں

اللہ جل جلالہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے عالم سے اشرف بنایا اور خاص محبوب اپنا کہا۔ ظہور اس کا بہ ملا بوجہ اتم بروز قیامت بوقت قائم ہونے آپ کے مقام

محمود میں اور کرنے شفاعتِ کبریٰ کے ہو گا۔ اور اخیر معاملہ آپ کا جو متعلق اس عالم سے ہے شفاعتِ کبریٰ ہے لہٰذا ختم کرنا تواریخ حبیب الٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان شفاعت کبرے پر مناسب معلوم ہوتا ہے اور ایک نکتہ اختتام کتاب میں بیان شفاعت کبرے پر تفاول نیک ہے جیسے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم کو بیان وسعت رحمتِ الٰہی پر ختم کیا ہے اور تفاول اس طرح قائم کیا ہے کہ جس طرح کتاب کا خاتمہ بیان وسعتِ رحمتِ الٰہی پر ہوا۔ خدائے تعالیٰ مولف کا خاتمہ ایسا ہی کرے کہ رحمت واسعہ الٰہی اس کے شامل ہو۔ ایسے ہی فقیر گناہگار کو اس رسالہ کے ختم میں بیان شفاعتِ کبرے سے تفاول بایں وضع منظور ہے کہ جیسے اس کتاب کا خاتمہ بیان شفاعتِ کبریٰ پر ہو خدائے تعالیٰ مؤلف حقیر کا خاتمہ ایسا ہی کرے کہ شفاعت جناب حبیب الٰہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کو نصیب ہو۔

بیان شفاعتِ کبریٰ

صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ میں وارد ہے کہ قیامت کے دن بسبب درازی اس دن کے اور شدت تکالیف میں کہ گرمی شدت کی بسبب قرب آفتاب کے ہو گی اور زمین نہایت گرم ہو گی۔ مشہور ہے کہ تانبے کی زمین ہو گی اور عرق بقدر اعمال لوگوں کے بدن پر ہو گا۔ کسی کے ٹخنوں تک کسی کے زانو تک اور کسی کے زیادہ اس سے اور کافروں کے منہ تک ہو کے بطور لگام ہو جائے گا۔ اور کسی کو اونٹ یا بیل گائے مینڈھے بکریاں سینگوں سے مارتی ہوں گی۔ اور پاؤں سے کھوندتی ہوں گی اور بھی تکلیفیں شدید ہوں گی اور خدائے تعالیٰ کمال غضب میں ہو گا۔ اور متوجہ طرف حساب کے ہو گا۔ لوگ بہت گھبرائیں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کہیں گے چاہے جہنم ہی کا حکم ہو جائے نارسائی سے نجات ہو۔ آپس میں مشورہ کرکے کہیں گے کہ کوئی شفیع قائم کرنا چاہیئے کہ اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں سفارش کرکے ہم لوگوں کو بلا سے نجات دلوائے۔ حضرت آدم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے خدا تعالےٰ نے تمہیں اپنے دست قدرت سے بنایا اور تم باپ سب آدمیوں کے ہو خدا تعالےٰ کے حضور میں ہماری شفاعت کرو۔ کہ ہم مصیبت سے نجات پاویں۔ وہ کہیں گے لَسْتُ ھُنَاکُمْ میرا یہ رتبہ نہیں۔ آج خدا تعالےٰ ایسے غضب میں ہے۔ کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اور میں نے خلاف حکم الٰہی کے

گیہوں بہشت میں کھا لیا تھا۔ اس سبب سے میری جرأت نہیں ہوتی کہ شفاعت کروں۔ لیکن تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر بڑی دعوت والے ہیں۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاویں گے۔ اور ان کی تعریف بیان کر کے ان سے شفاعت کے واسطے کہیں گے۔ وہ بھی فرماویں گے لَسْتُ ھُنَاکُم میں اس کام کا نہیں ہوں۔ میں نے خلاف مرضی الٰہی اپنے بیٹے کیلئے جو کافر تھا دعا کی تھی کہ ڈوبنے سے بچ جاوے۔ مجھے اس گناہ کا ڈر ہے۔ لیکن تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ کہ وہ دوست خاص خدا تعالٰے کے ہیں۔ لوگ حضرت ابراہیم کے پاس جاویں گے اور ان کی تعریف کر کے شفاعت کے واسطے کہیں گے۔ وہ بھی فرماویں گے لَسْتُ ھُنَاکُم میں اس کام کا نہیں ہوں۔ اور عُذر یہ کہیں گے کہ یعنی اپنی عمر میں تین جھوٹ بولے تھے۔ ان کے مواخذے کا مجھے ڈر ہے تم موسٰے علیہ السلام کے پاس جاؤ ان سے اللہ تعالٰے نے کلام کیا اور توریت ان پر نازل کی تین جھوٹ کہ حضرت ابراہیم ع نے تین باتوں کو ظاہر میں جھوٹ تھیں حقیقت میں جھوٹ نہ تھیں۔ ایک یہ کہ جب کفار میلے کو جاتے تھے اور ان کو ساتھ لے جانا چاہے انہوں نے ستاروں کی طرف دیکھ کے کہا کہ بیمار ہوں منظور یہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ نہ چلوں اور بیماری سے بیماری روحانی مراد تھی۔ کہ سبب ان کی صحبت اور حرکات شرک کے تکلیف و رنج میں تھے ظاہر میں ستاروں کی طرف دیکھ کے یہ کلمہ کہا۔ ان کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کو کہ ستاروں کی گردش سے انہوں نے اپنا آئندہ بیمار ہونا دریافت کیا ہے وہ لوگ معتقد نجوم کے تھے۔ لہذا انہیں چھوڑ گئے۔ دوسرے یہ کہ بتوں کو حضرت ابراہیمؑ نے بعد ازاں کہ کفار میلے پر چلے گئے تھے تبر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور تبر کو ایک بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب کفار نے پوچھا کہ بتوں کو کس نے توڑا حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس بڑے بت نے توڑا۔ ان بتوں سے پوچھ دیکھو اگر بولتے ہوں یہاں بھی حقیقت کلام مراد نہیں تھی۔ بلکہ منظور یہ تھا کہ کفار کی زبان سے اقرار اس بات کا کہ بت ایسا نہیں کر سکتے۔ کرا کر الزام ان کے سر پہ قائم کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تیسرے یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے اپنے وطن سے چلے مصر میں وارد ہوئے۔ وہاں ایک بادشاہ ظالم تھا۔ خوبصورت عورتوں کو چھین لیتا تھا۔ اور شوہر کو جو اس کے ساتھ ہوتا تھا مار ڈالتا حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بی بی سارہ تھیں بہت خوبصورت۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے

کہا کہ یہ میری بہن ہے۔ مقصود بہن ہونا باعتبار دین کے تھا اگرچہ یہ تین باتیں جھوٹ اور قابل مواخذے کے نہ تھیں لیکن انبیائے کرام کا مقام بہت عالی ہے اور جس قدر قرب غلبہ الٰہی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی خوف زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کو ان باتوں کا خوف ہوگا۔ اور شفاعت میں عذر کریں گے۔ لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاویں گے اور ان کی تعریف کر کے شفاعت کے لئے کہیں گے وہ بھی یہی کہیں گے میں اس کام کا نہیں ہوں۔ میرے ہاتھ سے قبطی مارا گیا تھا مجھے اس کا ڈر ہے مراد وہ قصہ ہے جو سورۂ قصص میں مذکور ہے کہ ایک قبطی ایک بنی اسرائیل کو بیگار میں پکڑے لئے جاتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ادھر سے نکلے بنی اسرائیل نے ان سے فریاد کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک گھونسا اس قبطی کے مارا وہ مرگیا جو کہ حکم قتل کفار کا موسیٰ علیہ السلام کو نہیں ہوا تھا لہٰذا نادم ہوئے اور خدائے تعالیٰ نے بخش دیا۔ سو باانکہ وہ گناہ معاف ہوگیا ہے حضرت موسیٰ کو بنظر شان جلال الٰہی در وزپہ ہول۔ قیامت میں خوف ہوگیا اور شفاعت کرنے میں عذر کیا پھر کہا کہ تم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ خدا تعالےٰ نے اپنے کلمہ کن سے ان کو پیدا کیا ہے بغیر باپ کے لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس جاویں گے۔ وہ بھی فرمائینگے کہ میں اس کام کا نہیں ہوں میرے بعد نصاریٰ نے مجھے معبود قرار دیا مجھے اس بات کے مواخذہ کا ڈر ہے لیکن تم محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جاؤ خدا تعالےٰ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کئے ہیں۔ لوگ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آویں گے اور درخواست شفاعت کی کرینگے آپ اس وقت مستعد ہو کر فرماویں گے اِنّی لَھَا میں اس کام کے لئے ہوں اور آپؐ اس وقت اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں حاضر ہو کے سجدہ کریں گے اور سجدے میں اللہ تعالےٰ کی حمد بیان کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت ایسے محامد الٰہی بیان کروں گا کہ اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں۔ اس وقت خدائے تعالےٰ میرے دل میں ڈالے گا اور جتنی دیر تک خدائے تعالیٰ چاہے گا میں سجدہ میں رہوں گا پھر اللہ تعالےٰ فرماوے گا یا محمدؐ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اٹھاؤ جو تم مانگو گے ملے گا۔ اور جس کی شفاعت کرو گے قبول ہوگی سبحان اللہ کیا رتبہ ہے جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایسے وقت میں جب کہ اللہ جلّ جلالہٗ غضب ناک ہوگا۔ اور سب انبیائے کرام اولوالعزم

مارے ڈر کے تھرتھراتے ہوں گے۔ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی ایسا کلمہ فرمائے گا جیسا کمال خوشی ورضامندی میں بادشاہ اپنے تابعین اور مقربین سے کہتے ہیں۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ سبب اس کا یہی ہے کہ آپ محبوب الٰہی ہیں اس وقت شان محبوبیت کا مجمع اولین وآخرین میں ظہور ہوگا۔ آپ سر اٹھائیں گے اور کہیں گے یارب اُمّتی یارب اُمّتی۔ قربان ایسے پیغمبر رؤف الرحیم کہ ایسے وقت میں کہ سب انبیاء اولوالعزم نفسی نفسی کہیں گے۔ آپ اپنی امت کے لئے درخواست مغفرت کی کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ صلی علی الرَّسُولِ الکریمِ بالمومنین رؤف الرحیم اس مقام شفاعت میں قائم ہونا اور خلائق کو ہول محشر سے چھڑانا اور پھر دوزخ سے نجات دلوانا یہی قائم ہوگا آپ کا مقام محمود میں ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا بالجملہ اللہ جل جلالہ بندوں کا حساب کرکے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کرے گا اور سب مواطن یعنے مقامات محشر کے طے ہوں گے پلصراط وغیرہ اور آپ اپنی امت کی رفاہ ہر جگہ چاہیں گے اور فضل الٰہی شامل حال آپ کی امت کے ہوگا جو لوگ بسبب شامت اعمال کے دوزخ میں پڑیں گے ان کے لئے خدا تعالی آپ سے وعدہ فرمائے گا کہ جس کے دل میں جو برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے جاؤ آپ دوزخ پر تشریف لے جائیں گے اور موافق حد مذکور کے دوزخ سے نکلوا کے بہشت میں داخل کریں گے۔ پھر اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں جا کے سجدہ کریں گے اور محامد الٰہی زبان سے کہیں گے اور جتنی دیر خدا تعالی نے چاہے گا سجدے میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالے فرمائے گا یَا محمد اِرْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد سر اٹھاؤ اور جو کچھ مانگو گے پاؤ گے اور جس کی سفارش کرو گے قبول ہوگی آپ سر اٹھا کہ کہیں گے یارب اُمّتی اُمّتی۔ پھر اللہ تعالی یہ حد مقرر کرے گا کہ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لے جاؤ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق لوگوں کو نکال لے جائیں گے اور بہشت میں داخل کریں گے پھر اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں جا کے سجدہ کریں گے اور حمد الٰہی بدستور سابق بجا لاویں گے۔ پھر اللہ تعالی فرماوے گا۔ یَا محمد اِرْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد سر اٹھاؤ جو کچھ مانگو گے پاؤ گے اور جس کی سفارش کرو گے قبول ہوگی آپ سر کو اٹھا کہ کہیں گے یارب اُمّتی اُمّتی۔ پھر اللہ تعالے یہ حد مقرر کرے گا کہ جس کے دل میں بقدر ذرہ کے ایمان ہوا سے نکال لے جاؤ۔ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق جہنم سے نکال کے بہشت میں داخل کریں گے

آخر کار کوئی جہنم میں نہ رہے گا۔ مگر وہی لوگ جن کو قرآن نے حبس کیا ہے یعنی جن کا خاتمہ قرآن پاک پر نہیں ہؤا اور مستحق خلود ہیں۔ خدا کے تعالےٰ کی رحمت اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سب اہل ایمان بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ الحمد للہ کہ یہ رسالہ تمام ہؤا۔ خدائے تعالےٰ قبول فرماوے اور بطفیل اپنے حبیب صلعم کے مولف کا خاتمہ بالخیر کرکے اپنے حبیب کی شفاعت نصیب کرے اور مکارہ دنیوی سے جلد نجات دے کے اپنے اور اپنے حبیبؐ کے آستانہ پر پہنچاوے۔ اور مشفقی محسنی محمد امیر خاں صاحب باعث کتاب تالیف ھذا کو توفیق اپنے مرضیات کی دے۔ اور سب مرادات دنیوی اور دینی بر لاوے۔ اور جمیع احباب مخلصین اور کرمفرمائے محسنین کی عاقبت بخیر کرے اور دنیا میں سب کو ہر طرح کی عافیت عنایت فرماوے۔ یہ کتاب فقیر نے بغیر موجود ہونے کسی کتاب کے صرف از روئے حافظہ لکھی تھی پھر بفضلہ تعالیٰ بعد معاودت کے وطن میں کتب حدیث و سیر معتبرہ سے حرف بحرف مطابق کیا۔

الحمد للہ یہ کتاب بہت معتبر سیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تالیف ہوئی زبان اردو میں کوئی کتاب ایسی تالیف نہیں ہے۔ رسائل میلاد بزبان اردو بیان حالات آنحضرتؐ میں جو پائے جاتے ہیں اکثر حالات صحیح پر مشتمل نہیں ہیں۔ کتب تواریخ غیر معتبرہ کے موافق ہیں یا جہاں سے چاہا۔ افسانے بے تحقیق اور غلط محض لکھ دے ہیں۔

مثلاً رسالہ میلاد میں کہ فی الحال بنگالہ میں بہت مروج ہیں۔ ثوبیہ کا دودھ پلانا بعد حلیمہ سعدیہ کے لکھا ہے۔ یا صلح حدیبیہ کے قصہ کو اس طرح لکھا ہے۔ کہ بعد فرضیت حج کے آنحضرت حج کو تشریف لے گئے تھے۔ تب وہ قصہ واقع ہؤا۔ سو یہ باتیں یقیناً غلط ہیں۔ اور مخالف کتب احادیث اور سیر معتبرہ کے اور قیامت مولف رسالہ نے یہ کی ہے کہ لکھا ہے کہ میں نے مولوی کرامت علی صاحب کو یہ رسالہ سنادیا اور اب سب روایات مندرجہ موافق رائے ان کی کے ہیں۔ سو مولوی کرامت علی صاحب نے کہ فاضل مغتبر ہیں ایسی روایتوں کو کبھی معتبر نہ بنایا ہوگا۔ اور بھی رسالے اکثر اسی طرح کے ہیں۔ بیان قصہ معراج اور وفات شریف میں انہیں نقل کیا ہے۔ فقیر نے یہ حالات بیشتر موافق روایات صحیح بخاری و دیگر کتب معتبرہ حدیث کے لکھے ہیں۔ سب صاحب مطالعہ فرمانے والے اس کتاب کے اسباب کا بھی لحاظ رکھیں اور جس طرح لوگ اردو کے افسانہ کی کتابوں کو

دل لگی کے لئے اور بھی واسطے سیکھنے زبان اردو کے لئے سیر میں رکھتے ہیں ۔ اگر اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیں دل لگی بھی ہے کہ قصے اس میں مندرج ہیں اور زبان اردو بھی مطابق روزمرہ فصیح کے اس میں ہے اور اس کے دیکھنے میں ثواب ہے اور امور دنیا کے بھی انتظام کی عقل آدمی کو حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے معاملات و تدبیرات خوب مطابق عقل صحیح کے ہوتے ہیں ۔ پس چاہیے کہ ضرور آپ کتاب کو مطالعہ میں رکھیں اور اپنے اقارب اور عورتوں اور احباب کو سنائیں ۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیّد المرسلین وآلہ واصحابہ وعلمای امتہ واولیائہ واھل بیتہ اجمعین ○

تمت بالخیر

بخدمت اقدس استاذ العلماء مفکر اسلام [illegible] حضرت علامہ مفتی محمود الحسن حنفی و ثقافی
دامت برکاتہم العالیہ ۔ صدقہ جاریہ خداوند قدوس ہم ان کا سایہ ہم پر تا دیر قائم رکھے
آمین ثم آمین